

تلاش علم

toobaa-elibrary.blogspot.com



شیخ عبدالفتاح ابو غده
ترجمہ
نوران محمد شریف بھڑادی

فہرست

Talash e Ilm

By

Maulana Mohammad Shareef Hazarvi

ISBN: 969-8793-15-1

۹	حضرت مولانا ابوالخیر محمد سر فراز خان منصور	تقریب
۱۱	ڈاکٹر مولانا عبدالرزاق اسکندر	پیش لفظ
۱۳	محمد ریاض درانی	عرضہ ناشر
۱۵	مفتی محمد جمیل خان	مقدمہ

باب اول

جملہ حقوق بحق جمعیت پبلی کیشنز محفوظ ہیں

۲۹	● علم کے لیے مشقت اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بیان میں
۳۵	● صحابہ کرام کے طلب علم کے لیے سفر کے واقعات
۳۳	● علما و تابعین اور مسلمان حکمرانوں کا علم کے لیے سفر اور مشقت
۳۶	● دین میں تین سو صد شیں
۳۸	● ایک کتاب کی ترتیب کے لیے دو مرتبہ کرواڑی کا سفر
۵۳	● شوق علم کے لیے طویل سفر
۵۸	● اپنے لئے کے لیے سفر جس کو تان ہائی بھی قبول نہ کرے
۶۲	● آخری عمر میں بھی طلب حدیث کے لیے سفر
۸۷	● میں نے ساٹھ سال میں اسکندر پیکار میں نہیں دیکھا
۹۱	● یوسف علیہ السلام کے دیوار کے بدلے ہاتھوں کے کتنے کی کوئی وقعت نہیں
۹۳	● بلاد عرب و عجم میں استفادہ
۹۴	● اپنے ہاتھ سے دو ہزار جملہات لکھتا
۹۹	● سیاحی ان کی خوشبو تھی
۱۰۲	● سفر طلب علم کی بے شمار لذتیں
۱۰۳	● سفر علم اور سفر کرنے والوں کے احوال

نام کتاب	معارفِ علم
تالیف	شیخ عبدالفتاح ابو نعیمہ
ترجمہ	مولانا محمد شریف ہزاروی
اشاعت اول	اپریل ۲۰۰۳ء
اشاعت دوم	ستمبر ۲۰۱۵ء
ناشر	محمد ریاض درانی
مطبع	اشیاق اے ملتان پریس، لاہور
قیمت	۱/- روپے

پاؤنڈ	مفتی محمد ہارون درانی (0300-4471311)
قانونی مشیر	سید طارق احمدی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

- سفر قسطنطنیہ کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں
۱۰۳
- اسلام دشمن ممالک کی طرف قسطنطنیہ کے واسطے سخت سفر پانچھنے کے قصائد
۱۰۶
- میرا باب**
- خیر راحت و آرام اور ہر قسم کی لذت چھوڑنے کے بیان میں
۱۰۹
- حضرت ابن عباسؓ کی تحصیل علم کے لیے ریاضت کی جانے والی تکالیف پر ایک نظر
۱۱۳
- بعض اہل علم کا تذکرہ
۱۱۵
- امام اسد بن فرات کی سیرت کی ایک جھلک
۱۱۹
- امام احمد بن حنبلؓ کا علمی اہتمام اور شاہکار
۱۲۲
- محمد بن اسماعیل بخاریؒ اسیر المومنین فی اللہ صیۃ کیونکر ہے؟
۱۲۳
- جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی استطاعت نہیں ہوتی
۱۲۴
- بڑی بیٹا کے چچن باز کین اور جوانی کے حالات
۱۳۲
- امام الحرمین کی مشرق و مغرب میں علمی شہرت کے باوجود انہوں نے تہذیب کرنا
۱۳۳
- شیخ عبدالفتاحؒ کا اظہارِ راسخ
۱۳۷
- بلند ہستی سابقین کی نظر میں
۱۳۹
- ابن جوزیؒ کی بلند ہستی
۱۴۰
- تیسرا باب**
- فقر اور زندگی کی جگہ، پکڑوں اور سحر کے فروخت کے بیان میں
۱۴۷
- علم نفس کی ذات، علماء کی خدمت اور معاش کی جگہ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے
۱۵۱
- فقر، غربت، بھوک، بھرپا عطاء کے اقوال
۱۵۷
- فقر کا مسکن فقہاء کی پگڑیوں میں
۱۵۹
- ایک صاحبِ علم کی فقر وفاقہ کے ہاتھوں آدھو کا
۱۶۲
- فقر کو غنا پر فضیلت دینے والے علماء اور شیخ عبدالفتاحؒ کا قول فیصل
۱۶۳
- مہذب بننے کا طریقہ
۱۶۸

- امام ابو حنیفہؒ کی حقاقت
۱۷۰
- امام ابو یوسفؒ کو علم کا شوق اور امام ابو حنیفہؒ کی دور رس نگاہ
۱۷۱
- علمی دنیا کے بے باق بادشاہ اور مامون الرشیدؒ کی علمی دوستی
۱۷۳
- متا قب امام شافعیؒ
۱۷۶
- علمی خدمت، حالت فقر و مسکنت میں
۱۷۹
- انبیاء کی وراثت حاصل کرنے کی خاطر
۱۸۱
- کتاب الفیہ کی خاطر غیرت کھاکر مال گھرانے والا عزم نہیں رہا
۱۸۲
- علم و ادب کی تعظیم
۱۸۶
- علم کے حصول کی خاطر پورے دن میں صرف ایک روٹی پر گزارا
۱۸۶
- اہل علم کی نظر میں سونا و مٹی برابر ہیں
۱۸۸
- علم سے دور رہنا بھلا جان نہیں
۱۸۹
- زمانہ طالب علمی میں چند اور بزرگ بھی کے بچے کھا کر گزارا کرنے والے
۱۹۰
- ورع و تقویٰ اور فقر وفاقہ کا حسین اخراج
۱۹۲
- تھیں بڑا طالب علموں کا جھوم
۱۹۳
- ایک کتاب کا دوسرا مرتبہ مطالعہ
۱۹۳
- کتاب کھچا جانے پر صدقہ
۱۹۵
- ہاتھ کی کمائی اور علمی خدمت
۱۹۷
- چاند کی روشنی کا استعمال
۲۰۲
- گھر کا سامان فروخت کرنا
۲۰۵
- ایک سال میں سات مرتبہ صحیح مسلم لکھنا
۲۰۶
- علمی احوال سے سحر کرنا
۲۱۰
- ناچنا غصے کا سطر
۲۱۱
- امام جردیؒ کا حال
۲۱۲

چقچاق

- بھوک پیاس برداشت کرنے کے بیان میں ۲۱۵
- شدت بھوک سے مٹی کا کھانا ۲۱۸
- رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت ۲۲۱
- اپنا کھانا دوسروں کے اصرار پر کھانا ۲۲۳
- طب علم کے شہداء شہد سے زیادہ شیریں ہیں ۲۲۵
- کتاب کی خریداری ہر چیز پر مقدم ۲۲۶

پانچواں باب

- اکثر برہنہ ہونا اجنبیت میں مال ختم ہونے کے بیان میں ۲۳۱
- قاضی کے پاس تہا دل پاس نہیں ۲۳۳
- امام احمد نے باغی رہن رکھوائی ۲۳۷
- مجھ کو کسی سے کچھ قبول کرنے کی عادت ہی نہیں ۲۳۷
- امام بخاری کی حالت ۲۳۹
- دن کو پڑھائی رات کو کتابت ۲۴۲
- روزانہ چودھویں کی تہنیف ۲۴۲
- آبرو کی حفاظت کے لیے فکر کا اظہار نہ کرنا ۲۴۳
- کیا میں حدیث پر غصوں گا ۲۴۵
- اپنے زمانے کے بلا شرکت غیر سے امام کا حال ۲۴۶
- مشرک قیص اور عمامہ ۲۴۷
- دین کی حفاظت کے لیے ہجرت ۲۵۰
- شیخ عبدالقناح کا واقعہ ۲۵۱

چھٹا باب

- کتابوں کی عدم دستیابی کے بارے میں ۲۵۵

- غل کی وجہ سے برکت نہ ہوئی ۲۶۲
- کتاب کا ضائع ہونا راہ صواب کا گم ہو جانا ہے ۲۶۳
- عجیب حکایت ۲۶۵
- کتاب فروخت کرنے پر تاسف ۲۶۷
- امام غزالی کے خطہ علم کا واقعہ ۲۶۸
- کتاب ضائع ہونے کی وصیت ۲۷۱
- عمدہ کتابیں جمع کرنا ۲۷۳
- سفر میں کتابوں کی دیکھ بھال ۲۷۴
- علامہ کوثری کا واقعہ ۲۷۶
- حصول علم کا عجیب و غریب شوق ۲۷۷
- بدن کے کپڑے فروخت کر کے کتاب خریدنا ۲۷۸
- ایک کتاب کے لیے اتنی محنت ۲۸۰

ساتواں باب

- مجرورہ کی گزرتے اور ازاں دیکھنے کے لیے شادی کا مشق نہ کرنے کے بیان میں ۲۸۳
- علامہ مجرورہ کی گزرتے پر کیاں آباد ہوئے ۲۸۶
- امام عمر بن میں کیوں سکون پڑے ہوئے ۲۸۹
- دوسروں کے نفع کے لیے اپنی لذت قربان کرنا ۲۹۰
- امام یونس بن حبیب ۲۹۱
- امام بشر حاشی ۲۹۲
- ویران علاقے تھے ۲۹۳
- فراغت علم کے لیے گلوپ ۲۹۹
- میں علم غریبوں کی دیکھ بھال ۳۰۳

آٹھواں باب

- مال کی برکتوں کا تفصیل سے احکامات کا بیان کے لیے قرآن کریم میں ۳۰۵
- امام احمد رضاؒ کی کامن مہارت واقعہ ۳۰۹
- چالیس ہزار روپے کا علم پر خرچ کرنا ۳۱۲
- امام احمد کا علم پر خرچ کرنا ۳۱۳
- پندرہ سو روپے کا علم پر خرچ کرنا ۳۱۵
- کتابیں نہ بننے کی وجہ سے زمین فروخت کر کے سفر کرنا ۳۱۸
- جو ایک حالت میں لقمہ ہوتا ہے ۳۲۲
- مرنے کے بعد بھی کتابوں سے مشغولیت ۳۲۵
- مولانا عالم گرجی ۳۲۹
- امام احمد رضاؒ کی لمبہ ادبی خدمت اللہ کے احوال ۳۳۱
- حافظ محمد طاہر القدسی کے احوال ۳۳۶
- مشرق کے محدث ۳۴۰
- ابوالقاسم ابوالہدیٰ اصفہری اصفہانی رحمۃ اللہ کے احوال ۳۴۳
- حافظ ابوالقاسم بن عساکر اللہ شافعی کے احوال ۳۴۸
- خاتمہ ۳۵۳

پنوا علیہ الرحمۃ الخیر

تقریظ

الحمد لله وکلی وسلامہ علی حبائہ الذین اصطفیٰ اما بعد

نبی آخر الزمان ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ سے محبت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کچھ کیا کہتا ہے۔ اس صحابی نے پھر یہی کہا کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ حضور ﷺ نے پھر سابقہ ارشاد دہرایا اور صحابی نے پھر یہی عرض کیا کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو فقر کے اوڑھنے اور بچھونے کے لیے تیار ہو جاؤ، اس لیے کہ مجھ سے محبت رکھنے والے کی طرف فقر اپنے زور سے دوڑتا ہے جیسا کہ پانی ڈھلان کی طرف دوڑتا ہے۔

جب حضور ﷺ سے صرف محبت کے دعویٰ پر فقر اور تکالیف لازم ہیں تو جو افراد حضور ﷺ کی جان بخشی کے حصول کے لیے آپ کی دراعت "علوم" کو حاصل کرنا چاہیں گے ان کو کون کن تکالیف اور مصائب سے گزرنا ہوگا۔ اس کا تصور خود ہی کیجیے۔ یاد رکھئے! جتنا اچھا منصب ہوتا ہے اتنی ہی آزمائش بڑی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ خاتم النبیین کے منصب پر تھے اور سردارانِ انبیاء تھے اس لیے سب سے زیادہ آزمائش و ابتلاء میں آپ کو جلا کیا گیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دو درجہ ان مصائب و آلام کی پمٹی سے گزرا رہے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ سے لے کر آپ تک ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو اہل علم حصولِ دین اور اشاعتِ دین کے سلسلے میں سخت مصائب سے گزر رہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اہل علم نے ان تمام مشکل مراحل کو رضا کارانہ طور پر رضاءِ الہی کے حصول اور حضور ﷺ سے محبت و عقیدت اور حصولِ علم میں لذت اور علوم میں اضافہ کی غرض سے قبول کیا۔ ورنہ اگر وہ چاہتے تو سبیلِ پسندی اور آسانی کا راستہ اختیار کر کے دلہنوار اختیار کر سکتے تھے۔

ہمارے خدوم شیخ عبدالقادر ابوبندہ مکتبہ جن سے میں تصانیف کی حد تک توثیق تھا۔

اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وقار اور مسلک حنفی کی ترویج و اشاعت کے لیے ان کی گراں قدر خدمات پر جہد و جدوجہد سے ان کا معترف تھا مگر ملاقات نہ تھی اتفاقاً کھٹکہ اسکندریہ میں مولانا سیف الرحمن درخشاہی کی معیت میں ان کے صاحبزادے کے گھر پر ملاقات ہوئی جہاں ان کو علم و عمل کا بہترین مرتبہ پایا اور ان کے چہرہ کی نورانیت اور ان کی سنت سے بے زندگی سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ وہ ظاہر و باطن ہر اعتبار سے کامل تھے اور علمی طور پر بہت بلند تر انہوں نے چونکہ حصول علم اور اشاعت علم کے سلسلے میں اکابر علماء و روحانہ کے طرز پر سخت مصائب کا سامنا کیا اور جلا وطن ہونے کے ساتھ ساتھ کئی مہاجرتوں میں جانے سے بچے۔ اس لیے ان کو علم کی بہت زیادہ قدر تھی اور خواہش رہتی تھی کہ کس طرح طلباء و علوم و دینیہ آپ کے اسلاف کے طرز پر علم کی گہرائی اور عمل کے زور سے آراستہ ہوں۔ اس سلسلے میں انہوں نے اکابر علماء و کرام کی حصول علم کے سلسلے میں آزمائش و امتحان کے واقعات کو ایک جگہ جمع کیا جس کو ہمارے عزیز مولانا محمد شریف بڑاوی نے جو کمال علم سے گہری محبت و عقیدت رکھتے ہیں، اردو کے قالب میں ڈھالا اور ہمارے عزیز حافظ ریاض درانی اس کو خوبصورت انداز میں طبع کرانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ان دونوں حضرات کی خواہش پر چند جیسے پیش خدمت ہیں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ شیخ عبدالفتاح ابوعمدہ، ان دونوں حضرات اور ان حضرات کے معاونین کی ان خدمات جلیلہ کو قبولیت سے سرفراز فرمائے اور طلباء و علم و دینیہ اور علمائے المسلمین کے لیے اس کتاب کو نافع بنائے۔ آمین یا رب العالمین

ترجمان علماء و شیخ الحدیث دانشگیر

حضرت مولانا ابو زہرہ محمد سرفراز خان صاحب صفحہ درجہ ہجرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى لما بعد:

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين

شیخ عبدالفتاح ابوعمدہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ان تمام اہل بدرگزیہ و درگوں میں سے ہیں جن سے محبت و عقیدت ہونا فطری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر اعتبار سے محبت و عقیدت کا محور بنانے کے انتظامات کیے تھے۔ علم کی دولت سے اس طرح سرفراز فرمایا کہ حدیث انصحر مشد کامل حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بخاری نور اللہ مرقدہ، مفسر اسلام مولانا مفتی محمود مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ آپ کی علمی صلاحیت کے معترف تھے اور جس مولانا محمد قلی عثمانی، امام اہل سنت مفتی احمد الرحمن مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹوکی، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہم اللہ اور محمد حبیب سے اجماع فرماں کی رفاقت اور شفقت پر تاز کرتا ہے۔ علماء کرام سے محبت و عقیدت اور ذاتی علمی تعلیم صلاحیت کے باوجود تواضع و انکساری ان کا امتیاز تھی۔ عمل اور تقویٰ تو ہمارے اکابر کی خصوصی زینت ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت و محبت اور مسلک حنفی سے گہری وابستگی ان کا خصوصی افتخار تھا۔ و یا عرب میں انھوں نے مسلک حنفی کی اس وقت تائید کی جب یہ چیز وہاں مہم بھی جاتی تھی۔ حلیہ کی اسی تائید کی وجہ سے مصائب و آلام میں مبتلا کیے گئے مگر کسی صورت میں حق کو چھوڑنا گوارہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری وجہاں میں ایسی عطا فرمائی تھی کہ ایک نگاہ سے آدمی گریہ و ہوا جاتا اور وہ دایم غلام بن جاتا۔ آپ کی تصانیف گراں قدر علمی خزانا ہیں جس پر پوری دنیا کے علماء کرام نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ آپ کا یہ علمی خزانہ قیامت تک ان کے لیے صدقہ جاریہ اور علماء کی طرف سے خراج تحسین کا باعث بنارہے گا۔

ہمارے والد گرامی حضرت مولانا مہابت خان رشتہ اپنے زمانہ طالب علمی کے واقعات
 سڑے لے کر سنایا کرتے تھے کہ ان کتاب پڑھنے کے لیے دن پھول سڑکیا اور فلاں
 استاد کی خدمت میں حاضری کے لیے اسے دن بھوکا پڑھتا پڑھتا اور کتنے ماہوں کے وقت استاد کی
 بکریاں چرائیں اور اس کو اپنا حق یاد کیا۔ اس قسم کے شبیوں واقعات ہیں جو والد گرامی کی
 زبان سے ہم نے سنے۔

کمزوری اور کم عقلی کی وجہ سے ان واقعات کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ آج جب حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے تو حضرت والد کے سنانے ہوئے واقعات کی اہمیت کا اندازہ ہو رہا ہے کہ ہمارے ایسا اچھا دانے کیسی کمی مشکلات، صہیل کریم کی دولت آئندہ نسلوں کو منتقل کی ہے۔

آج جبکہ ہر قسم کے تعلیمی وسائل میں بھرپور اور طلباء و اس قدر تازہ کہ دوسرے کے مطلع میں ”تھک“ کم ڈالنے اور شہر با چٹکا ہو جانے پر بڑبڑال کر دی جائے۔ ماضی کی ان مشکلات کا تصور کرنا بھی محال ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس دور انحطاط میں اگر علم کی شمع روشن ہے تو اس میں بھی نئی آگاہ برین کی ”جھوک اور افلاس“ کا چراغ داخل ہے۔

ہم برادر محرم حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی کے محنتوں ہیں کہ انہوں نے حضرت شیخ ابو نعیم کی کتاب کا اردو ترجمہ "تلاشِ علم" کے نام سے کیا اور اس کی اشاعت کے لیے جمیعہ تبلیغی کمیشنز کو متنب کیا۔ ہماری کوشش ہوگی کہ ہم اپنی سہایت روایات کو برقرار رکھیں اور مولانا کے احادیث پر اور آتریں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہین حق کی اشاعت کی توفیق عطا کر دے۔ آمین

محمد رضا خاں وردا

مسجد مہابت خان پائلٹ سیکنڈری سکول وحدت روڈ، لاہور

0300-8480934

عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے آپ کی گراں قدر تالیف سے استفادہ طلباء و معلمین اور عام مسلمانوں کے لیے مشکل تھا۔ اس لیے اردو کے قالب میں اُحسانِ وقت کی اہم ضرورت تھی۔ محترم مولانا محمد شریف جباروی حضراتِ علماء کی طرف سے مہارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وطنِ کامل کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ اس طرح اس تالیف کی اشاعت کے ثواب کے ساتھ ساتھ شیخ عبدالفتاح ابودعدہ رحمہ اللہ سے ان کی نسبت انتہاِ مائتِ نجات کا بلا عث اور ذخیرہ آخرت ہوگا۔ محترم مولانا حافظہ ریاضِ رمانی صاحب بھی شکر کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ خصوصیت ائمہ میں اس کی طبعیت کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُمت کے لیے اس کو نافع بنائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ رسولہ الکریم

(۱۵ اکڑ مولانا) عبدالرزاق اسکندر (زیدہ ہم)

ریجنس جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ انوری ٹاؤن کراچی

اظہارِ تشکر

کتاب ”تلاشِ علم“ کا دوسرا ایڈیشن پیش خدمت ہے۔ یہ کتاب حضرت اقدس شیخ عبدالحق ایوبہ رحمہ اللہ کی عربی کتاب ”صلوات سن میرا علم علی شہداء العلم والاحصیل“ کا ترجمہ ہے۔ میں نے اپنی حیثیت کے مطابق اسے اردو کے قالب میں ڈھالنے کی سعی کی۔ اس میں مجھے چند ایک دشوار یاں درپیش تھیں۔ ایک تو اپنی کم علمی، دوسرا صحیح اردو سے عدم واقفیت اور تیسرا یہ کہ موجود وقت میں اساطینِ علم کی تصانیف کی دافر و متقابل میں میری ”پٹھانی اردو“ والی کتاب کون پڑھے گا۔ خدا بھلا کرے برادرِ محمد ریاض درانی صاحب کا جب ان سے اس کتاب کا تذکرہ ہوا تو انھوں نے جیتے جلی کشنرز کے تحت طہارت کی ذمہ داری قبول کی جس سے مجھے بے حد مسرت ہوئی۔

کتاب کی کپیڑنگ کے مراحل میں بار بار پروف ریڈنگ کی گئی لیکن بوجہ اس میں کچھ خامیاں رہ گئیں لیکن اس کے باوجود علماء اور طلباء جس طرح اس کتاب کو پڑھ کر اپنی حاصل ہوئی کہ منتوں میں کتاب کا پہلا ایڈیشن فہم ہو گیا۔ موجودہ ایڈیشن میں حتی الامکان غلطیوں کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ اس میں مجھے برادرِ مفتی محمد نعیم صاحب اور برادرِ محترم قاری محمد اویس عباسی صاحب کی خصوصی معاونت حاصل رہی ہے۔ اللہ پاک ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میری ایک گزارش ہے اور مجھے امید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے نظر انداز نہیں فرمائیں گے۔ وہ یہ کہ میرے والدین، اساتذہ و مشائخ کے لیے دعا محفرت اور میرے اور میرے بچوں کے لیے اکابر علماء و روح بنے کے ساتھ دانستگی و دین کی خدمت اور مصلحِ مستقیم پر گامزن رہنے اور خاتمہ بالا ایمان کی دعا سے محروم نہیں رہیں گے۔

اللہ آپ کو اس کی بہتر جزا دے۔

محمد شریف ہزاروی

جامع مسجد دارالاسلام اسلام آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه واهل بيته وعلى من تبعه الى يوم الدين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
لقد كان لكم في رسول الله لسوة حسنة

آیت کریمہ کا عام طور پر یہ مفہوم تصور کیا جاتا ہے کہ تمہارے لیے نبی اکرم ﷺ کی زندگی اور آپ کے اعمال مبارک و سنت حسنة کو نمونہ بنایا گیا تاکہ ان کی اتباع کے ذریعہ نجات حاصل کر سکیں اگر اس آیت کریمہ کے مابقی التفسیر اور حقائق کو گہری اور متیق نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ زندگی کے ہر گوشہ کی رہنمائی کے لیے حضور ﷺ کی عملی زندگی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ حضور ﷺ پر ایمان لانے والوں میں ہر طبقہ زندگی کے لوگ شامل ہیں اور خاص طور پر ابتدا میں بعض مخصوص فئیل پانچ افراد کے علاوہ زیادہ تر غریب اور کچلے اور پسے ہوئے لوگوں یا ان اہل علم طبقہ نے آپ کی سکونت کو قبول کیا جن کو اپنی فراست اور طبی بصیرت کی وجہ سے آپ کی معرفت حاصل ہوئی۔ فطری بات ہے کہ یہ دونوں طبقے ہمیشہ طاقتور لوگوں کی راہ میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔ اس لیے طاقتور طبقہ ان کو اپنے علم و حکم کا نشانہ بناتا رہتا ہے۔ اب اگر ایسے لوگوں کے لیے کوئی اسود اور نمونہ نہ ہوتا تو لامحالہ ایسے لوگوں کے لیے دین پر قائم رہنا اور آئندہ دین کی طرف متوجہ ہونا بہت مشکل تھا۔ اسی بنا پر ہم جب ان دونوں صورتوں میں اسود نبوی ﷺ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نبی آخر الزمان ﷺ کی زندگی اعلان نبوت سے لے کر ہجرت تک مصائب، ایفے آؤں اور تکالیف سے بھرپور نظر آتی ہے۔ جبکہ ہجرت کے بعد مدنی زندگی جدوجہد اور محنت و اتلاہ سے عبارت نظر آتی ہے۔ آپ کو اپنی سخت تکالیف دی گئیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ جاری ہو گئے:

”اللہ تعالیٰ کی راہ میں جتنی تکلیف میں میں جلا گیا ہوں یا جتنا ستا گیا ہوں اتنا کوئی دوسرا شخص ستا گیا۔“

یہ ایفہ اور تکلیف رسائی صرف زبانی کلامی نہیں کہ زبان کا شکر حیر کے شکر سے بھی سخت ہوتا ہے۔ اندازہ کیے کہ قریش مکہ کے سب سرخیل اور مسز خاندان کا فرد چالیس سالہ زندگی میں امانت و دیانت کا اتنا اعلیٰ معیار قائم کرتا ہے کہ سادق و امین کے الفاظ سے شہرت پاتا ہے۔ اس فرد کا خطاب رب کا نکات نبی آخر الزمان ﷺ کی حیثیت سے فرماتا ہے اور لفظ اقرار کے ذریعے پہلی وحی عطا فرماتا ہے تو وہ عظم خداوندی کی قبل اور ہی قوم کو جنم سے نہایت دلانے اور مخلوق کو تقویٰ کی تلقین سے نہایت دلا کر خالق کی غلامی میں دینے کے لیے علاج و کامیابی کی طرف اس ارشاد و تعویذ لا الہ الا اللہ تعلقوں سے ملتا ہے تو صرف قوم ہی نہیں مگر ہر ترین رشتہ دار اور محبوب رکھنے والے چنانچہ طعن زنی کرتے ہوئے واپس لوٹتے ہیں۔ تو اندازہ کیے کہ آپ کو کتنا دل صدمہ اور کتنی تکلیف پہنچی ہوگی۔ مگر یہی اذکار خالص عملی زندگی کا جو حضور ﷺ کو ملنے والی تھی۔ پھر کیا ہوا؟ آپ پر تکالیف کے یہاں توڑ دے گئے۔ آپ کو کھانا میں تین سال قید کر کے معاشی تنگی میں جلا کیا گیا۔ بیت اللہ شریف بھی پر امن جگہ پر مسجد کی حالت میں آپ کو اونٹ کی اونچھڑی کے لہجہ سے دبا کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ طائف میں آپ کے پیچھے بچوں کو لگا دیا گیا جنہوں نے آپ پر اتنے بھڑے برسائے کہ آپ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ اس حالت میں آپ نے رب کو بے جودا کی اس سے آپ حضور ﷺ کی پُر الایت حالت کا اندازہ لگا سکتے ہیں:

”اے اللہ! میں تجھ سے ہی شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری اور سبہ کسی کی اور لوگوں میں اپنی اذیت اور رسوائی کی! اے ارحم الراحمین تو ہی مضطرب کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے؟ کسی ایسی بیگناہ کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو دیتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر تھام دیا؟ اے اللہ! اگر تو راضی ہے تو مجھے کسی کی پرہیز نہیں ہے۔ میری حفاظت میرے لیے کافی ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کے متعلیٰ جس

سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تجھ سے ناراض ہو۔ میری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت؟“

مکہ کی سرزمین آپ پر ٹھک کر دی گئی۔ آپ پر گھروں کی چھوڑ سے گندگیاں بھنگی گئیں۔ راستہ میں کانٹے بچھائے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے گلے کی سازش تیار کی گئی۔ تمام قبائل کے افراد کو جمع کر کے آپ کے گھر کو چاروں طرف سے گھیرا گیا کہ آپ رات کو جب بیت اللہ میں عبادت کے لیے گھرے تھے تو جب وقت بہت سے سحرا فرد آپ جیسے نئے شخص پر حملہ آور ہو کر آپ کو مفلوجی سے متاثر کر دیں لیکن رب کو بے حفاظت کی اور آپ ان کے درمیان سے سوراخ نکالیں کہ آیت وجعلنا من بین الیدیمہم سداً ومن خلفہم سداً فاغشیہم فہم لا یبصرون پڑھتے ہوئے دینے ضرور کے لیے ہجرت کرتے ہوئے ایسے نکلے کہ دشمن سب کے سب اندھے ہو گئے۔

آپ کی دل شکنی اور ضبط و بھجوری کا اندازہ ان الفاظ سے کیا جاسکتا ہے جو بوقت ہجرت آپ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے:

”اے مکہ تو مجھے بہت عزیز ہے اور میں تجھے کسی صورت میں چھوڑنا گوارہ نہیں کرتا مگر میری قوم نے اس مقدس سرزمین میں میرے لیے جینا دھج کر دیا ہے اور زمین تلک کر دی ہے، اس لیے فراق کے غم کے ساتھ تجھ سے رخصت ہو رہا ہوں۔“

ایفہ لوگوں اور تکالیف کے اس شدید ترین طوفان کے ساتھ تڑپ اور لالچ کا کوئی راستہ ایمان قحاص کو کھل نہ دے دین اسلام کا راستہ روکنے کے لیے استعمال نہ کیا ہو۔ لہذا قریش کا ایک وفد آپ کے بعد واپس احوال طلب کے پاس آتا ہے اور پیشکش کرتا ہے کہ اپنے پیچھے محمد ﷺ کو کہہ دو کہ اگر دوسرا داری چاہتا ہے تو ہم اسے مختلف طور پر اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اگر اس کو دولت مطلوب ہے تو ہم اس کے قدموں میں خزانوں کا ڈھیر لگا کر اس کو قریش کا سب سے امیر

ترین فرد بنادیں گے۔ اگر شادی کا خواہش مند ہے تو مکہ کی خوبصورت ترین عورتوں کو اس کے قدموں میں چھاد کر دیں گے۔

نبی آخر الزمان کا جواب ملاحظہ فرمائیں

”اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج رکھ دیں اور دوسرے ہاتھ میں چاند بھی ہیں دین اسلام کی اشاعت کے فریضہ سے رک نہیں سکتا۔“

نبی اکرم ﷺ کا یہ اسوہ عملی طور پر رب کا نکات نے امت محمدیہ پر کوئی لیے عطا فرمایا کہ حضور ﷺ کی موجودگی سے لے کر قیامت تک اہل ایمان، اہل علم و اہل دعوت تبلیغ، اہل تزکیہ، مطہرات اور اہل عزم و جہاد فرض امت کے ہر طبقہ کو اس سے دو چار ہونا ہوگا۔ خصوصاً اہل علم کے لیے تو یہ شخص اور پرچہ راستے کے بغیر حصول علم ناممکن ہی ہوگا۔ کیونکہ حدیث مبارکہ کے مطابق قیامت تک انبیاء و رسل کا سلسلہ شقیق ہونے کے بعد اب علمی وراثت اور دینی چاشنی کا ترک علماء کرام کی طرف اس حدیث کے مطابق فصل ہو گیا ہے کہ انبیاء کرام کا ترکہ دراصل دو چیزیں ہوتے ہیں۔ علمی میراث امت کے حوالے کر کے جاتے ہیں۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ علمی اور روحانی رشتہ سے جو حضور ﷺ کے جتنا قریب ہوگا، اس کو اتنی ہی زیادہ تکالیف و روائے اُنوں یا ان کا لفظ و دیگر احسانات اور احکام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ظیف اول سیدۃ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو آپ کے سفر و حضر و قبر کے ساتھی اور رفیق تھے۔ سب سے زیادہ تکلیف اور ایہ اُنوں میں جتا گئے تھے۔ ابتدائے اسلام میں کفار کے علم و دھم سے بچانے کے لیے اسلام کو خلیفہ دیکھنے کی ہدایت کی گئی۔ جب ۳۴ افراد مسلمان ہو گئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اعلیٰ تبلیغ کی اجازت چاہی حضور ﷺ نے منع فرمایا محمد بن ابی بکر اسرار دیکھ کر آپ اعلیٰ تبلیغ دین پر آزاد ہو گئے۔ آپ تمام مسلمانوں کو لے کر کعبہ اللہ تعالیٰ سے گئے (اس وقت تک حضرت عمر فاروق سیدہ امہ حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت حمزہؓ ہی دن اور حضرت عمرؓ کے تین دن بعد مشرف بہ اسلام ہوئے)۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کا اعلان کر کے تبلیغی عمل شروع کیا ہی تھا کہ کفاروں کی طرف سے

آپ پر فوٹ پڑے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خانہ دانی و چاہت اور ذاتی شرافت و عظمت کا لحاظ کیے بغیر اتنا چڑا کر آپ پر لیویان ہو گئے۔ کھانوں نے آپ کو بار بار کراہہ سوا کر دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبیضہ و انوں کو اطلاع ہوئی تو بڑی مشکل سے چھڑا کر لائے اور اعلان کیا کہ اگر ابوبکر شہادت پا گئے تو ہم جب بن ربیعہ سے بدلہ لیں گے۔ کیونکہ وہ سرکشوں اور دشمنوں کی قیادت کر رہا تھا۔ بڑی مشکل سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جان بچی۔

یہی صورت حال حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آئی کہ آپ نے اسلام قبول کیا اور بیت اللہ شریف میں آ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ کفار چاروں طرف سے نوٹ پڑے سنا سنا مارا اتنا مارا کہ آپ مرنے کے قریب ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر جان بچائی کہ اگر یہ میرے گئے تو قبیلہ غفار سے لڑائی کی وجہ سے تمہارا شام کا تہارتی راستہ بند ہو جائے گا۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جو عظام تھے ہی ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑ گئے۔ آپ کو مکہ کی گرم ترین سرزمین میں جتنی ریت پڑا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا کہ آپ مل نہ سکیں اور ریت آپ کی کمر کو چسلی کر رکھ دے۔ انگاروں پر لٹا دیا جاتا۔ انگارے آپ کی کمر کی چربی سے بجھتے۔ کہہ لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جاتا جو آپ پر پتھروں کی بارش کرتے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بھی غلامی کی وجہ سے سخت تکالیف میں مبتلا کیے گئے۔ لوہے کی زدہ پینا کر دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا۔ ریت اور انگاروں پر لٹانے کی وجہ سے کمر کا گوشت گل مڑ گیا تھا۔ ظیف ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دو درخلاف میں آپ سے مظالم کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ نے اپنی کمرنگی کر کے دکھا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی کمر تو کسی کی نہیں دیکھی اترو مظالم کی تفصیل بتائی۔

حدیث صحیحہ کبریٰ تکالیف کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا اور کفار قریش اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لیے پہلے دربار پھر اُحد کے میدان میں بیٹھ ہوئے اور یہ سلسلہ فتح مکہ تک جاری رہا۔ فتح مکہ کے بعد تکالیف کا سلسلہ بند ہوا اور معمولی سی فتوہ حال شروع ہوئیں تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں روتے تھے کہ کس تکالیف اور روائے اُنوں کا بدلہ خداوندی عفو و استغناء میں ہی ندرے دیا جائے۔

ہجرت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایک طرف مسلمانوں کو کفار کی ابن ایڈاؤس سے بچانے کے لیے جدوجہد شروع کی تو دوسری طرف اسلامی ریاست قائم کر کے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے کے اقدامات کیے۔ تیسری طرف قرآن و حدیث کے علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہمیت کے ساتھ اس شرط کے ساتھ متوجہ کیا کہ اس راہ میں مشکلات ہی مشکلات ہوں گی۔ اس راہ میں مشکلات کے باوجود آپ کے قائم کردہ پہلے مدرسے "صفہ" میں ۷۰ سے زائد طلبہ حصول علم کے لیے داخل ہوئے جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جیسے جید علماء کرام شامل تھے۔

محدث انصحر حضرت علامہ سید محمد عسف بخاری نور اللہ مرقدہ جامعہ علوم اسلامیہ بخاری ناؤن کی سالانہ اسباق کی افتتاحی تقریب میں طلبہ علوم تجزیہ، مہمانان رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے دو باتوں کی بہت اہمیت کے ساتھ تفتیش فرماتے تھے۔ ایک اصلاح حیات کی کہ علوم قرآن و حدیث کے حصول اور صرف رضا کے خداوندی اور اشاعت دین ہونا چاہیے اور آج ہی اس مدرسہ سے زحمت ہو جائے۔ کیونکہ دینی علوم کو نفاذی اغراض کے لیے حاصل کرنے والے بدکنوئوں کی قبرستان میں پہلے نہر ہے جن اور دوسری بات جس کی بہت زیادہ تفتیش فرماتے اور اس سلسلے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ سنایا کرتے تھے یہ کہ اس راہ میں مشکلات اور مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑے گا اور رکاوٹیں ہی رکاوٹیں آئیں گی۔ ان پر صبر کیے بغیر علوم نبویہ کا حصول ناممکن ہے اور "سکلی شن افہ و لیلعلہ افسات" کہتے ہوئے آفات کے اٹک کوں چند ہزار الف کے مد کے برابر موٹل فرماتے کہ ہر قدم پر مشکل ہی مشکل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تعلیم کے دوران بار بار ایسا ہوا کہ بھوک کی وجہ سے آپ چلنے چلنے تھکتے تھے تھکتے تھکتے ہی ہوش ہو گئے

اور لوگوں نے سمجھا کہ آپ پر مہرگی کا دورہ پڑ گیا ہے اور وہ آپ کو جتنا سکھا کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے۔ ایک مرتبہ تین دن گزار گئے اور سوائے پانی کے آپ کے حلق سے غذا کا ایک ذرہ نہیں آتا تو آپ مجبور اور پریشان ہو کر "صفہ" سے باہر نکلے کہ کوئی سامی مل جائے تو اس سے کچھ کھانے کی چیز لے لوں۔ اسے میں دیکھا کہ غلیظ اقل رفیق فارسیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لاءے ہیں۔ آپ نے بڑھ کر سلام کیا اور ان سے چلنے چلنے مساکین پر تنگ شروع کر دی کہ اس بھانہ نہر کھنچ پانی (صاف صاف کھانا مانگنا غیرت کے خلاف تھا) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تو جیس ہوئی آپ کے گھر میں بھی کچھ نہیں تھا اس لیے آپ نے ساری کھنکھو گھر سے باہر ہی قسم کر کے زبھتی مصافحہ کیا۔ آپ واپس واپس ہوئے۔ اسے میں دیکھا کہ غلیظ و دم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لاءے ہیں۔ آپ نے ان سے مصافحہ کیا اور چلنے چلنے مساکین پر تنگ شروع کر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح گھر لے جانے کی بجائے باہر ہی سے زحمت کروایا۔ جس کی وجہ سے کچھ خٹے کی آسید بھی ختم ہو گئی۔ آپ واپس سے واپس ہو رہے تھے کہ محبوب رب العالمین شفیع اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاءے ہیں۔ حضور ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی مسکرانے لگے اور فرمایا ابو ہریرہ! معلوم ہوتا ہے بھوک کی شدت سے ہے تب تو آپ نے انہما میں سر پلا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ اندرون خانہ تشریف لے گئے اور گھر والوں سے پوچھا کچھ کھانے کے لیے ہے؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ ایک پیالہ دودھ کا آپ کے لیے دیے کے طور پر کسی نے بھیجا ہے۔ آپ نے وہ پیالہ لیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ دودھ کے پیالہ پر نظر پڑتے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان میں جان آئی کہ ان کا رزق نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک سے مل رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا صدق میں نے اپنے ساتھیوں کو بلا لائے۔ اس وقت صفہ میں مہمانان رسول ﷺ کی تعداد ستر تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا رشتہ دن کر طبیعت پر گرا ہی ہوئی کہ ایک پیالہ دودھ کا ہے جو

اس حالت میں میرے لیے بھی کافی نہیں ہوگا۔ چہ جائیکہ ستر افراد کے لیے کیا کفایت کرے گا؟ لیکن حضور ﷺ کے حکم کے سامنے ہاں نہ رکھا یہ کہ تم سر تسلیم خم کرنے کے سوا کچھ اور نہیں کرتے تھے۔ اس لیے فوری طور پر آپ اصحاب صفہ کو بلائے کے لیے گئے اور دل علی دل میں اپنے آپ کو تسلی دیتے رہے کہ چونکہ میری حالت سب سے زیادہ اختر ہے اس لیے سب سے پہلے مجھے دودھ پلانا نہیں گئے۔ بہر حال تمام مسلمانان رسول حضور ﷺ کے حکم پر آ گئے۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ابو ہریرہ وہ مہمانوں کو دودھ پلاؤ۔ آپ نے حکم کی اتباع میں ایک ساتھی کو دودھ پلانا شروع کیا۔ برساتی سیر ہو کر دودھ پیتا رہا یہاں تک کہ ستر کے ستر اصحاب سیر ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اب ابو ہریرہ کو مخاطب فرمایا کہ دودھ پیج۔ حضرت ابو ہریرہ چلتے چلتے سیر ہو کر دودھ پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور پیج۔ حضرت ابو ہریرہ چلتے چلتے اور پیا۔ آپ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اور پیج۔ حضرت ابو ہریرہ چلتے چلتے اور پیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت اب ہاشم بھی نائل نہیں ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے باقی ماندہ دودھ نوش فرمایا۔

یہی ابو ہریرہ بخیر فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے زمانے میں نہ تو کوئی باغ لگا سکتا تھا نہ بازار میں میں چلتا تھا۔ میں تو حضور ﷺ کے دربار میں بڑا ہوتا تھا اور صرف یہ کام تھا کہ کوئی بات یاد کرنے کوئل جاسے یا کچھ کھانے کوئل جاسے۔ حضرت سعید بن العاصیبؓ مشہور تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک ایک حدیث کے لیے میں دنوں اور راتوں کو بیدار چلا ہوں جب کہیں جا کر گوہر مقصود حاصل ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ بھی حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے اور قرآن کریم کے علوم پر مہارت رکھتے تھے۔ خلیفہ جانی حضرت عمرؓ فرماتے کہ میں نے ان کی آہ پر کھڑے ہو کر استقبال فرماتے۔ ایک دفعہ کسی صحابی نے سوال کیا کہ آپ بڑے بڑے صحابہ کے لیے نہیں کھڑے ہوتے مگر ابن عباسؓ کے لیے کھڑے ہوتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں ان کے علم کی وجہ سے ان کا احترام کرتا ہوں۔ ان تمام اوصاف کے باوجود وہ فرماتے ہیں کہ میں بعض انصاری صحابی کی خدمت میں حدیث شریف کے حصول یا مسئلہ معلوم کرنے جاتا تو معلوم ہوتا کہ ان کے آرام کا وقت ہے تو اپنی چادر وہیں چھکت پڑاؤں کر انتظار میں بیٹھ جاتا۔

ہوایا کہ وجہ سے نہ اور دن پر بھی پڑتی رہتی مگر میں بیٹھا رہتا۔ جب وہ اٹھتے تو میں حدیث شریف حاصل کرتا یا مسئلہ معلوم کرتا۔ وہ حضرات کہتے بھی کہ تم حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ہونے کی وجہ سے کامل احترام ہو۔ تم خود کیوں آئے ہو، ہمیں بلا لیتے۔ میں جواب دیتا کہ میں علم حاصل کرنے والا ہوں اس لیے میں حاضر ہونے کا زیادہ مستحق ہوں۔ بعض حضرات سوال کرتے کہ کب سے بیٹھے ہو؟ میں جواب دیتا کہ بہت دیر سے۔ وہ کہتے کہ تم نے بہت برا کیا۔ ہمیں اٹھایا ہوتا۔ میں جواب دیتا کہ میرے دل نے گوارا نہیں کیا کہ طالب علم ہو کر آپ کو تکلیف دوں اور آپ اپنی ضروریات ترک کر کے میرے لیے آئیں۔

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین اور حنفی تابعین سے علوم کا جو یہ سلسلہ چلا اس کی تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ جن کا علم کا کرام نے حصول علم کے لیے تکالیف کادرات اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کی دولت سے الامان کیا۔ اسی لیے کہا گیا ہے:

من طلب العلم من غير جهد اضاع العسر في طلب الجلال
جو بغیر محنت و کوشش اور جدوجہد کے ہندی کا طلب گار ہوتا ہے وہ اپنی زندگی کو ایک محال چیز کی جستجو میں ضائع کرتا ہے۔ اسی طرح کہا گیا:

من طلب العلم سحر القیامی

”جو سیر ہندی چاہتا ہے وہ عمر بھر کی کوویرہ بنالیتا ہے“

ہم اپنے اکابرین حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مفسر اسلام مولانا مفتی محمود اور محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بخاریؒ کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی زندگیاں حصول علم کے سلسلے میں جاس لفظانی، تنگ دلی اور مصائب سے پر نظر آتی ہیں۔ حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بخاریؒ کی حصول علم کے لیے کتنی زیادہ تکلیفیں برداشت کیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر جب اپنے طالب علمی کے حالات سناتے ہیں تو روکتے

کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ان حضرات نے علوم کے لیے حتیٰ قربانیاں دی ہیں۔ ان اکابر کی زندگیاں مستقبل میں آنے والے علماء کرام کے لیے مشعل راہ ہیں۔ اسی بنا پر شیخ عبد الفتاح ابو نعیم جو کہ شیخ زہد الکوثری کی شاگرد خاص تھے اور امام ابو نعیم سے گہری عقیدت و محبت اور آپ کے مسلک پر سختی سے کار بند رہے والے اور اکابر علماء و محدثین سے خصوصی تعلق خصوصاً حضرت اقدس محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عشق کی حد تک محبت رکھنے والے تھے اور حصول علم کے بعد شام میں اپنے استاد محترم کے ساتھ دینی خدمات انجام دے رہے تھے کہ لاؤں حکومت کے انتظام کا کٹنا نہ بن کر سخت مصائب میں مبتلا کیے گئے۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر سعودی عرب پہنچے اور دینی خدمات انجام دینا شروع کیں۔ یہاں بھی غیر معتقد حاکمین کی سازشوں کا نشانہ بنے رہے۔ ان تمام مصائب و آلام کے باوجود اپنا علمی سفر جاری رکھا اور کئی کتابوں کی تصنیف کے ساتھ تدریس عمل میں مشغول رہے۔ طالب علم اور مہمانانِ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تو خصوصی محبت کی وجہ سے ہمیشہ ہی خواہش مند رہے کہ طلباء شوق و ذوق سے تعلیمی عمل میں مصروف ہوں اور اپنے اکار کے نقش قدم پر چلیں خصوصاً عرب نوجوانوں کی علومِ مذہبہ سے بے رغبتی ان کو ہمیشہ گمراہ کشتی اس لیے انھوں نے ان میں ترغیب پیدا کرنے کے لیے اعلیٰ علم اور محققین و فقہاء کے میراث زما حالات کو جمع کیا جس نے عربوں میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل کی اور اعلیٰ علم نے اس کتاب کی تصنیف پر شیخ کوز دست فراخِ حسین پیش کیا۔

بہت عرصے سے ضرورت اس بات کی محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کو اردو کے طالب میں اسی خوبصورت انداز میں ڈھالا جائے، لیکن کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ مگر اللہ بھلا کرے ہمارے محمد بزرگ مولانا محمد شریف بڑاوی صاحب کا جن کو اللہ تعالیٰ نے علمی صلاحیت و اہلیت کے ساتھ قرعہ کا ملک خصوصی طور پر ودیعت فرمایا ہے۔ بہت گرام کے دینی مطالعے میں آپ نے آنکھ کھولی۔ اگرچہ والد محترم عالم دین نہیں تھے لیکن علماء سے محبت و عقیدت رکھتے تھے اس لیے انھوں نے بیٹے کی پیدائش پر فیصلہ کر لیا کہ اس کو علمی دولت سے سرفراز کرنے کے

لیے وقف کر دیں گے۔ لہذا بھاری مدد کی عمر کو پہنچے ہی کتب میں قرآن کریم کی تعلیم کی طرف توجہ دیا اور اس کے بعد رفتہ رفتہ ملحقے کے اعلیٰ علم سے ابتدائی کتابیں پڑھیں اور دستور کے مطابق سوات اور ارد گرد کے علاقوں کے علماء کرام کے خصوصی درس میں شرکت کی۔ صرف و نحو میں مہارت کے بعد منطق و فلسفہ اور علمِ بلاغت و فصاحت کی منازل طے کیں۔ اساتذہ کرام کی شفقت اور ذاتی استعداد اور والدین کی زعامتوں سے جلد ہی متوفی علیہ تک کی کتابوں پر عبور حاصل کیا تو احادیث نبویہ کی اعلیٰ کتب کی تعلیم کے لیے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دارالعلوم تقیم القرآن کو راولپنڈی کا انتخاب کیا۔ جہاں پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے فاضل ولی کمال محدث کبیر مولانا عبد الرحمن کمال پوری، شیخ اللہ بیٹ حضرت مولانا عبد الغفور صاحب کے ہم عصر اور رئیس یافتہ بزرگ شیخ اللہ بیٹ حضرت مولانا عبد اللہ بر صاحب مندر حدیث پر بروقت افراد امام بخاری کے متبع کردہ جواہر پاروں کی تخریج و تدریس میں مصروف عمل تھے اور طالبانِ علم حدیث ان کی شاگردی کو اپنے لیے سرمایہ افتخار و باعثِ تہجات تصور کرتے تھے۔ مولانا محمد شریف صاحب بھی ان مہمانانِ رسول رحمۃ اللہ علیہ میں شامل ہو کر امام ترمذی، امام ابو داؤد، اسیر الموشن حضرت امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام احمد، امام نسائی اور دیگر ائمہ حدیث کے جواہر پاروں کو نہ صرف اپنے سینے میں محفل کر رہے تھے بلکہ امام اعظم امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ محدثین کی فقہی احادیث نبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مدلل و مدون اپنی آنکھوں سے ملاحظہ اور کانوں سے سناعت کر رہے تھے۔ ایک ایک دن میں ستر گز مرتبہ "صلی اللہ علیہ وسلم" "رضی اللہ عنہم" اور "رحمہم اللہ" کے مبارک الفاظ کے لٹنے میں مولانا محمد شریف بڑاوی درافت رسول اللہ کو پہنچتے ہوئے جانشین رسول کے منصب کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اور آخر کار سات شعبان المبارک کو جب وفاتِ اقدس الصریح پاکستان کا افتتاح سالانہ تحلیل کو پہنچا تو وہاں سے استاذ محترم کی کوہی پر شیخ القرآن کو مولانا غلام اللہ خان صاحب کی دعوت پر آنے والے اکابر علماء کرام نے دستار تعلیمات حدیث سر پر رکھی تو احساسِ ذمہ داری نے مولانا محمد شریف کے دل میں خدمتِ دین کا جذبہ پیدا کر دیا اور جب شوال میں اعلیٰ درجہ

کی کامیابی کے ساتھ دوقال المدارس العربیہ پاکستان کے صدر منظر اسلام مولانا محمد ادریس میرٹھی مفتی احمد الرحمن، مولانا سلیم اللہ خان، شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر خان اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کی دستخطوں سے سند حدیث جاری ہوئی تو آپ تدریس کے منصب پر رہنمائی فرما کر امتیازی حق رقہ کے ساتھ اکابر کی سنت کے مطابق امانت علوم ادبیہ کی تقسیم کے منصب پر قائم ہو چکے تھے۔ شہید اسلام مولانا محمد عبداللہ کے جامعہ فریضہ، علوم شریعہ اور شاہ فیصل مسجد میں قائم مدارس میں تدریس مراحل طے کرتے ہوئے ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کر کے ثابت کر چکے تھے کہ اکابر دینیہ کے مرثیہ کردہ درجہ نظامی کے سامنے "ایم اے اسلامیات" کی ڈگری کی ایک کاغذ کے پرچہ کی طرح نکل ہے۔ حالت اسلام میں تعلیم کا شوق دیکھتے ہوئے اور اس راستہ کے ذریعہ گمراہی کو پھیلانا کچھ کر دہرہ طاقتہ الزہراء کے نام سے مدرسہ قائم کیا جہاں آج کل تدریس خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن نوکی اور امام اہل سنت مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی رفاقت کی وجہ سے ہر مذہبی تحریک میں پیش پیش رہے۔ جبکہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے متاثر ہو کر تحریر و تصنیف کی طرف توجہ دی اور "روزنامہ اوصاف" کے علاوہ بہت سے اشعارات اور جرائد میں مختلف موضوعات پر مضامین تحریر فرمائے۔ "روزنامہ اوصاف" میں مسائل کا کاظم شروع کر کے مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر عوامی سطح پر دینی رہنمائی کا کام شروع کیا۔ منظر اسلام مولانا مفتی محمود سے عقیدت و محبت کی وجہ سے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب سے خصوصی تعلق ہے۔ اس لیے منظر اسلام مولانا مفتی محمود کے علمی خزانوں کی اشاعت کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں اور اب حضرت مفتی محمود صاحب کی شرح ترمذی کے طبع جانی کے لیے خصوصی طور پر نظر ثانی اور تصحیح کے فرمائش انجام دے رہے ہیں۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل "معاصر حاضر..... احادیث نبویہ کے آئینہ شمس" جو ایک مختصر تالیف ہے اس کی امداد کے سلسلے میں دیگر روایات اور اہل علم کے اقوال جمع کر کے اس کی تخریج حریصہ پر کام کر رہے ہیں جو

ماہنامہ "ذرات" میں قسط وار شائع ہو رہا ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوحدہ رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا تعلق ان کی تصانیف کے ذریعے ہوا۔ اس کتاب کی علامہ میں مقبولیت اور علماء میں ضرورت کے پیش نظر لکھتے آسان فہم اور سلیس زبان میں ترجمہ کیا۔ جو ہر اعتبار سے بہت ہی بہترین ہے۔ ترجمان علماء حق شیخ الحدیث حضرت مولانا مرقراز خان صفوری تقریباً اور جامعہ علوم اسلامیہ بخاری ڈاکٹرن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی پیش لفظ سے ہی کتاب کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ برادر م حافظ ریاض درانی جن کو اللہ تعالیٰ نے اکابر علماء کرام کے علمی خزانوں اور شاہ پاروں کو منظر عام پر لانے کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ولید محترم کے اخلاص و طبیعت اور حافظ صاحب کی مفتی محمود صاحب سے عقیدت و محبت کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان تصانیف کی خدمات کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مولانا محمد شریف بڑاوردی اور حافظ ریاض درانی صاحب کو اپنی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

آمین یحییٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار و محبت۔

(حضرت مفتی محمد جمیل خان (شہید)

خاک پائے شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

باب اول

علم کے لئے مشقت اور سفر کی
صعوبتیں برداشت کرنے کے بیان میں

پہلے انسان کا پہلا کام

(۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا فرمایا ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا۔ جب پیدا کر چکے تو فرمایا جا کر اس جماعت کو سلام کرو (وہ فرشتوں کی جماعت چلی ہوئی تھی)۔ وہ جرحہ پر تم کو میں دہن لو۔ وہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا حد یہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو السلام ملے کہ کہا انہوں نے جواب میں وہ ملک اسلام و رحمت اللہ کہا فرشتوں نے ”ورعنا اللہ“ کا اضافہ کیا پس جو بھی جنت میں داخل ہو گا وہ حضرت آدم کی صورت پر ہو گا اس کے بعد سے مسلسل لوگوں کے تذاب تک کم ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

علماء نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ حدیث کے یہ الفاظ ”کہ جا کر اس جماعت کو سلام کریں اور جو حد یہ دین وہ سن لیں“ میں اس بات پر دلالت ہے کہ فرشتوں کی وہ جماعت حضرت آدم علیہ السلام سے دور تھی۔ اور اس میں طلب علم کے لئے سعی کرنے کی دلیل ہے اور یہ کہ طلب علم کے لئے سب سے پہلے سید آدم علیہ السلام سے سعی کی۔

حصولِ علم سے استغناء نہیں

(۲) امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی کہ صاحبِ موتی کے بارے میں اختلاف ہوا کہ وہ کون تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ان پر گمراہ ہوا۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ میرا اور میرے ساتھی کا صاحبِ موتی کے بارے میں اختلاف ہوا ہے جن کی ملاقات کے لئے حضرت موتیؑ نے راہنمائی طلب کی تھی کہ وہ کون تھے؟ کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ سے کوئی بڑا عالم ہے۔ حضرت موسیٰ نے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ کریم نے حضرت موسیٰ کو بڑا عیسوی ارشاد فرمایا کہ ہاں امارا بندہ حضرت موسیٰ سے بڑا عالم ہے حضرت موسیٰ نے ان تک رسائی حاصل کرنے کا راستہ دریافت کیا اللہ نے کچھلی کو ان کے لئے علامت مقرر فرمایا اور فرمایا کہ جہاں پہ کچھلی تم سے گم ہو جائے اس جگہ کی طرف واپس آ جاؤ وہ تم کو وہاں ل جائیں گے یہودیہ میں کچھلی کا نشان دیکھتے رہو تو موسیٰ کے ساتھی جو ان کے کہاؤ کیسے جب ہم پٹنان کے پاس آرام کے لئے ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا اور شیطان نے مجھ کو بھلا دیا اس نے سمندر میں اپنی راہ لی تھی۔ اچھا ہے حضرت موسیٰ نے کہا میں تو ہم چاہے تھے۔ وہاں سے اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس چلتے۔ ان دونوں نے حضرت خضر کو پایا پھر ان میں وہ مکالمہ اور معاملہ ہوا جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ یہ باب طلب علم کے لئے مشقت برداشت کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے اس لئے کہ جو جو انسان کو قابل رشک جائے اس کے حصول کے لئے مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سادت اور آپ کے مقام و رفیع نے آپ کو طلب علم اور اس کے لئے عزم و برکاس فر کرنے سے نہیں روکا۔

حدیث میں صرف طلب علم کے لئے جری سفر اختیار کرنے کا ذکر نہیں آیا بلکہ علم میں اضافہ کے لئے جری سفر اختیار کرنے کا ذکر ہے۔ ستر ستر ستر اخراجات ساتھ لے جانے کی شرمیت کا ذکر بھی ہے اور ہر حال میں تواضع لازم ہے اور یہ کہ کوئی بڑا آدمی بھی جب کسی سے تعلیم حاصل کرتا ہے تو اس کو بھی عاجزی اختیار کرنی چاہئے اسی وجہ سے حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کے ساتھ ملاقات اور ان سے حصول علم کے اشتیاق کا اظہار کیا تھا۔ اس میں قوم کے لئے تعلیم ہے کہ وہ ان کے طریقہ کو اپنائیں اور اس میں مزید نیکس وادوں کے لئے سمجھ ہے کہ وہ تواضع کا راستہ اختیار کریں اس میں اضافہ علم کی تعلیمات ہے اگرچہ اس کے لئے مشقت

کیوں نہ برداشت کرنا پڑے۔

خطیب اہلحدیث نے اپنی کتاب "طرح حلقہ فی طلب الحدیث" میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ستر کی جو مشقت اٹھائی۔ اور اس مشقت پر جو صبر کیا اور حضرت خضر کے ساتھ جس طرح عاجزی سے پیش آئے جبکہ حضرت خضر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے ان کے مقام اور ان کے شرف نبوت کا طلب بھی ہوتا تھا اس میں اس پر بڑا امت ہے کہ اہل علم کا مقام و مرتبہ نبوت بلند ہے اور یہ کہ جس سے علم حاصل کیا جائے اس کے سامنے تواضع اور عاجزی ہی باقی رہے۔

دربار اور مقام کی بندگی کی وجہ سے اگر شاگرد استاد کے سامنے تواضع سے مستحق ہوتا تو وہ حضرت موسیٰ ہی ہوتے لیکن جب انہوں نے اہتمام اور کوشش کا اظہار کیا اور جو علم ان کے پاس تھا اس کے لئے وہاں سے نکل جانا منظور کر لیا تو اس میں اس بات پر اللہ سے بے گھڑی میں کوئی بھی ایسا نہیں جو تواضع کے بغیر اس حال میں بلند ہوا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "مفتاح دار السعادۃ" میں اہل علم کی غیبت میں جو بیسیوں وجہ یہ لکھی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنے برگزیدہ و عظیم اللہ جس کے لئے اللہ نے قورات اپنے ساتھ سے کئی جہی کا واقعہ حصول و ازدیاد علم کے لئے ایک عالم شخص کی طرف سفر کرنے کا ذکر فرمایا۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا "جب موسیٰ نے اپنے جوان کو کہا میں نہ ہوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں۔ اور یہاں پہنچتا ہوں اس قرون" حضرت موسیٰ کو اس عالم سے ملاقات کی اپنی شدہ جس طرح تھی اور ان سے سمجھنے کی اپنی خواہش پھر جب ان سے ملاقات ہوئی تو وہ ان کے ساتھ ایسے پیش آئے جیسے ایک طالب علم اپنے استاد کے ساتھ پیش آتا ہے "موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہنے کو اس سے ساتھ رہو اس میں بات پر کہ مجھ کو سکھادے تو مجھ کو سکھائی گئی ہے پہلی رات اسلام کرنے کے بعد انہوں نے حضرت خضر کے ساتھ رہنے کی اجازت طلب کرنے سے بات کی ابتدا کی کہ آپ کے ساتھ رہنا آپ کی اجازت سے ہوگا اس لئے کہا کہ جو پہلی رات آپ کو سکھائی گئی ہے آپ مجھ کو سکھادیں" اور یہ کہ وہ علم کے لئے اضافہ کے

صحابہ کے طلب علم کے لئے سفر کے واقعات

پر خطر مقامات کے لیے رخت سفر:

(۳) امام بخاری رحمہ اللہ نے "کتاب التائب" میں قصہ مہم اور اسلام ایڈز کے باب میں اور امام مسلم نے فضائل ایڈز رضی اللہ عنہ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب حضرت ایڈز رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا تو آپ نے اپنے بھائی انس کو کہا کہ آپ اس وادی میں جا کر ان شخص کے بارے میں مجھے معلومات فراہم کر دیں جو یہ کہتا ہے کہ مجھ پر آسانی نہیں آتی ہیں۔

انس مذکورہ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبتوں اور واپس جا کر حضرت ایڈز کو کہا کہ وہ اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور ایسا کلام پیش کرتے ہیں جس کا اشعار و غیرہ سے کوئی تصدیق نہیں۔ حضرت ایڈز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا تھا میری حاصل کردہ معلومات سے مجھ کو اس میں کوئی تعلق نہیں ہوئی۔

حضرت ایڈز نے سفر کی تیاری کی زاد رواہ اور پانی کا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ مکرمہ وارد ہوئے اور مسجد حرام میں آن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کی۔ لیکن خود تو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا یہاں تک کہ رات ہو گئی اور آپ لیٹ گئے حضرت علیؓ آپ کو دیکھ کر بھر گئے کہ کوئی مسافر ہے ان کو گھر لے جانے کی دعوت دی اور گھر لے گئے لیکن ایک دوسرے سے کوئی بات چیت نہ کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

حضرت ایڈز زانہ سامان لے کر پھر مسجد آ گئے یہ دن بھی گزر گیا اور آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا پھر جب شام ہو گئی اور آپ لیٹنے کے لئے جانے لگے تو حضرت علیؓ کا پھر گزر ہوا تو فرمایا کہ شاید آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر اٹھا کر اپنے ساتھ گھر لے گئے پھر بھی ایک دوسرے سے کوئی بات نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ تیسرا دن ہو گیا۔ تو حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں اپنے آنے کا مقصد بیان نہیں کرتے حضرت ایڈز نے کہا

لئے آئے ہیں کسی امتحان اور عیب کی تلاش کے لئے نہیں۔

علم کے شرف و فضیلت کے لئے یہ بات کافی ثنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور کلمہ علیہ السلام نے جب ایک عالم شخص کے بارے میں سنا تو آپ کو اس وقت تک قرار نہ پایا جب تک آپ نے ان سے مل کر ان کے ساتھ رہنے کی اجازت ان سے طلب نہ کر لی۔ یہ طویل سفر اور سفر کی صعوبتیں آپ نے صرف تین مسلوں کے لئے برداشت کی۔

کہ تم کا وعدہ کرو کہ میری صحیح راہنمائی کرو گے تو میں اپنا مدعا بیان کروں حضرت علیؑ نے وعدہ کیا تو انہوں نے اپنا مدعا بیان کر دیا حضرت علیؑ نے کہا کہ یہ باطل کی بات ہے اور وہ اللہ کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میں آپ میرے پیچھے پیچھے چلتے رہیں۔ اگر میں راست میں تمہارے بارے میں غلطہ محسوس کروں تو میں دیواری اوت میں پیش آپ کرنے کے کہانے ہو جاؤں گا تم چلتے رہنا اور اگر میں چلتا رہوں تو تم بھی میرے پیچھے پیچھے چلتے رہنا تاکہ ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ پیچھے رہے اور میں بھی پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں داخل ہو گئے اور حضرت ابوذرؓ بھی اندر داخل ہو گئے حضرت ابوذرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر اور وہیں مسلمان ہو گئے۔

حصول مقصد کے لیے طویل انتظار:

(۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے واقعہ کی ایک دوسری روایت ہے جس کے راوی ان کے بچے مہدائے بن الحسنات القدری ہیں۔ امام مسلمؒ نے اس کو اپنی صحیح میں ذکر کیا جس کا خلاصہ یہ ہے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ غفار اشعر حرم کو طاعل سمجھتے تھے میں اور میرا بھائی انیس اور ہماری والدہ ہم اپنے قبیلے سے نکل کر مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ اتر گئے میرا بھائی کسی کام کی غرض سے مکہ مکرمہ چلے گئے وہاں آئے میں انہوں نے تاخیر کر دی وہ انیس پر میں نے تاخیر کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ مکہ مکرمہ میں میری طاعات ایک اپنے نفس سے ہوئی جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ لوگ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس نے کہا کہ لوگ ان کو شاعر کا جن اور جادوگر کہتے ہیں۔ انھیں وہ بھی شاعر تھے انھیں کہنے لگے کہ میں نے ان کو نبی بنا کر بھیجا ہے لیکن ان کا کام کا بنوں کی طرح نہیں اور بڑے بڑے شعراء کے کلام کے مطابق میں نے ان کے کلام کو پرکھا۔ لیکن ہر بڑے شاعر کے کلام میں سے میں نے ان کے کلام کو کافی پایا ان کا کلام شعر نہیں۔ اللہ کی قسم وہ بڑے اور باقی لوگ جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذرؓ نے اپنے بھائی کو کہا کہ مجھ میں جاتا ہوں تم میرا انتظار کرو تا کہ میں ان کا معاملہ دیکھ لوں کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ آ گیا اور لوگوں میں ایک ضعیف اور کمزور شخص کو تلاش کیا اور اس سے پوچھا اس نے کہا کہ ضعیف آدمی سے اکثر وہ بیشتر شر کا خطرہ کم ہوتا ہے کہ تم جس شخص کو سامنے کہتے ہو وہ کہاں ہے؟ اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ صالحی ہے۔ اس کے کہنے سے تمام کلمتی والے چڑوں اذیلوں اور بچوں سے مجھ پر چل پڑے۔ اور میں بے ہوش ہو کر گر گیا۔ مجھ کو جب ہوش آیا تو زیادہ خون لنگھنے کی وجہ سے میں سرخ رات کی طرح تھا (اہل جاہلیت چڑوں کے تلوں کے پاس جا کر وہ زخاں کرتے تھے اور خون ان پر ڈال دیتے تھے جس کی وجہ سے دوسرے ہو جاتا تھا)۔

فرماتے ہیں کہ میں زحوم کے کونوں کے پاس آیا اپنے جسم سے خون دھو یا اور زحوم کا پانی چا حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے کبیرے بچے مجھے اسی حالت میں تیس دن ہو گئے میرے کھانے پینے کے لئے زحوم کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی لیکن زحوم کے پانی کے ساتھ میں اکتا ہوا آواز دے رہا تھا کہ میرے پیٹ میں سونٹیں پڑ گئیں اس عرصہ میں مجھے بھوک کا اثر اور کمزوری محسوس نہیں ہوئی۔

فرماتے ہیں کہ ایک چاندنی رات میں تمام اہل مکہ سو گئے۔ کعب کے گرد طواف کرنے والا کوئی بھی نہ تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ قریب لائے پھر اسو کا استقبال کیا بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کی قبیلہ غفار سے ہوں آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنی پیشانی پر رکھا میں نے دل میں سوچا کہ میری قبیلہ غفار کی طرف نسبت کرنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پسند سمجھا میں نے آپ کے ہاتھ مبارک کو کھڑکا دیا چاہا کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھ کو رکھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے والے تھے انہوں نے مجھ سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدگواہی دور کرنے کے لیے ایسا کیا۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر مبارک اٹھا کر مجھ سے پوچھا کہ تم کب سے یہاں ہو؟ میں نے عرض کی تیس دن سے آپ نے پوچھا تم کو کھانا کون دیتا ہے۔ میں نے کہا زحوم

کے پانی کے علاوہ میرا کوئی کھانا نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ میں اتنا صبر تازہ ہوتا ہوں کہ میرے پیٹ میں سوسن پڑ گئیں اور میں اپنے جگر میں ہلکے کاڑھی بھی محسوس نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ یہ سہارک پانی اٹھائے گا کھانا اور پیار کے لئے شفا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ حضرت آج ان کے کھانے کے لئے مجھے اجازت دے دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ چلے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا حضرت ابو بکرؓ نے روزانہ کھولا اور رضی اللہ عنہما پھر پھر کھانے کی کشش ہمارے لئے لاتے رہے یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے کھانے میں کھایا۔

تحصیل علم کے لیے باری مقرر کرنا:

۵۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کتاب العلم میں نقل کیا ہے: "اور کتاب الکناح میں آدمی کا بلی کو بھینٹ کرنے کے باب میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک انصاری بڑا دی جو کہ عجمی میں میرا بڑا دی تھا نے باری مقرر کی تھی ایک دن وہ مدینہ جاتے اور واپس آ کر اس دن کی خبر اور وحی کا حال مجھ کو بتا دیتے اور ایک دن میں جاتا اور آ کر اس دن کی خبر اور وحی کا حال ان کو بتلاتا۔"

اس کے بعد امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے جو کہ بہت سی اچھی اور عجیب ہے۔

ایک حدیث کے لیے مہینہ کا سفر:

۶۔ امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب العلم میں "علم کے لئے نکلنے کے باب" میں نقل کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ابیہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سیکھنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا۔

اسی حدیث کی طرف امام بخاری نے اپنی کتاب "ادب المفرد" کے باب المصائد میں اشارہ کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مقل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے بارے میں سنا کہ انہوں

نے ایک حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ میں نے ایک اونٹ خریدا اور سخت سفر پاندھا ایک مہینہ تک میں نے سفر کیا اور عبداللہ بن ابیہ کے پاس شام پہنچا میں نے ان کے دربان کو کہا کہ عبداللہ بن ابیہ کو کچھ کھانا چاہیے وہ ان سے کہے کہ کھانا چاہیے عبداللہ بن ابیہ نے کہا ہاں! عبداللہ بن ابیہ نے باہر نکلے میرے ساتھ مصائد کیا میں نے ان کو کھانا کھانے کے لئے ایک حدیث کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ آپ نے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے مجھے یہ محسوس ہوا کہ میں مجھے آپ کو اس کے سننے سے پہلے موت نہ جانے (اس لئے میں نے یہ سفر اختیار کیا) عبداللہ بن ابیہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اسی حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ نکلے دن اور غیر محنتوں ہو گئے اور ان پر کچھ بھی نہ ہوگا اللہ کریم اس موقع پر ایسی آواز سے پکاریں گے کہ دور واسے بھی اسی طرح میں گئے جس طرح قریب واسے لفرمائیں گے کہ میں بادشاہ ہوں اور میں ہی بدل لینے والا ہوں جو جتنی کسی جہنمی کو کسی انصاف میں مطلوب ہو اس کے لیے جنت کا داخلہ نہیں۔ اور جو جہنمی کسی جہنمی کو کسی انصاف میں مطلوب ہو اس کے لیے جہنم میں داخلہ نہیں۔ یعنی جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں بغیر حساب کے تہفیکہ داخل نہ ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ کیسے ہو سکتا کہ جب ہم اللہ کے پاس نکلے حالت میں جائیں گے اور حساب و کتاب تو کچھ یوں اور برائیاں سے ہوگا۔

خطیب بغدادی نے حدیث جابرؓ کو اپنی کتاب "الاربع فی طلب اللہ" میں مختلف طرق سے نقل کیا ہے اور خطیب بغدادی کے علاوہ دیگر محدثین کا اس حدیث کو ان صحابہ کی اعدائے میں ذکر کیا ہے جنہوں نے صرف ایک حدیث کی سزا کے لئے سفر کیا خطیب بغدادی کی کتاب "الاربع" ایک نافع اور علم کے لئے سفر اختیار کرنے والوں میں تحریک اور داعیہ پیدا کرنے والی کتاب ہے آپ اس کو ضرور پڑھیں تاکہ آپ بھی حصول علم کے لئے سفر اختیار کریں۔

حافظانِ حجر نے فتح البہاری میں حدیث جابرؓ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حصول علم کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافی حرص تھی جو اس سفر سے ثابت ہو رہی ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص طلب علم کے لئے سفر کرتا ہے تو کیا وہ ایک بار سے عالم کے پاس مستقل رہ جائے یا بار بار سفر کرتا رہے امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ وہ سفر براہ اختیار کرے اور مختلف علاقوں کے علماء سے کتابت علم کرتا رہے۔ لوگوں کے قریب ہوتا رہے اور ان سے علم حاصل کرتا رہے۔
مسلسل سفر اختیار کرنا:

(۷) حافظ عراقی کی "شرح الاطیعیہ" اور حافظ سہوی کی "فتح المفیہ" میں ہے کہ عبد اللہ بن احمد طبرستان نے اپنے والد سے پوچھا کیا طالب علم پر لازم ہے کہ وہ ایک ہی صاحب علم کی صحبت کو ہمیشہ اختیار کرے اور اسی سے علم حاصل کرتا رہے اور لکھتا رہے یا مختلف جگہوں (جہاں پر علماء موجود ہوں) کا سفر کرتا رہے اور ان سے سماع کرے انہوں نے فرمایا کہ اس کو سفر کرتے رہنا چاہئے اور علماء کو حق تعالیٰ بھروسہ دے اور اصل مدینہ اور اہل مدینہ سے کتابت علم کرتا چاہئے۔ اس کو کوئیوں کے قریب ہو کر سماع کرنا چاہئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آدمی کو طلب علم کے لئے سفر کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا میں سخت قسم کا سفر اختیار کرتا چاہئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ غائبین میں انہی اور اسود بن یزید انہی دونوں اہل کوفہ میں سے ہیں۔ یہ عراق میں ہوتے تھے ان کو حضرت عمری مروزی حدیث بخاری کو یہ صرف اس پر اکتفا نہ کرتے بلکہ یہ دونوں حضرات مدینہ کا سفر اختیار کرتے اور خود سیدنا کلمت سے سماع کرتے۔

کثرت مشائخ سے علم میں کمال آتا ہے:

(۸) مشہور قسطنطنیہ عالم فاضل فقیر مؤرخ ماہر مرانیات و علوم معاشرت عبد الرحمن بن محمد بن غلہ و ابن رحمہ اللہ (۳۳۴ھ - ۴۰۸ھ) نے مقدمہ ابن غلہ و ابن میں فرمایا کہ علم کے لئے سفر اور مشائخ کے ساتھ ملاقات سے علم میں کمال پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے کہ انسان معارف و اخلاق اور فہم اسب کی اہل اللہ اور انسانی کبھی تو علم تعلیم اور ملاقات سے حاصل کرتا ہے اور کبھی اس کے سامنے بیان کرنے سے ہاں مباشرت تحقیق سے جو حکم اور اجتہاد پیدا ہوتی ہے

اس میں استحکام اور سوخ نیا دہ ہوتا ہے۔ جس حکمت اور ان میں رسوم کا درود اور کثرت شیخ ہے۔

تعلیم علوم میں اصطلاحات کا استعمال علم کے ایک جزء کے طور پر ہمیشہ رہا ہے لیکن اصطلاحات کی سمجھ طالب علم پر پیشہ ری رہتی ہے۔ اس لئے کہ محققین کا طریقہ اس میں مختلف ہوتا ہے لہذا استاد سے یا شاگرد سے علم پر ہمیشہ درود رہا جاتا ہے۔

پس دہل علم سے ملاقات اور مشائخ کی کثرت اصطلاحات میں کثرت طرف کی ابتداء میں تیز کار کا نندہ ہوتا ہے ورنہ علم ان اصطلاحات کے فوائد سے خالی ہوگا۔ اور یہ بات بھی جان لیجی چاہئے کہ یہ اصطلاحات بھی تعلیم کا ایک گوشہ اور مقصود تک وصول کا طریقہ ہے۔ بلکہ میں استحکام اور سوخ کے لئے اس کی قوت میں بلند ہوتی ہیں۔ اس کے معارف سمجھ اور دوسروں سے تمیز ہو جاتے ہیں۔ جبکہ علم میں تعویذ یا لٹرائف علم تعلیم اور محکمہ مشائخ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ کام اس شخص کے لئے ہے جس کے لئے اللہ کریم نے علم و ہدایت کے طرے تھے آسان کر دیے ہیں۔ طلب علم کے لئے سفر کرنا ضروری ہے تاکہ مشائخ کی ملاقات اور لوگوں کے سبیل چول کی وجہ سے یہ فائدہ اور کمال حاصل ہو جائے۔ واللہ یهدی من یشاء الی ہر اوط مستقیم۔

اوائل عمر میں تحصیل علم کرے:

(۹) امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "النافع المبدی" کے باب "تذکرۃ السامع والمستمع فی ادب العالم واللمع" میں طالب علم کے لئے آداب پر لکھو کرتے ہوئے فرمایا "تیسری بات یہ ہے کہ وہ اپنی جوانی اور اوائل عمر کے اوقات میں تحصیل علم کے لئے جلدی کرے" اس کو آرزوں اور امیدوں کے دھوکے میں نہیں رہنا چاہئے اس لئے کہ عمر کی جو گھڑی گزر جائے اس کا کوئی بدل اور عوض نہیں اور مشغولتوں والے تعلقات احوال خیر سے دور رکھنے والے مشغل اس کی حصول علم کے لئے کوشش چھوڑ دیتی تو پھر محض طلب جس پر آپ یہ قیاد ہے غم کر دیں گے۔ کیونکہ یہ مشغل ڈاکوؤں کی مانند ہیں۔ اسی وجہ سے سلف نے طالب علم کے لئے گھر سے دوری اور اجنبیت کو مستحب سمجھا ہے۔ اس لئے کہ فکر جب منتہم ہو تو وہ حقائق

کے ادراک اور ہار کیوں کی تکلیف سے قاصر ہو جاتی ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ علم اپنا بعض حصہ حق کو اس وقت تک نہیں دے گا جب تک تم اپنے آپ کو مکمل اس کے حوالے نہ کرو۔

علم کے لیے در در پھرنا:

(۱۰) علامہ ابوالحسن ابراہیم بن عثمان الطبری جو کہ قسطنطنیہ کے شہر قرہ میں (۱۰۳۰ھ) میں پیدا ہوئے، غرضان کے شہر مدور بلخ کے درمیان فوت ہوئے اور بلخ لے جا کر دفن ہو گئے۔ جنہوں نے حصول علم کے لیے اطراف دنیا کو چھان مارا تھا۔ انہوں نے طلب علم کے لیے دور در پھرنے، علم کے لیے زہن میں چپے پھرنے جس میں اکابر و شرافت کم اور ضائع ہو گئے کے بارے میں کیا خوبصورت اشعار کہے ہیں۔ ترجمہ اشعار

فرمایا: جہل کی وجہ سے جو لوگ علم و ادب سے مستغنی ہیں ان کی حالت تم کو جو کہ میں جہلا نہ کرے اس لئے کہتا چنانچہ شخص چراغ اور روشنی سے بے نیاز ہوتا ہے۔

تیری سستی چھٹی تیری پیدائش دانی سر زمین پر روکے رکھے گی۔ موتی کی قدم و قیمت گہرے پانی میں نہیں چھائی جاتی۔

علامہ ابن رشد الشافعی البصری (۶۵۷-۷۱۷ھ) مگر اللہ نے علم کے لئے سزا اور وطن سے دوری اختیار کرنے کی تعریف میں فرمایا: ترجمہ اشعار

فرمایا: علم کے لئے سزا اختیار کر اور اپنے وطن کی پرواہ نہ کر تو جس چیز میں آرزو رکھتا ہے اور جو تیری حاجت ہو اس میں تجھے کامیابی حاصل ہوگی۔

اگر جہائی نہ ہو تو ملک بانوں کی ناگ میں نہ چر سکتی اور اگر جہائی نہ ہو تو موتی بادشاہوں کے ہاتھ میں نہ چر سکتے۔

”علماء تابعین اور مسلمان حکمرانوں کا علم کے لئے سفر اور مشقت“

ایک گلہ سمجھنے کے لیے سفر:

(۱۱) ہم طویل القدر تاملی عابد فیقہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد حضرت سروق بن اجدنؓ لکھنؤی (وفات ۲۳۷ھ) جن کے بارے میں امام شعبیؒ نے فرمایا کہ میں نے ان سے جو حدیث کوئی طالب علم نہیں دیکھی۔ کہہ کر سے بابتہ اکر رہے ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر نے ”جامع بیان العلم وفضله“ میں نقل کیا ہے کہ حضرت سروق نے ایک حرف یعنی ایک گلہ کہنے سے سزا اختیار کیا اور ابو سعید یعنی حضرت حسن عمری نے بھی ایک گلہ کہنے کے لئے سزا اختیار کیا

علم کے ایک گلہ کہنے کے لئے سزا اختیار کرنا صرف اس زمانہ کے علماء کے ساتھ ہی خاص نہ تھا بلکہ یہ صفت اس زمانہ کے امراء اور حکام میں بھی تھی امام ابو احمد سمریؒ حسن بن عبداللہ نے اپنی کتاب ”شرح منبع نیر الصبیح والخریف“ میں لکھا ہے کہ مجھے ابو العباس بن ہمارہ نے بیان کیا انہوں نے سلمان بن ابی یحییٰ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت اسمعیلؒ نے ایک دن بنو ہنیہ یا بنو مروان (روای کو شک ہے) کے علمی شغف کا تذکرہ کیا کہ بعض دفعہ شام میں قیام کے دوران ان کو کسی شعر کے بیت میں شب چڑتا۔ یا کسی حدیث میں اختلاف پیدا ہوتا۔ یا عرب کے جنگوں کے تذکرے میں کوئی اختلاف پیدا ہوتا تو اس شب کو رفع کرنے کے لئے وہ عراق تک (تقریباً بارہ میل) کا سفر اختیار کرتے۔

ابو بکر بن محمد بن دورید کہتے ہیں ابو اخطانؒ نے تو زہی سے انہوں نے ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے کہ ہم بنو ہنیہ کی جانب سے روزانہ ایک سوار روانہ کرتے تھے جو حضرت ابو یوسفؒ کے دروازے پر بیٹھا رہتا تھا۔ اور ان سے کسی شب یا کسی شعر کے بارے میں پوچھتا حضرت ابو یوسفؒ کے پاس لوگ بہت زیادہ جمع ہوتے تھے۔

ابو بکر کہتے ہیں کہ اسمعیلؒ کے پیچھے نے محمد بن سلامؒ بھی سے نقل کیا کہ عامر بن عبداللہ

المسیمی نے کہا کہ بخیر وہ ان کے دروازے میں کا شعر کے ایک بیت میں اختلاف ہوا فیصلہ کے لئے انہوں نے حضرت ابو قتادہ کی طرف ایک شخص روانہ کیا۔

کہتے ہیں کہ بخیر وہ ان کے غلام کی اولاد کی طرف سے ایک شخص حضرت قتادہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ جنگ بقیع میں قبیلہ بنو غلبہ کے مرد اور عمار کو کس نے قتل کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ ان کو جہنم بن حصیب نے قتل کیا تھا اس شخص نے وہاں سے کوئی کیا شام وہاں آ گیا پھر لوٹ کر گیا کہ واقعی ان کو جہنم نے قتل کیا تھا لیکن یہ بتائیں کہ دونوں کو انہوں نے کس طرح قتل کیا تھا انہوں نے کہا کہ وہ دونوں ان کے ساتھ باری باری آئے اس نے ایک کو نیزے کے چیل اور دوسرے کو نیزے کے پیچھے کے کوبے سے پس دونوں کو یکے بعد دیگرے گرا دیا۔

ان سے کن کر تملی ہوئی:

(۱۲) خلیفہ بغدادی نے اپنی کتاب "اللفاظ فی علم البراہین" میں جلیل القدر تابعی ابو العالیہ ربیع بن صحران راہبی البصری (متوفی ۹۳ھ) سے نقل کیا ہے کہ ہم بصرہ میں روکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث کا سامع کیا کرتے تھے۔ لیکن تملی اس وقت ہوتی جب ہم بدینہ منورہ جا کر خود ان کی زبان سے سن لیتے۔

ایک حدیث کے لیے ستر:

(۱۳) حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں سیدنا ابیہن عالم دین حضرت سعید بن المسیب (۹۳-۱۳۳) سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا میں کئی بنوں اور راتوں کا سفر ایک حدیث کے لئے کیا کرتا تھا۔

(۱۴) حافظ زکریا راضی حزی نے "المختصر فی فضائل عین داروئی و داروئی" میں جلیل القدر تابعی امام فقیہ عاصم بن شریک کوئی ہمدانی (۱۰۳-۱۰۳) سے نقل کیا ہے کہ ان کے سامنے تین احادیث کا ذکر کیا گیا وہ ان کی طلب میں کوفہ سے مکہ مکرمہ کے لئے عازم سفر ہوئے فرمایا کہ شاید میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ہو جائے یا اس شخص سے جس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ملاقات کی ہو۔

پہلے حفظ پھر کتابت:

(۱۵) حافظ ذہبیؒ نے "تذکرۃ الحفاظ" میں امام فقیہ عاصم بن شریک کے احوال میں لکھا ہے کہ وہی شہرت رکھتے ہیں کہ میں نے آج تک کوئی حدیث بغیر حفظ کے کبھی کالی سیاحی سے مطہر کاغذ پر نہیں لکھی۔ اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی بات مجھے دوبارہ کہی جائے اور مجھے علم کا اتنا حصہ بھول گیا کہ اگر کوئی دوسرا اس کو یاد کر لے تو وہ اس سے بہت بڑا عالم بن جائے۔

دارع الزاریؒ نے امام فقیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ سب سے کم جو چیز نقل کرتا ہوں وہ اشعار ہیں، لیکن اگر میں مہینہ بھر تم کو اشعار سنانا تا رہوں تو میں کوئی شعر نہ کہیں آئے گا۔

ابن مدینیؒ کہتے ہیں کہ امام فقیہ سے پوچھا گیا کہ یہ تمام علم آپ کو کیسے حاصل ہوا تو فرمایا کہ دوسروں پر عدم اعتماد (یعنی سوسٹر کر کے صاحبِ علم کے پاس پہنچ کر اس سے علم حاصل کیا صرف کسی کی نقل پر اکتفا نہیں کیا) اور شہروں کے سفر میں گدھے کی طرح صبر، یعنی جس طرح گدھا حکامِ خوراک اور ذلت و رسوائی پر صابر و شاکر رہتا ہے میں نے بھی صبر کیا اور کلا سے کی طرح صبر و جلدی اپنے لیے بہت سے یہ علم مجھے حاصل ہوا۔

ایک حدیث کے لیے تین ماہ کا انتظار:

(۱۶) حافظ دارمی نے اپنی سنن اور خلیفہ بغدادی "المروست فی طلب اللہ بقیع" میں جلیل القدر تابعی حارثہ ابو قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب میں نے حدیث میں تین ماہ صرف اس لئے قیام کیا کہ مجھے ایک شخص کے آنے کے بارے میں معلوم ہوا جن کے پاس ایک حدیث ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی حاجت نہیں تھی یہاں تک کہ وہ بخیر نص لائے اور وہ حدیث انہوں نے مجھ کو جان کر دی۔

کابل کا یا شہر ملک شام کا امام:

(۷۱) حافظ نے "تاریخ اسلام" اور "تذکرۃ ائمہ" میں جلیل القدر تابعی محدث ابو اسحاق اہل شام کے امام اور قیصر بن کی پیدائش کابل افغانستان میں ہوئی اور ملک شام کے شہر دمشق میں ۱۱۰ھ میں ان کا وصال ہوا کے احوال میں لکھتے ہیں:

کہ امام محول ابو عبد اللہ بن ابی مسلم بصری "فیضہ" حافظ اہل شام کے عالم ہند میں قبیلہ کی ایک خاتون کے غلام تھے "عبد اللہ بن اعلاء" کہتے ہیں کہ میں نے امام محول سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں سعید بن العاص کا غلام تھا۔ انہوں نے مجھ کو مصر کی ایک حدیثی خاتون کو حیدہ کر دیا۔ اس عورت کی عہد سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر صبر میں کرم فرمایا۔

یہی بن جزد ابو حصب الکافہ ابو عبد اللہ بن سعید سے وہ امام محول سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا مصر میں مجھے غلامی سے آزادی ملی۔ وہاں مجھ کو جیسی علم لاساں کو میں نے سمیٹا پھر میں عراق آیا وہاں بھی ایسا کیا۔ پھر مدینہ آیا وہاں بھی ایسا کیا۔ پھر میں شام آیا یہاں میں نے اس علم کو پہنچایا میں چھاپا۔ یہ سب کچھ میں نے چھ پر چھ پر نقل کیا۔

یونس بن کثیر ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام محول کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے طلب علم میں تمام زمین کا پیکر لایا سعید بن عبد اللہ سے کہتے ہیں کہ امام محول نے کہا کہ میں نے جو کچھ کن کر اپنے پیسہ میں امانت کیا۔ جب بھی میں نے اس میں سے کسی بچہ کا ارادہ کیا تو وہ مجھے اسی وقت ملے گی۔

دیت میں تین سو حدیثیں:

(۱۸) قاضی عیاض رحمہ اللہ نے "ترغیب المدارک" اور "معالم الایمان" میں اور ابن ماجی نے "معتمد میں" امام عبد اللہ بن فروغ القاصی البصری کو (ولادت ۱۱۰ھ) انیس وقات ۱۱۰ھ (مصر) جو کہ امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی کے اصحاب میں سے تھے کے احوال میں لکھا فرمایا کہ جب میں کوثر یا تو میری آرزو تھی کہ میں امام محض سلیمان بن مهران سے سناں کروں میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اصل حدیث سے عاری ہیں ہوتے ہیں

اور انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ ایک عرصہ تک اہل حدیث کو نہیں پڑھائے گئے۔

فرماتے ہیں کہ میں روزانہ ان کے دروازے پر اس امید سے حاضر ہوتا کہ شاید ان تک میری رسائی ہو جائے لیکن مجھے اپنے ارادے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ایک دن میں ان کے دروازے پر اپنی غریب الوطنی اور سنا سے عروہ پر شکر پیش کیا کہ ایک کوثری ان کے دروازے سے نکلی۔ اس نے مجھ کو کہا کہ تم ہمارے دروازے پر کیوں بیٹھے ہو۔ میں نے اس کو کہا کہ میں مسافر آدمی ہوں۔ اور اپنا حال احوال سنایا اس نے پوچھا کہ تم کس ملک سے ہو میں نے کہا کہ افریقہ سے اس پر اس نے حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تم کو "قیردان" معلوم ہے۔ میں نے کہا کہ میں "قیردان" کا ہوں۔ اس نے کہا کہ تم کو ان فروغ کا گھر معلوم ہے میں نے کہا کہ میں اسی گھر سے ہوں اس پر اس نے مجھے غور سے دیکھا اور کہا تم عبد اللہ ہو؟ میں نے کہا ہاں وہ ہماری کوثری تھی جس کو ہم نے بچپن میں فروغ کر دیا تھا۔ وہ جلدی سے امام محض کے پاس گئی اور کہا کہ میرے وہ مالک جن کے بارے میں اکثر میں آپ کو بتاتی رہی تھی دروازے پر ہیں۔ انہوں نے مجھ کو اندر آنے کی اجازت دے دی میں ان کے داخل ہوا انہوں نے اپنے گھر میں اپنے کمرے کے باغیچہ مجھے رہنے کو کمرہ دے دیا۔ انہوں نے حدیثیں بیان کیں میں نے ان سے سنا لیا میں نے اپنی حاجت پوری کر لی اور لوگ محرم ہو رہے۔

مالکی نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بہت پہلے سے سطر اختیار کیا۔ شیخ ابو قتیبہ سے ملے۔ امام ابو حنیفہ سے انہوں نے بہت سارے ان مسائل کا سامنا کیا جو غیر مدون تھے کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اسی ہزار تھی انہوں نے ذکر کیا کہ ان فروغ نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کے گھر کے کمرے سے ایک ایسا گھر پر گری جس سے میرا سر ڈھکیا ہو گیا اور خون لگا امام ابو حنیفہ نے کہا کہ یا تو مجھ سے دیت لے لو یا تمیں سو حدیثیں پڑھ لو میں نے کہا کہ میں احادیث پڑھنا چاہتا ہوں تو انہوں نے احادیث بیان کر دیں۔

"اس کے بعد میرا لکھ میں امام اہل السنۃ اہل سنت کے طبردار عابد ابو عبد اللہ احمد بن حنبل (ولادت ۱۶۰ھ وقات ۲۴۱ھ) رحمہ اللہ سے اسی ضمن کے احوال لکھتے ہیں"

کم عمری سے طلبِ حدیث کے لیے سفر:

(۱۹) ابو امامہ بن العقیلی کی کتاب "المعراج الامم" میں آیا ہے جگہ جنہوں نے اپنی کتاب امام احمد کے احوال سے شروع کی فرمایا کہ امام احمد رحمہ اللہ سے طلبِ حدیث سولہ سال کی عمر میں شروع کی ۱۸۳ھ میں آپ نے کوفہ کا سفر کیا امام احمد کا پہلا سفر تھا۔ پھر وہ کا سفر آپ نے ۱۸۶ھ میں کیا بعد ازاں آپ نے مدینہ منورہ میں سے بغداد کے لیے سفر کیا امام احمد نے ۱۸۹ھ میں آپ نے پہلا حج بھی کیا امام احمد ازرق سے بغداد کے لیے سفر کیا امام احمد نے ۱۹۰ھ میں امام حنفی بن عیین کی صحبت و رفاقت میں مشاء یمن کا سفر اختیار کیا۔

ایضاً کانکیہ:

(۲۰) حافظ ابن الجوزی نے "مناقب امام احمد" میں اور قسیر احمد بن محمد بن عسکری نے اپنی کتاب "تذکرۃ القوتی والضعفی والضعفی" اور حافظ ابن کثیر نے "المیزان المیزانیہ" میں لکھا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے علم اور سنت کے حصول کے لیے ستر ہجرتوں کا سفر کیا۔ (سراصل) الجوزی کا یہ بیانیہ حجاز یمن عراق فارس اور خراسان وغیرہ کا سفر تھا اور واپس آیا۔

فرماتے ہیں کہ میں کوفہ گیا وہاں میں ایک کمرہ میں مقیم رہا میرے سر ہانے ایک اعنت بنا کر تھی وہاں مجھے سخت بخار ہوا میں اپنی والدہ رحمہ اللہ کے پاس واپس آ گیا کیونکہ جاتے ہوئے میں نے ان سے اجازت نہیں لی تھی۔ اور اگر میرے پاس ۹۰۰ درہم ہوتے تو میں ہریر بن عبد الحمید کے پاس رہتا۔ آج کل دینی علماء ان سے اچھا جانتے ہیں کہ میرے بعض ساتھی تو چلے گئے لیکن میں نہ جانتا کہ میں نے کوفہ کے لیے کب میرے پاس پہنچا تھا۔

ایک کتاب کی ترتیب کے لیے دوسرے کمرہ ارض کا سفر:

(۲۱) حافظ ابن حجر نے "تہذیب التہذیب" میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے احوال میں لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا کہ میں نے پانچ حج کئے جن میں تین حج میں نے چادہ پہنے

(یعنی بغداد کا مکہ مکرمہ) اور میں نے ایک ایک حج پر تین تین درہم خرچ کئے امام ابن الجوزی نے "میزان المیزانیہ" میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے دوسرے حج دینا کا پیکر کیا اپنی مسند مرتب کی۔

(۲۲) حافظ قسیر احمد نے امام ابو یوسف "اسحاق بن منصور الکوفی المرزوی (وفات ۲۵۵ھ رحمہ اللہ) امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں اور ان سے فقہ کے مسائل کے راوی ہیں۔ مراد ہے بغداد کریمہ میں امام احمد سے حدیث اور فقہ حاصل کی پھر خراسان واپس لوٹ کر نیشاپور میں حکومت اختیار کی پھر ان کو خبر پہنچی کہ جو مسائل امام احمد صاحب سے نقل کرتے ہو ان سے امام صاحب نے رجوع کیا ہے یہ نیشاپور سے بغداد کی طرف چل پڑے تاکہ امام احمد کی رائے ان مسائل میں معلوم کر لیں۔

شیخ کو بھی تعجب:

ابن ابی حنبل نے "طبقات الحنابلہ" اور دسویں نے "تذکرۃ الحفاظ" اور العقیلی نے "المعراج الامم" میں لکھا ہے کہ امام اسحاق بن منصور الکوفی قسیر اور عالم تھے۔ انہوں نے امام احمد سے فقہی مسائل مدون کئے حسان بن محمد کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے مشائخ سے سنا وہ بیان کیا کرتے تھے کہ اسحاق بن منصور کے پاس جب یہ خبر پہنچی کہ یہ مسائل جن میں میں نے اشتکال رکھتے ہیں سے امام احمد نے رجوع کر لیا۔ تو امام اسحاق بن منصور نے ان مسائل کو ایک قصبے میں اہل کراچی پشت پر لاد دیا اور بغداد کی طرف پیدل چل پڑے مسائل کی یہ بخاری ان کی پشت پر تھی انہوں نے امام احمد کو وہ خط لکھا بھیج دیا جس میں انہوں نے امام احمد سے مسائل پوچھے تھے امام احمد نے وہ بار اپنی دسویں رائے کا نام بھی اور دوبارہ بھی انہی مسائل کی تصویب کی امام احمد ان کی اس شان سے خوب کیا کرتے تھے۔

تحصیلِ علم کا اٹھارواں واقعہ

(۲۳) یہ ایک دوسرا عجیب و غریب واقعہ ہے جو ایک اندکی عالم کو پیش آیا۔ جنہوں نے اندلس سے مشرق تک کا سفر پیدل کیا۔ تاکہ کسی امام سے ملاقات کرے اس سے علم حاصل

کریں۔ لیکن جب وہ اس عالم کے پاس پہنچے تھے تو وہ قیہ میں تھے۔ اور لوگوں کے ساتھ صل جول سے ان کو نسخ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اس طرح حلیا اختیار کر کے اس عالم سے ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ کہ اگر یہ وقوع پذیر نہ ہوتا تو دل میں اس طرح کے حیلہ کا خیال بھی نہ گذر سکتا تھا۔

تاریخ عجائب و غرائب کا مجموعہ ہوتا ہے یہ عالم امام ابی الدین بن قلد اندکی تھے۔ دہمی کی سیر اعلام علیلاً و اور الصلیح کی "اختصار الدلائل فی طبقات اہل بیت" میں امام ابی الدین بن قلد کے احوال میں لکھا ہے وہ ابو عبد الرحمن حافظ ابی الدین بن قلد اندکی (یعنی انکس ۲۱۵) وفات ۶۹۲ھ کر صائد ہیں۔

آپ نے اہلداد کا طریقہ پڑھ دیا آپ کا ایسا وقت آپ کی تقریریں ہیں جس جی اس سزا کا سب سے اہم مقصد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ملاقات کر کے علم حاصل کرنا تھا۔

ان سے نقل کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد کے قریب پہنچا تو مجھے امام احمد کے اہلداد و اور زبائن کا علم ہوا۔ اور یہ کہ انکا اجتماع سے منع کیا گیا ہے۔ اور آپ سے سماع کی بھی ضمانت ہے میں اس خبر سے سخت غمگین ہو گیا۔ ایک بول میں جگر کرایہ پر حاصل کر کے سامان رکھ کر میں کسی دوسری طرف نہ جاسکا سیدہ سیدہ صاحبہ جامع الکبریٰ انکس میں ملاقات میں چھ کر ان کے طے ذاکر سے دیکھنا چاہتا تھا۔ میں ایک بار سے ملنے تک پہنچا ہاں ایک صاحبہ راجل پر بٹھ کر رہے تھے کسی کو ضعیف اور کسی کو قوی بتا رہے تھے میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے صاحب سے پوچھا کہ یہ کیوں ہیں تو انہوں نے کہا کہ شیخی بن یحییٰ بن یحییٰ میں مکرر ہوا۔ اور میں نے کہا اس بار کو کیا آئندہ آپ پر درم فرمائے۔ میں ایک انجینی دور دراز کار بنے والا ہوں میں آپ سے ایک سوال پر چمن چاہتا ہوں آپ مجھے بلکہ سمجھیں انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اپنا سوال سمجھیں میں نے بعض اصل حدیث جن سے میں نے ملاقات کی تھی کا ذکر کیا انہوں نے بعض کا ذکر کیا اور بعض پر جرح کی۔

میں نے ان سے سوال کے آخر میں عظام بن عمار کے بارے میں پوچھا۔ میں نے ان سے بہت علم حاصل کیا تھا انہوں نے کہا کہ ابو الولید عمار بن عظام نماز والے تھے وہ تھے ہیں اور

ثابت سے بھی زیادہ تھے ہیں۔ اگر اس کی چار کے نیچے ٹکڑے ہو یا اس نے ٹکڑے کا قلاوہ پہنا تو شب بھی اس کو اس کے غیر و فضل کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں اس کے بعد اصل مسئلہ ہے آواز لگانے کا انداز آپ پر درم فرمائے۔ اس آپ کے لئے اتنا کافی ہے اور کسی کو بھی سوال کا موقعہ دیتے۔

میں نے کفر سے کفر سے ان کو کہا کہ میں ایک شخص امام بن حنبل پر کچھ جھرو کر دیتے تو امام یحییٰ بن یحییٰ نے مجھ کو حجب اور حرج ان کی نظر سے دیکھا اور فرمایا ہمارے جیسے لوگ امام احمد بن حنبل پر کیا جھرو کر سکتے ہیں وہ تو امام مسلمین سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ پھر میں نے وہاں سے نکل کر امام احمد بن حنبل کے گھر کا راستہ پر چمن شروع کر دیا۔ مجھے ان کے گھر کا راستہ بتا دیا گیا میں نے ان کا دروازہ کھٹکنا پڑا وہ باہر نظر ملک لائے دروازہ کھولا تو ان کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جس کو وہ پہچانتے نہ تھے میں نے ان کو عرض کی ابو عبد اللہ میں ایک پر دہی ہوں اور اس شہر میں میری جہلی آدھ ہے۔ اور حدیث کا طالب علم اور سنت کو جمع کرنے والا ہوں اور میرے سزا کا مقصد یہ ہے کہ میں ہی پہنچتا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ "اسطوان" یعنی اندر کے راستے کی طرف آ جاؤ لیکن خیال نہیں آجگا کوئی دیکھ نہ لے۔

امام احمد بن حنبل نے مجھ کو کہا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا کہ مغرب اقصیٰ کا انہوں نے کہا کہ افریقہ کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا افریقہ سے بہت دور ہوں۔ میں اپنے ملک سے افریقہ کے لئے سمندر پار کر کے آتا ہوں۔ میں اندلس کا ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا تمہاری جگہ واقعی دور ہے مجھے سب سے زیادہ پسند یہی جگہ ہے کہ میں تمہارے جیسے آدمی کے مطلب میں اس کی اعانت کروں۔ لیکن میں انتقالہ میں ہوں جس کا حال شاید آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ آپ کی اطلاع کا علم مجھ کو اس وقت ہوا جب آپ کے قصد سے میں آپ کے شہر کے قریب پہنچا تھا۔

پھر میں نے عرض کی ابو عبد اللہ اس شہر میں میری جہلی آدھ ہے اور مجھ کو یہاں کوئی نہیں جانتا اگر آپ اپنا ذات دین تو میں روز آتا آپ کے دروازے پر مانگنے والے سانس کی طرح آ جا کر دین اور سانسوں کی طرح حد الاذن اور آپ اس جگہ تک تشریف لے آئیں۔ اگر آپ مجھ کو روزانہ ایک حدیث بھی بتا دیں تو میرے لئے کافی ہے انہوں نے فرمایا ایک ہے لیکن اس

شرط پر کہ تم کسی علمی عقیدے میں اس کا تذکرہ نہیں کرو گے اور نہ ہی اہل علم صاحب حدیث میں اس کا تذکرہ کرو گے میں نے کہا آپ کی شرط منظور ہے۔ میں جانچا کہ اسی لفظی لیتا اور سر پر سائیکوں کی طرح کپڑا باندھتا کاغذ اور دوات قصبے میں ڈالنا امام احمد کے دروازے پر آ کر صدمہ لگاتا "اگر تم علی اللہ" تمہارا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ہے وہاں مانگنے کے لئے یہ صدمہ لگائی جاتی تھی امام صاحب باہر تشریف لاتے گھر کا دروازہ بند کر لیتے "اور مجھ کو دو یا تین یا اس سے زیادہ حدیثیں سناتے یہاں تک کہ میں نے تین سو اصداعت تک کتب میں پابندی سے آ جا رہا ہوں انکا میں آپ کو پڑاؤ میں جھکا کر دے والا سر گیا" اس کے بعد جو بادشاہ آپاس کا قتل اہل ملت سے تھا اس نے امام احمد کی پابندی فتح کی آپ کا تذکرہ بلند ہو لوگوں کی نظروں میں آپ کو بہت عظمت حاصل ہوئی آپ کی امامت کے چرچے بلند ہو گئے لوگ دروازے سے سڑ کر کے آپ کے پاس آئے تھے میرے صبر و استقامت کو امام صاحب قدس کی نظر سے دیکھتے تھے میں جب بھی آپ کے عقائد درس میں آتا تو آپ عقیدے میں کشادگی کروا کر مجھ کو اپنے قریب بٹھا دیتے پھر اصحاب حدیث کو فرماتے کہ اس پر طالب علم کا صحیح طریقہ یہ صادق آتا ہے اور جو واقعہ مجھ کو پیش آیا طالب علموں کے سامنے بیان فرماتے "کسی ہوئی اصداعت کا مجموعہ مجھ کو عطا فرماتے" کبھی مجھ کو پڑھ کر سناتے اور کبھی میں آپ کو پڑھ کر سناتا۔

اسی اثنا میں بیمار ہو گیا انکا شہید چار کفر یہ الہام ہو گیا۔ انہوں نے مجھ کو اپنی مجلس سے غیر حاضر پایا تو میرے بارے میں پوچھا کہ میری بیماری کا ان کو علم ہوا تو فوراً اپنی مجلس سے اصل علم کے ساتھ میری عیادت کو کل پڑے۔ میں نے جو کمرہ کرایہ پر حاصل کیا تھا میں وہاں اس حالت میں لیٹا ہوا تھا کہ میرا اندہ بچے چار اور پورا اور کتابیں سر بانے پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے سنا اور سرائے کے لوگوں کی آواز کو بڑی آہلی وہ کہہ رہے تھے یہ ہیں وہ دو گھوڑا امام المسلمین تشریف لا رہے ہیں سرائے کا مالک جلدی سے میری طرف آیا اور کہا ابو عبد الرحمن دیکھو یہ ابو عبد الرحمن بن فضیل امام المسلمین تمہاری عیادت کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ امام صاحب داخل ہوئے اور میرے سر بانے تشریف فرما ہو گئے میرا کہہ ان کے شاگردوں سے صبر چکا تھا اس میں حرج نہ تھا کبھی کبھ دوسرے اطراف میں مجلسیں کرکے رہے ہو گئے ہر ایک کے

چند میں تھم قدام صاحب نے میرے لئے یہ حکمت ارشاد فرمائی "اے ابو عبد الرحمن تم کو اللہ کی طرف سے ثواب کی بیادیت ہو اور صحت کے ایسے ایام کی جن میں بیماری نہ ہو بیماری کے ان ایام میں جن میں صحت نہیں۔ اللہ تمہیں عافیت کی طرف بلند کرے۔ اور اپنی شفا دلا دیا ہوتا چاہے تم پر بھروسہ" میں نے دیکھا کہ قدام لوگوں کی کہیں ان کے الفاظ تحریر کر رہی تھیں۔ ایام صحت اور ایام مرض سے امام کی یہ فرما ہے کہ صحت کے ایسے دن کہ جن میں مرض کا دل میں خیال بھی نہ ہو ان میں انسان کے عظام قوی ہوتے ہیں امید یہ زیادہ ہوتی ہیں اور انسان جب بیماری کو اپنے سے دور دیکھتا ہے تو اس کی سرکشی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور سخت بیماری میں صحت کی طرف خیال نہیں جاتا تو امیدوں کا نصف اور کمزوری انسان پر پڑے ڈال دیتی ہے۔ جب صحت کا لباس انسان سے اتر جاتا ہے تو انسان کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور ناامیدی کی اس پر عکس ہوتی ہے۔ امام صاحب کے اس قول میں اللہ کریم کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے (ترجمہ) "اور اگر بھلائی ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت بکھرو ہمیں لیں اس سے تو وہ ناامید ہو کر اوجھل ہو جاتا ہے اور اگر ہم بھلائی اس کو آرام بعد تکلیف کے جو بھٹی گئی اس کو بول اٹھے اور کوئی برائی مجھ سے وہ اترنے والا سختی خور ہے عمر وہ لوگ جو صابر ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں ان کے واسطے بخشش ہے اور ثواب بڑا۔ اس کے بعد امام صاحب تشریف لے گئے پھر سرائے والے لوگ آ گئے وہ میرے ساتھ بہت مہربانی اور نرمی کرنے لگے۔ دینا ستاداری اور ثواب کی نیت سے میری خدمت کرنے لگے گھان میں کوئی تو میرے لئے اچھا سا بھونٹا کوئی اچھا لاف نور کوئی دیکھ لیا تھا انکا انہوں نے میری عیادت میرے گھر والوں سے زیادہ کی اگر میں اپنے گھر ہوتا ان کا یہ اچھا سلوک میرے ساتھ ایک صالح شخص کا میری عیادت کے لئے آنے کی وجہ سے ہوا تھی بن غلدر مراد اللہ علیہ حد میں انکس میں نفرت ہوئے۔

شوقِ علم کے لیے طویل سفر:

(۱۳۳) اکبر محمد فراس کین نے اپنی کتاب "اتراث العربی" میں امام حمی الدین بن غلدر کے احوال میں لکھا ہے کہ امام حمی الدین بن غلدر قرطبی نے مصر شام حجاز اور بغداد کے دوسرے

اور دونوں ہی ستر علم کیلئے تھے پہلے سفر کا دورانیہ چودہ سال اور دوسرے کا تیس سال تھا۔ آپ نہ بھولیں کہ اندلس سے ان کے سفر پر یادہ پا ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے خود اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جس طرف بھی سفر کیا وہ پیدل تھا۔ اور جس شہر میں بھی کسی سے میں نے سماع کیا تو وہاں بھی پیدل ہی چل کر گیا۔ ان کے شاگرد ابوعبداللہ احمد بن محمد انطرمی کہتے ہیں کہ امام یحییٰ الدین بن قفطہ نے قندھار میں پلے پلے پر قدرت رکھنے والے تھے آپ کو بھی بھی سواری پر سوار نہیں دیکھا میں آپ بہت قریب قریب اندلی کے ساتھ لوگوں کی گزراؤں میں شرکت کرنے والے تھے۔ پس ان ہی کیلئے ان کا غیر اور تحصیل علم پر ان کا صبر اور ان کا علمی شوق ہو کر ان کے لئے ہی ہے ان کا اپنی زندگی کو تحصیل علم اور جمع علم پر صرف کرنا ایک شاعر نے کہا ہے کہ اگر اللہ کے ہاتھ کے کام نہ ہوتے تو یہ لعل کی گوشت اور پتوں میں نہ پیدا ہوتے۔

(۲۵) امام حافظ ابن ابی حاتم الرازی نے اپنی کتاب ”تقدیر الجرح والصحہ علیہ“ میں اپنے والد امام ابو حاتم محمد بن ادريس الرازی (۱۹۵ھ۔ ۲۷۷ھ) کے احوال میں جہاں ان کے طب علم کے سفر کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا آپ نے فرمایا کہ حصول علم حدیث کے لئے جب میں پہلی مرتبہ نکلا تو اس سفر میں جو کسوات سال کا خرچہ لگا جو مسافت میں سے پیدل ملے اس کا میں نے حساب کیا تو وہ ایک ہزار فرسخ تھا (ایک فرسخ تقریباً پانچ کلو میٹر کا ہوتا ہے) اور اسی تک میں مسافت گنتا ہوں جب ہزار فرسخ سے زیادہ سفر ہو جاتا ہے تو چھوڑ دیتا ہوں۔

اور بغداد سے جو چل کر میں کوٹھ گیا ہوں تو اس جانتے کی تعداد کو میں نے گنا نہیں اور کہ مکہ سے کئی مرتبہ میں مدینہ منورہ گیا ہوں۔ میں مغرب اقصیٰ (اندلس) کے شہر ”سلا“ کے قریب مسند سے نکل کر مصر کی طرف پیدل گیا مصر سے رملہ پیدل کیا رملہ سے بیت المقدس اور پھر رملہ سے عسقلان اور رملہ سے طبریاہ کھلے اور طبریاہ سے دمشق و دمشق سے حمص حمص سے آطا کیا آطا کیہ سے طرس اور طرس سے وادی میں حمص آ گیا۔ کیونکہ ابولیمان سے علم حدیث کا کچھ سماع ابھی باقی تھا میں نے اس حصہ کا سماع کیا۔ پھر حمص سے حران آ گیا۔ اور

حران سے رملہ اور رملہ سے دیلم کے درمیان سفر اختیار کیا کوئی کی طرف یہ تمام سفر میں نے بالکل پیدل کئے تو میرے پہلے سفر کی روداد ہے جب میں میں سال کا تھا اور یہ سفر سات سال کے دوران کیا تھا میں دینی سے ۲۳ھ کو رمضان کے مہینہ میں نکلا اور ۳۲ھ کو واپس آ گیا۔ دوسرے سفر میں نے سن ۳۷ھ (۳۷ھ) کی عمر میں کیا سفر کا آغاز ۳۳ھ میں کیا اور ۴۳ھ میں سال بعد سفر کا اتمام ہوا اور میں واپس لوٹا۔

ایک ہزار علماء سے کتابت حدیث:

(۲۶) تہذیب احمدیہ میں حافظ یعقوب بن سفیان القاری (ولادت ۲۰۵ھ وفات ۳۷۷ھ رحمہ اللہ) کے احوال میں لکھا ہے کہ ابو عبد الرحمن النہادی کہتے ہیں کہ میں نے یعقوب بن سفیان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک ہزار سے زیادہ ائمہ علماء سے کتابت حدیث کی ان میں سے کہتے ہیں کہ مجھ کو یعقوب بن سفیان نے کہا کہ علم حدیث کے حصول کے لئے میں نے تیس برس کا خرچہ سفر میں گزارا ان کی بھوک کے بارے میں اور ان کی ناکامی ہو جانے کے بارے میں مغرب میں تذکرہ آ جاتے گا۔

کوئی شہر نہ چھوڑا:

(۲۷) امام ذہبی کے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام فضل اشعری کے احوال میں لکھا ہے۔ امام ابن عساکر کہتے ہیں کہ میں نے کہا کرتے تھے کہ سوائے اندلس کے کیا شہر نہیں ہے جس میں امام فضل بن محمد بن السبب اکتفی اشعری طلب حدیث کے لئے تشریف نہ لے گئے ہوں ان کی وفات ۳۸۲ھ میں ہوئی۔

امام ادرغیانی کی شان یکمائی:

(۲۸) مسغانی نے ”الانساب“ اور ذہبی نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں حافظ ادرغیانی کے احوال میں لکھا ہے۔ (نام کا ذکر کرنا میں نے ”ہو الحفاظ السارع الجوال القدورہ معین بن المسیب بن اسحاق الأدرغیانی“ (ولادت ۲۲۳ھ وفات ۳۱۵ھ) رحمہ اللہ

امام حاکم ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ وہ عابد ترین مجتہدین میں سے تھے صدیقی اور تقویٰ کے ساتھ علم حدیث کے لئے کثرت سے ملتے جلتے دالے تھے میں نے اپنے بھائی مشائخ کو ساتھ ارفیانی سے نقل کرتے ہوئے سنا کہ حافظ ارفیانی فرمایا کرتے تھے کہ اسلام کے جتنے متابر سے علم حدیث کی صدا کو بخشتی ہے میں نے ان میں سے کوئی ایک جبرئیل جھوڑا جہاں میں ساتھ حدیث کے لئے داخل نہ ہوا ہوں۔

امام ابوعلی حسین بن علی حافظ نیشاپوری محدث اسلام جو کہ ضبط و احقان و روح و تقویٰ حفظ مذکورہ اور تصانیف میں بیکار روزگار تھے فرماتے تھے کہ امام محمد بن الحسب مصر میں جا رہے تھے اور ان کے چیلے میں ایک لاکھا عادیث کا مجموعہ تھا ابوعلی سے پوچھا گیا کہ یہ کس طرح ممکن ہوا تو فرماتے گئے کہ اجزاء چھوٹے تھے اور ہر ایک خط سے لکھے گئے تھے اور ہر جز میں کئی کی ایک ہزار عادیث تھیں۔ امام ارفیانی اپنے ساتھ ایک سو اجزاء لے کر چلتے تھے۔ یہ مجموعہ اس حساب سے انتہائی بڑا ہے جو ان کی شان کے بارے میں مشہور ہے۔ امام ارفیانی جب حدیث پڑھتے ہوئے یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو اس جملہ پر انکار دے کر کہ ہم کو ان پر ترس آ جاتا تو یاد دہونے کی وجہ سے وہ دہنچا ہو گئے تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جنت کی بشارت:

(۲۹) تذکرۃ افعال میں محدث شام امام ابو الحسن ضیاء بن سلیمان بن حیدرہ القرظی الطرابلسی (۲۵۰-۳۳۳ھ) کے احوال میں آیا ہے کہ انہی اہل کمال فرماتے ہیں کہ میں نے ضیاء کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے دو بانی سفر اختیار کیا کہ میں جو سفر بن کر جاؤں۔ ہر سال حدیث کروں وہاں سے میں اظہار کہہ کے لئے نکلا۔ میں ایک ہفتا جاؤں۔ آجہ ہمارا جھڑا ہوا تھا اگلے کاٹے دالوں کے حوالہ کر دیا۔ انہوں نے مجھ کو پکار کر خوب مارا اور ہمارے نام لکھے مجھ کو کہا کہ ہمارا نام کیا ہے میں نے کہا ضیاء انہوں نے کہا نکھو حار ان حار (گدھا کہہ دے گا جانا) جب وہ مجھے دانتے تو ہمارے کی وجہ سے سخت درد اور تکلیف سے میں بے ہوش ہو جاتا تا کہ دوران مجھے خند آئی میں سو گیا خواب میں جیسے میں جنت کے دروازے کو

دیکھ رہا ہوں۔ اور حار امین کی ایک جماعت ہے۔ ان میں سے ایک نے مجھ کو کہا تھ سے کیا چیز فوت ہو گئی۔ دوسرے فرماتے کہ اس سے کیا چیز فوت ہو گئی اس نے ہمارے کو جواب دیا کہ اگر یہ سچ کر دیا جاتا تو یہ جنت میں حار امین فرشتوں کے ساتھ ہوتا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی عزت اور شوکت کی سر بلندی میں شہادت دے دے تو یہ ان کے لئے بہتر ہے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ میری آنکھ کھل گئی۔

فرماتے ہیں کہ میں نے اس خواب میں یہ بھی دیکھا کہ مجھے کوئی کہہ رہا ہے سورۃ برآۃ پڑھو تو میں نے سورۃ برآۃ فسیح و اھی الا وحی الاربعة اشهر تک پڑھی اس خواب والی رات سے میں نے دن گنا شروع کئے تو پھر سے چار ماہ بعد اللہ کریم نے میری قید فتح فرمائی اور میں آزاد ہو گیا۔

خود اپنے جیسا نہ دیکھا:

(۳۰) علامہ یاقوت الحموی نے "معجم وادباء" میں علامہ ذہبی نے "المعجم" اور "تذکرۃ افعال" میں امام ابو الحسن النعمان القزوينی کے احوال میں لکھا ہے کہ امام حافظ علامہ النعمان القزوينی نے امام ابو الحسن علی بن ابراہیم بن سدر بن بحر القزوينی قزوین کے محدث اور عالم ہیں (ولادت ۳۲۵ھ وفات ۳۷۵ھ) فرماتے ہیں۔

انہوں نے ۹۱ برس کی عمر پائی تحفہ ممالک کے ستر کیے اور مختلف شہروں میں مختلف شیوخ سے کتابت علم حدیث کی انہوں نے امام ابن ماجہ سے ان کی "سنن" کی روایت کی ہے۔ اور اپنے علاوہ شیوخ سے روایت کی جن کی کتب میں اس کی حاکم النعمانی علامہ میں سے امام ابو الحسن احمد بن حنبلہ کا رس طبعی القزوينی ہیں۔

امام ابوعلی النعمانی نے اپنے کتاب "ارشاد فی طبقات العلماء" میں فرمایا کہ ابو الحسن علی بن ابراہیم تمام علوم طبعی القزوينی اور ثقافت کے عالم تھے دین و دنیا اور عبادت میں کوئی ان کے برابر نہ تھا انہوں نے ابو حاتم الرازی سے بھی سنا تھا کیا۔ ان تین سال ان کی طرف سفر کیا اور بہت سارے قزوینیوں کو ان سے پڑھا دیا ان سے اہل کتب مکتبہ ابن بطون اور زمانہ

کے علماء سے انہوں نے سنا کیا آپ کی عمر اتنی زیادہ ہوئی کہ حواجات نے آپ کو بغیر کیا تھا۔
انہیں فرماتے ہیں کہ میں نے قزوین کے علماء کی ایک جماعت سے سنا وہ کہا کرتے تھے
کہ انہوں نے اپنے جیسے صاحب فضل اور زہد خود بھی نہیں دیکھا تیس ۳۰ سال تک تو انہوں
نے ہمیشہ روزے رکھے روٹی اور نمک کے ساتھ روزہ افطار کیا کرتے تھے۔

ابن قاری نے اپنے "امانی" میں لکھا ہے کہ میں نے ابو الحسن القفطان سے جب ان کی عمر
زیادہ ہو گئی تھی اور کمزور ہو گئے تھے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جب میں علم کے لئے سفر پر نکلا تو
میں نے اس دوران ایک لاکھ اعداد پڑائیں اور آج مجھے ایک سو عدد پیش بھی یاد نہیں۔ علم
حدیث اور دیگر علوم کے لئے سفر کے دوران میری والدہ میرے فراموشی میں بہت زیادہ رو دیا کرتی
تھیں مگر ان کا کہنا ہے کہ میری آنکھیں ان کے رونے کی وجہ سے بطور سزا کے قلم ہوئی ہیں امام ابو
الحسن رحمہ اللہ کے فضائل کیے نہیں جا سکتے۔

ایسے نسخے کے لئے سفر جس کو نان باقی بھی قبول نہ کرے:

(۳۱) تذکرۃ الخلفاء میں امام "ابن السمرقانی" محمد بن ابراہیم الاصطہانی (سنی ۱۲۵ھ)
کے احوال میں آیا ہے کہ ابو طاہر احمد بن محمود کہتے ہیں کہ میں نے ابن السمرقانی سے سنا وہ فرما
رہے تھے کہ میں نے مشرق و مغرب کا چارہر جو طواف کیا۔

امام سہمی نے لکھا ہے کہ ابن السمرقانی سے دو آدمیوں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ فرمایا
کرتے تھے کہ میں نے فضل بن قسار السمرقانی کے نسخے کے لئے ستر سطوں کا سفر طے کیا
ہے حالانکہ وہ ایسا نسخہ ہے کہ اگر کسی نان باقی کو ایک روٹی کے عوض وہ دیا جائے تو وہ اس کو قبول
نہ کرے اور فرماتے تھے کہ میں دوسرے جیسے اللہ میں داخل ہوا یہ بات ذہن میں رہے کہ
ان کا شہر اصطہان تھا۔

سترہ سو شیوخ سے استفادہ:

(۳۲) امام اصفی نے "تذکرۃ الخلفاء" میں حافض ابو عبد اللہ بن مندہ (محمد بن اسحاق)
(ولادت ۳۱۵ھ وفات ۳۹۵ھ) رحمہ اللہ کے احوال میں لکھا ہے کہ ان کے شیوخ جن سے

انہوں نے علم حاصل کیا کی تعداد ستر سو رہی ہے انہوں نے اپنے ہاتھ سے کئی بوجہ علم کے لئے
وہ جب ایک طویل سفر سے واپس لوٹے تو ان کی کتابیں کئی کنوؤں کے بوجہ کے برابر تھیں
یہاں تک کہا گیا کہ چالیس بوجہ تھے ہم تک اسکی خرابی تک نہیں پہنچی کہ ہٹا سنا محمد بن
اسحاق نے کیا یا ہٹا ہم انہوں نے بیچ کی کسی دوسرے سے بھی کیا ہو علم کے لئے چلتا پھرتا ان
پر قسم ہے اور سکوت کے ساتھ بیچ کرنے میں یہ منکر ہیں بلکہ آپ حلقہ معرفت سچائی اور
سکوت تصانیف کا وصف بھی دیتے ہیں "معلم مستقری کہتے ہیں کہ میں نے ابن مندہ سے
پوچھا کہ ایک شیخ سے جو آپ نے سنا کیا اس کی مقدار کتنی ہے فرمایا کہ ایک نو کر ہی یعنی دس
ہزار چلے گی۔

میرزا انہوں نے ۱۵۳۵ھ سے پہلے شہر پار کی طرف کیا تھا۔ امام حاکم کہتے ہیں ۱۵۳۵ھ
میں۔ میں نے بخاری میں ان سے ملاقات کی تھی۔ اور اس کے بعد مدینہ تک انہوں نے اپنا
سفر جاری رکھا تھا۔ پھر وہ ۱۵۴۵ھ میں ۱۵۳۵ھ میں یثرب واپس آئے تھے۔ جب
انہوں نے حصول علم کے سفر کا آغاز کیا تو ان کی عمر بیس برس تھی اور جب واپس لوٹے تو ان
کی عمر پینسٹھ ۱۵ سال تھی اور ستر کی مدت ۳۵ برس تھی۔

اس بوجہ آپ کی عمر میں آپ نے دین و دنیا ہی پر شہدائی کی اور اللہ نے کثیر عمال دی جن
میں اکثر کھ رہے تھے۔

ابن مندہ کہتے ہیں کہ میں نے مشرق و مغرب کے کدو دو سو پندرہ گئے اور ذکر یا نین مندہ
کہتے ہیں کہ میں اپنے بچا کے ساتھ شہر پار کے راست میں تھا جب ہم چڑ کے کنوئیاں پر پہنچے تو
میرے بچا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں خراسان سے اپنے والد کے قافلہ میں آ رہا تھا جب ہم
یہاں پہنچے تو اونٹوں کے چالیس بھاری بوجہ یہاں پڑے ہوئے تھے ہم نے کہا کہ کپڑے
یہاں اس کے قریب ایک چھوٹا سا میسر تھا اور اس میں ایک شیخ تھے جب ہم نے ان کو دیکھا تو
آپ کے والد تھے ہم میں سے کسانے پوچھا کہ یہ بوجہ کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ
ایسا سامان ہے جس کے ساتھ دیکھی رکھنے والا اس زمانہ میں کوئی نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم کی اصابت میں میرے بچا نے اس کے بعد بیان کیا کہ میں خراسان سے قافلہ کے ساتھ آ

رواقا میرے پاس کتابوں کے کس بھاری بوجھ تھے۔ تیرے والد کی اقتداء کے لئے میں نے ان کو اس کوئیں کے پاس اتارا۔

ایک شیخ کی تلاش:

(۳۳) حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الخطاط" میں حاکم ابو عبد اللہ شیبہ چامریؒ، محمد بن عبد اللہ النبی جو ابن النبی کے نام سے مشہور تھے، عجمین پر متردد کے والے (ولادت ۳۵۰ھ و وفات ۴۰۰ھ) رحمہ اللہ کے شیخ حافظ امام زعمہ اللہ علیہ السلام (ابن مهران) کو مسلم عبد الرحمن بن محمد بلدہ اوی الغفاری الکی حنفی ۳۵۰ھ رحمہ اللہ کے احوال میں متردد ذیل بات لکھی ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ میں خرو اور ماوراء النہر گیا لیکن ان (ابن مهران) سے میری ملاقات نہ ہوئی۔ اس کے بعد ۳۶۰ھ میں۔ میں نے ان کو حج کے قافلوں میں تلاش کیا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو چھپائے رکھا وہ یہ پسند فرمایا کرتے تھے کہ حدیث یا کسی دوسرے معاملے میں اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا کریں پھر میں نے ۳۷۰ھ میں حج کیا۔ میرے پاس یہ خبر تھی کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہیں جب میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا بعد ازاں میں بھیجے اس جراب نے حوش کر لیا لیکن مسلمان ان کی تلاش جاری رکھیں لیکن مجھے کامیابی نہ ہوئی۔

پھر مجھے ابو نصر الحافظی نے بعد ازاں کہا کہ یہاں ابو یونس میں سے ایک شیخ ہیں کیا آپ ان کو دیکھنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! وہ مجھے رنگارنگی کی دکان پر لے گئے۔ ان لوگوں نے کہا وہ یہاں سے نکل گئے ہیں۔ مجھے ابو نصر نے کہا کہ آپ مسجد ہی میں خریدیں۔ وہیں میں ان کو لے کر آتا ہوں میں جتنے بھی ابو نصر نے مجھ سے اس شیخ کا ذکر کہ جس کا تھا کہ کون ہیں؟ تھوڑی دیر بعد ابو نصر کے ساتھ ایک نحیف و زنا را شیخ چادر اوڑھے ہوئے تشریف لے آئے انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے گمان کیا کہ یہ حافظ ابو مسلم ہیں! ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے میں نے دور ان گفتگو پر چھا کر کیا شیخ کو یہاں اپنے اقارب میں سے کوئی مل گیا۔ تو فرمانے لگے میں جن سے ملتا چاہتا تھا ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ میں نے کہا کیا ابو یونس نے

کوئی بڑا کا بیچے چھوڑا ہے۔ میری مراد ان کا بھائی ابو یونس الحافظ تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم میرے بھائی ابو یونس الحافظ کو کہاں سے جانتے ہو میں خاموش ہو گیا۔

شیخ ابن مهران نے ابو نصر سے پوچھا یہ بڑا حاکم ہے اس نے کہا ابو یونس نے وہ میرے لئے کھڑے ہو گئے میں بھی کھڑا ہو گیا انہوں نے اپنے شوق ملاقات کی شکایت کی میں نے بھی شکایت کی! میں اس ذکر کے سے خوب تشکی ہوئی پھر میں نے کمر جان کی مجلس میں حاضری دی جس دن میں نے وہاں سے جانا تھا اس دن میں نے ان کو الوداع کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگلے سال موسم حج میں پھر ملیں گے۔ میں نے قصہ کیا کہ اب میں مذکر نہ ہوں اس کے قرب و جوار میں سکونت اختیار کر دوں گا۔ ۳۶۹ھ میں میں نے حج کیا اور مدت تک ان کو ملنے نہ سکا۔

کا قرب و جوار حاصل رہا۔

میں طلب علم کے ثواب کو کسی چیز پر ترجیح نہیں دے سکتا:

(۳۴) حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الخطاط" میں ابو نصر الحنفی کے نام کا ذکر یوں لکھا ہے "الحافظ الامام فہم عبد اللہ بن سعید بن حاتم ابو نصر ۳۳۰ھ میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ محدثوں کے حافظ تھے۔ اطراف دنیا کا طواف انہوں نے طلب حدیث کے لئے کیا۔ حافظ ابو یوسف البہلی کہتے ہیں کہ میں ابو نصر الحنفی کے پاس تھا کہ کسی نے ان کا دروازہ کھٹکتا یا میں نے اللہ کرور دروازہ کھولا تو ایک خاتون نے اندر داخل ہوتے ہی ایک حبیلا نکالا جس میں ایک بزرگ دردمن تھے۔ اس نے وہ حبیلا شیخ کے سامنے رکھ کر عرض کی کہ یہ تم اپنی صوابیہ پر فخر کرتے ہو۔ شیخ نے فریاد کر تو کیا چاہتی ہے اس نے کہا آپ میرے ساتھ شادی کر لیں۔ مجھے شادی کی حاجت تو نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ کی خدمت کروں شیخ نے کہا کہ اپنی رقم لے کر واپس چل جاؤ۔

جب وہ واپس چلی گئی تو فرمانے لگے کہ میں سمجھتا تھا کہ علم حاصل کرنے کے لئے نکلا ہوں اور اگر میں نے شادی کر لی تو طالب علم کا نام مجھ سے ہوتا جائے گا اور میں طلب علم کے ثواب پر کسی دوسری چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

آخری عمر میں بھی طلبِ حدیث کے لیے سفر:

(۲۵) پندرہ کروہ حافظہ فقیر ابوسعید اسمان الرزازی متوفی ۳۲۵ھ کا محدثینِ سابقین میں سے ہیں فقہاءِ علماء اور فرائد میں یکساں روزگار مشرق و مغرب تک دنیا میں پیادہ پامحوسے ہیں۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد تین ہزار (۲۰۰۰) ہے۔

حافظ قرطبی نے "المجاہد المصنف فی طبقات الکلیہ" میں شیخ ابوسعید اسمان اسماعیل بن علی بن اسمعین بن زبیر الرزازی کے احوال میں لکھا ہے۔ کہ آپ حافظ زہد معزلی شیخ اہلِ یمن (یعنی معزلہ کے شیخ) ان کے عالم فقیہ اور ان کے حکم اور ان کے محدث تھے۔

آپ قرأتِ حدیث سے معزز رجالِ انساب "فرائضِ حساب" شروء اور مقدمات میں بلا شرکت غیر سے اہم تھے۔

آپ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے فائدہ کے امام تھے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے اختلافی مسائل کے عالم تھے نیز آپ فقہِ یونانیہ اور کلام کے بھی امام تھے۔

آپ نے حج بھی کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کی زیارت بھی کی اور آپ عراق بھی گئے مشرقِ بعید سے چل کر آپ خراسان کے شہر "نہ" میں بھی داخل ہوئے شام حجاز مکہ کے شہروں میں بھی آپ شریف ہو گئے بہت سے شیوخ کی آپ نے زیارت کی تین ہزار اور چھ سو شیوخ سے آپ نے علم حاصل کیا۔ آخری عمر میں طلبِ حدیث کے لیے آپ نے اصفہان کا ارادہ بھی کیا۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے کتابتِ حدیث کی وہ اسلام کی عداوت حاصل نہیں کر سکتا۔ ان کی دعا میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے خود بھی اپنی مشل کسی کو نہیں دیکھا۔

ان اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی زہد متقی بہت قیام کرنے والے اور بہت محنت و کوشش کرنے والے بکثرت روزہ رکھنے والے قاصد تھے پندرہ ماضی بقضاء اللہ تھے۔ انہوں نے ۳۷ سال کی عمر پائی لیکن کسی انسان کی پینت میں انہوں نے ہلکی تک داخل نہیں کی۔ ان پر کسی شخص کا سفر حضر میں کوئی احسان نہ تھا۔

پوری زندگی میں جو کتابیں جمع کی تھیں وہ وقت کر کے اپنے اہل مسلمانوں کے لیے چھوڑ دیں وہ اپنے زمانہ کی تاریخ اور بقیۃ السلف والکلف تھے۔ بہت ساری کتابوں کے مصنف تھے۔ شادی نہیں کی تھی۔ جب موت کا وقت قریب آ گیا اور جان کی کا عالم تھا تو ہنرمند فرما رہے تھے جیسا کہ کوئی غائب آدمی اپنے اصل خیال کے پاس جا رہا ہو۔ یا جیسے ملک اپنے مالک کے پاس آ جائے ۳۲۵ھ میں ہی میں اپنے مقام پیر علی میں ہی وفات پائی۔

قید و بند کی صعوبت بھی:

(۳۶) پندرہ کروہ اپنے وقت میں علم زہد ورع اور تقویٰ میں دنیا کے امام کا جو بلد اللہ اعرام کہہ کر سہ کی طرف علماء و مشائخ کی ملاقات اور حج بیت اللہ کے سفر کے دوران گرفتار ہوئے۔ اور عرب بادیا میں لوگوں کے چرانے کی خدمت آپ سے لی گئی جب کہ آپ علماء خراسان کے شیخ تھے۔ حاج الدین اسکی نے "طبقات الشافعیہ الکبریٰ" میں ابو اسطر ابن اسمعانی منصور بن محمد کے احوال میں لکھا ہے کہ وہ مفسر فقیر ادیب الفراء ذری متقی پھر شافعی الحسب تھے (ولادت ۳۲۶ھ وفات ۳۹۹ھ رحمہ اللہ)

جنہوں نے ابن اسمعانی کے نام سے شہرت حاصل کی۔ ان کے بارے میں سبکی نے کہا کہ دنیا میں ان کا ذکر عام ہوا اور تمام دنیا میں ان کی خوشبو پھیلی کتابتِ انساب کے مصنف ابوسعید اسمعانی کے دروہ تھا ۳۲۶ھ میں آپ خراسان سے بغداد شریف لے گئے وہاں کے فقہاء کے ساتھ آپ نے بحث و مباحثہ کیا۔ پھر وہاں سے حجاز کے لیے آپ نے معروف آمد و رفت کی شاہراہ چھوڑ کر دروازہ استیقا رکھا اس لیے کہ معروف شاہراہ پر عربوں کے طلبہ کی وجہ سے آمد و رفت کا سلسلہ منقطع تھا۔ راستہ میں آپ اور آپ کا ساتھی ڈاکوؤں کے زورے میں آ گئے۔ اور آپ قید ہو کر خانہ بدوش عربوں کی قید میں مجبور و استقامت کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ کریم نے آپ کی رہائی کے اسباب پیدا فرمائے۔

آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں صحرا میں داخل ہوا اور عربوں نے مجھے پکار لیا وہ مجھے اونٹ چرانے کے لیے بھیجتے لیکن میں نے بھی ان پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں کچھ علم بھی جانتا

رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ هِيَ أَشَدُّ مِنْ قُوَّةِ الْغَيْبِ وَهُوَ بَاقٍ فِيهِمْ

(۱) ان کے والد گرامی قدر چاندروں کی سریاں فروخت کرتے تھے نام ابو مسعود انجلی رحمت اللہ جب ان کی دکان پر سری خریدنے کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے ان کو دکان میں ان پر سری فروخت کرنا ان کی شان کے خلاف سمجھ کر انکار کر دیا اور مسجد میں بٹھا کر ان کی تکریم بجالائے اللہ کریم نے ایک محدث فقیہ کے احرام کی وجہ سے ان کے صاحبزادے کو علم حدیث کے لئے قبول فرمایا اور وہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم اور امام بن گئے۔

(۲) حافظہ مزمارہ اسی نے طلب علم کے لیے کثرت کے ساتھ سفر کئے ابو جعفر احمد دینی کہتے ہیں کہ طلب علم کے لئے یہ پوری دنیا میں گھومے ہیں آپ فقیر تھے کچھ آپ کے والد چاندروں کی سریاں فروخت کیا کرتے تھے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۳) اور اس سے کثرت شیوخ کا حال بھی معلوم ہوا جن کی تعداد (۳۰۰۰) تین ہزار چھ سو تک ہے یہ ایک بہت بڑی تعداد ہے جو ہمارے سامنے اس شخصیت کی تصویر کشی شدہ کی نفس کے پیش کرتی ہے جو ہر خوبصورت پھول کے پاس پہنچنے کے اس کا بہترین حصہ حاصل کر لیتی ہے۔ اور یہ کہ زمین کے مختلف اطراف میں شیوخ سے استفادہ کے لئے انہوں نے کس طرح طواف کئے گو یا کہ مسافرت اور غرب الہیاری ان کا محبوب مشغلہ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ان کا مسکن بن گیا تھا۔

جیسا کہ ایک عربی شعر کا ترجمہ ہے "اور مہرق مزامن انسان کو گھر زانی و ممال اور پڑوسی نہیں دیتے دیتے" اس نے دوری سے محبت کی اس کی جہاں کا سفر کیا ہوا جیسا کہ اپنے وطن کی طرف سفر ہوتا ہے۔

(۴) اور ان کے شیوخ کا ان سے روایت کرنا ان کی معرفت علمی اور شرف مقام تحصیل علمی کا پتہ دیتی ہے کہ ان کے علم کے محتاج اکابر شیوخ مشن خطیب بغداد اور ابن ماکولا بھی ہو گئے۔

(۵) اور ان کے احوال سے ان کی قوتِ حافظہ کا پتہ بھی چلتا ہے ان کو پہلی بھرتی کتاب بھی

کہا جاتا تھا۔ کہ انہوں نے ستر مظاہر کے سوا ایک مرتبہ کے سارے حفظ کر لئے تھے۔

(۶) لہذا اس میں ایک یہ مفرد بات ہے کہ امام غزالی سے سمجھنا کا سارے کیا ہے اور یہ سارے سمجھ بھاری کے اس سارے کے علاوہ ہے جو انہوں نے ابو حنیبلہ انصاری سے کیا تھا۔ امام غزالی کی زندگی کا ایک تاباک نمبر ہے۔

(۷) اور اس سے امام غزالی صوفی کا ایک محدث سلفی کے اکرام کا حال بھی معلوم ہوتا ہے اور اس کے درمیان تمامات حضرت غزالی اور فقر برات کا بیان بھی ہے۔

(۸) اور یہ کہ عمر الزدجالی انتہائی فقیر و عیالدار بڑے کتبے کے سربراہ ملامت کے نقش قدم پر چلتے۔

(۹) اور یہ بھی کہ محدثین اس بات کو ناپسند سمجھتے ہیں کہ محدث بیان حدیث اس نسخہ کے علاوہ دوسرے نسخے سے کرے جس میں اس نے پڑھا ہو لیکن یہ حافظہ کے زیادہ ہونے کی دلیل ہے۔

(۱۰) اور یہ کہ تحصیل علم کے شوق میں سخت سردی کی وجہ سے ان کی انگلیاں شل ہو گئیں یہ علمی شوق ان کے دل میں کچھ بگڑیں ہوا اور اس شوق کے لئے تکلیف برداشت کرنے کی طاقت ان میں کیسے پیدا ہوئی "مغربی و مجشری کا شوق علم میں سخت سردی سے پاؤں مضائقہ ہونے کا واقعہ بھی آئے گا۔

ابن رومی شاعر نے ج کہا ہے (ترجمہ) "اگر اللہ کریم کے پیرائش کے معاملہ میں کتابت نہ ہو تو یہ فضائل گوشت پوست میں پیدا نہ ہو سکتے"

کتنی حسرتیں قبروں میں مدفون ہیں:

(۳۹) حافظہ دھمی "تذکرۃ الفقہاء" میں حافظہ محمود البیروانی "ابو جعفر حسن بن محمد بن ابیہم البیروانی" (وفات ۳۶۶ھ) کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

سعدانی کہتے ہیں کہ میں نے حافظہ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد انصاری البیروانی جو قوام امروہ کے لقب سے مشہور تھے "البیروانی" کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ البیروانی نے

ابن علقمہ اشعر ازی کی طرف سفر کیا۔ یہ آخری شخص ہیں جنہوں نے ان کی طرف سفر کیا ان کے بعد اپنے والد کے ساتھ عبدالرحمان بن ابراہیم غسانی کی طرف سفر کیا وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نیشاپور گئے تو میں داخل ہوتے ہی حمزہ بن علقمہ کے گھر کی طرف چلا جا رہا تھا کہ مجھے ایورستانی ملے انہوں نے ڈانٹ کر کہا پہلے آؤ کہ میں تمہیں کھانا کھلاؤں۔ انہوں نے میرے سامنے کھانا رکھا میں نے کھا کھانا پھر انہوں نے ابن علقمہ سے جو کچھ من رکھا تھا کمال لائے اور کہا وہ فوت ہو گئے ہیں میں نے ان کو دفن کر دیا۔ عبدالرحمان کہتے ہیں کہ اس خبر سے میرا کعبہ پھٹنے لگا۔

استاد عبدالفتاح کہتے ہیں کہ اللہ علقمہ پر رحم فرمائے کہ ان کو شیعوں سے ملاقات کی وقتی عرض ملی اور ملاقات نہ ہو سکی کہ صورت میں ان کو سخت وزن و مال ہوئے اور یہی حسرتیں وہ اپنے ساتھ لے کر قبروں میں چلے گئے۔ اس بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے (ترمذی) "ان سے علیک ملیک کی توفیق ہی نہ ہوئی کہ وہ اپنی راہ چل دے اور کئی حسرتیں قبروں میں مدفون ہیں۔"

میں نے زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا:

(۳۰) حافظ ابن رجب منبلی نے "ذیلی طبقات النجاشیہ" میں قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاری قزوینی بلخاردی القاضی اشعر۔ المعروف قاضی بارسان (ولادت ۳۳۲ھ و وفات ۳۹۵ھ درمراتھ) کے احوال میں لکھا ہے۔

کہ ان کے شاگرد ابن معانی نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ عارف باعلوم تھے صاحب فن اچھے کام والے بیٹھی گفتگو کرنے والے نئے خوبصورت کاورے والے تھے۔ میں نے کسی کو ان سے زیادہ فن کا جامع نہیں دیکھا۔ ہر علم میں ان کی گہری تفرقی۔ سرعت کے ساتھ لکھنے والے اور حدیث کی اچھی قرات کرنے والے تھے۔ میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی لغو و لعب میں ضائع نہیں کیا اور میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں سفر میں تھا روہیوں نے مجھ کو بڑھ سال قید کئے رکھا جبکہ پانچ ماہ طوق میرے گلے

میں اور بڑی سیرے پتھر پاؤں میں پہنا دی وہ مجھ کو کہا کرتے تھے کہ تم (نعمۃ اللہ) حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہو۔ تاکہ ہم تمہارے حق میں فیصلہ کر سکیں میں ان کے کہنے کے مطابق نہ کہہ سکا تھا اور اس سے انکار کرتا رہا۔ جیل خانہ میں ایک مسلم بچن کو روہی رسم اللہ کھانا کرتا تھا میں نے بھی اس سے اپنا سامان میں روہی رسم اللہ کھانا۔

امام زحمری کی ڈانگ کا ضائع ہونا:

(۳۱) قاضی ابن علقمہ نے "ذیلیات الامامان" میں عربی و علوم عربی کے امام محمود بن عمر الخوارزمی الخمری (۳۶۷-۳۸۸ھ درماتھ) کے احوال میں لکھا ہے۔

کہ میں نے بعض مشائخ سے سنا کہ زحمری کی ایک ڈانگ پکارا جی نیشا پور کے نہارے چلنے تھے۔ ان کے پاؤں کے ناکارہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ خوارزم کے بعض شیروں کے مابین سفر کے دوران ان پر سخت برف پڑی ہوئی۔ سخت سردی کی لپیٹ میں آنے کی وجہ سے آپ کا پاؤں ناکارہ ہو گیا تھا۔ ان کے پاس ایک رجسٹر ہوا کرتا تھا جس میں بہت سارے لوگوں کی شہادتیں درج تھیں کہ ان کا پاؤں سردی کی وجہ سے ناکارہ ہونے کے سبب سے کاٹا گیا ہے۔ یہ رجسٹر اس لئے ساتھ لے بھرتے تھے کہ جس کو صحیح صورت حال کا علم نہ ہو وہ شاید یہ نہ سمجھے کہ ان کی ڈانگ کسی مشکوک سرگرمی کی وجہ سے کاٹی گئی ہے۔ برف اور سردی کے اثرات بہت سے لوگوں پر ہوتے ہیں۔ اور ان کے اعضاء ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً خوارزم کے شیروں میں کہ اس انتہائی سردی ہوتی ہے۔ میں نے بہت سارے لوگوں کا مشاہدہ کیا ہے جن کے اعضاء سردی کی وجہ سے ناکارہ ہوتے ہیں جس شخص کا علم نہ ہو تو وہ اس کو عید نہ سمجھے۔

شیخ عبدالفتاح ابوخلدہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابن اسحاق بنی قسطنطنیہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ ماسکوس میں سردیوں کے موسم میں ایک شخص کو دیکھا وہ سخت سردی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں سے اپنے کانوں کو لے رہے تھے کہ ان کا کان گل کر ان کے ہاتھ میں آ گیا۔

اے بیٹے یہ جان لو کہ میں نے بھی "الصالح" کے سماع کے لئے اپنے والد کے ہمراہ پیدل ملاوہ دادی کی طرف سفر کیا تھا۔ قہر بات اور بوجھ تک میری عمر اس وقت دس سال سے بھی کم تھی۔ میرے والد میرے ہاتھوں پر دو چتر رکھ دیا کرتے تھے اور فرماتے ان کو اٹھائے رکھو میں ان کے خوف سے ان چتروں کو ہاتھوں میں تھامے ہوئے چلا رہتا تھا وہ مجھے دیکھتے رہتے تھے۔ وہ جب دیکھتے کہ میں تھک چکا ہوں تو فرماتے ایک پیچک، دوں ایک پیچک دیا جس سے میرا بوجھ کچھ ہلکا ہو جاتا تھا میں چلا جاتا تھا یہاں تک کہ میری قضاوت ان پر بھی واضح ہو جاتی تو مجھ کو فرماتے تم تھک چکے ہو۔ میں مارے خوف کے کہ ان کی نظر نہ پڑے کہ چلنے میں اتنی سستی کیوں کر رہے ہو؟ میں کچھ دیر ان کے سامنے بیٹھ چلا رہتا اور قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاؤں پھر وہ کھٹکواٹھا بیٹھے۔

فرماتے ہیں کہ رات میں ہم کوڑھیندار ملنے تو وہ میرے والد کو کہتے کہ شیخ مصطفیٰ یہ ہیں دے دیں تاکہ ہم سواری پر اسکو بوشک بٹھائیں میرے والد جواب دیتے کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی طلب کے لئے سوار ہو کر جائیں بلکہ ہم تو اپنے پاؤں پر چل کر جائیں گے اور جب یہ چلنے سے عاجز آجائے تو اس کو گودھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت و اجلا شان اور قرب کی امید کے لئے اپنے سر پر اٹھائیں گے۔ ان کے اس حسن نیت کا ثمرہ یہ نکلا کہ اللہ نے مجھ کو اس کتاب اور دوسری کتابوں کے سماع سے اتفاقاً وہ پہنچا کہ میرے ہم عصروں میں اب میرے ملاوہ اور کوئی موجود نہیں اور اب وہ خود مختلف شہروں سے میری طرف چل کر آتے ہیں۔

پھر انہوں نے ہمارے ساتھی عبدالہانی بن عبدالنبار کو کہا کہ وہ میرے سامنے حلوہ رکھ دیں۔ میں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہؓ کے جزو کو بڑھ لیں میرے لیے طواکھانے سے بہتر اور چھو زیادہ محبوب ہے۔ تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ جب طعام داخل ہوتا ہے تو کام نکل جاتا ہے۔ انہوں نے طواکی ایک بڑی پیٹ ہمارے سامنے رکھ دی ہم نے وہ کھائی اور وہ جزو نکال کر لائے۔ میں نے اسلئے سوال کی درخواست کی وہ اسلئے بھی لائے اس میں جزو بڑھ کر خوش ہو گیا اللہ کریم نے "اصح" کو غیرہ کے سماع کا نتیجہ کچھ موقع میرے فرمایا ہم براہِ ران کی

خدمت میں حاضر ہاں رہے۔ یہاں تک کہ سفل کی رات ۶۷ زینعد ۵۵۵ھ کو وہ فوت ہو گئے ان کی وصیت کے مطابق ہم نے ان کو شیعہ میں انکے مشائخ کے پاؤں کی طرف دفن کر دیا۔

جب ان کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو محمد بن قاسم صوفی داخل ہوئے اور ان پر ہتک گئے اور کہا کہ حضرت "یحییٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ انہوں نے ان کی طرف نظر ڈھائی اور یہ بتایا "بسیات قومی معلومون بسا غفرلی دین وجعلنی من المکرمین" پڑھیں تو محمد بن قاسم اور دیگر اصحاب حیران و ششدر رہ گئے اسی کے بعد برابر چڑھتے گئے کہ سورت شمع ہو گئی۔ اور زبان سے نکلا۔ اللہ اللہ صلی پر بیٹھے انہوں نے وفات پائی۔

شیخ عبدالفتاح درمذہب فرماتے ہیں کہ کیا اشغال تھا صحت حدیث کا اور حصول حدیث کی کسی غربت تھی اور ایک سات سالہ بچے کو صحت حدیث کیلئے جانے کا کیا نامور حیلہ تھا اور کیا عجیب وسیلہ ہے پہلے دو چتر ان سے اٹھوا پھر ایک ایک کر کے اٹھا لیتے تو ان مشقت آسان کرنے اور مشقت برداشت کرنے کی تربیت تھی اور ان میں عزم و ثبات پیدا کرنا تھا اور طویل سفر کی صحت برداشت کرنے کی شدید قوت اور عادت ڈالنے کی مشق تھی ان کے ہم عمروں کا اہم شکیل کم کو در داخل کر دینے والی اشیاء کے ساتھ وقت گزارا اور کھانا چٹا تھا۔

ان بھی مسلمانوں کے اس طرح فخری عادت شوق کی وجہ سے سنت مطہرہ ان شہروں میں ان کے سینوں میں زخموں کی زبان عربی تھی لیکن ان ممالک کے باشندوں میں اور حنفیوں کو ان میں عربی زبان اور سنت نبوی کی محبت تھی۔ اللہ فرمائیے ہمارے استاد اور شاگرد عالم میر غنی پڑھایا کرتے تھے کہ عربی زبان میں گفتگو کرنا عبادت ہے اسی وجہ سے انہوں نے اپنی تمام تر ملاقاتیں حنفیہ اور سنت نبوی کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھیں جس کی وجہ سے یہ حضرات علاقہ کے محدثین کے آشیانے بن گئے یا مسندین کی توجہ کا مرکز اور شیوخِ محدثین کے مجمع کے مقامات کمالِ امت اور بڑے بڑے اہل بیت کے پیدائشی کی جگہیں بن گئی تھیں واللہ

ان سے روایت حدیث بھی کی۔

[illegible]

ابو سعد نے علوم حدیث اور مختلف اقسام حضرت کے فصول کے لئے شیوخ کی کثیر تعداد سے خلافا میں گئیں ان کے مشائخ میں محمد بن طحاوی، فقہاء، من علم مفسرین، قرأوا عظیمین، ادیب شعراء، وادعوی شامل تھے ذہن انتہاء نے کسی سے ان کے شیوخ کے ذکر میں سنا کہ ان کی تعداد سات ہزار تھی اس وجہ کمال کو کوئی نہ بھی نہ پہنچ سکا۔

مشائخ کی اتنی بڑی تعداد سے ملاقات بہت زیادہ حد درجہ کی تقاضی ہے۔ البتہ میں اتنی ملاقات بھی کر دے گا اتنی مشقت کو برداشت کر سکیں گا اور ان گناہوں کو سر کر سکیں جو ان کے سامنے آئیں۔ مشائخ سے ملاقات میں جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتے تو صرف وہاں کے مشائخ سے ملاقات پر اکتفا کرتے بلکہ قریب وجود کے وہاں مقولوں کے مشائخ سے بھی کسب فیض کرتے، ایک ہفتے سے دوسری ہفتی اور ایک محلہ سے دوسرے محلہ جاتے۔ راستہ میں

تاریف ادا دہوئے اور شاہ قہر لیس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان کے مشائخ اور ہم حضروں کی ایک جماعت نے ان سے تاج کیا اور ان سے حافظ ابو القاسم بن عساکر اور ان کے صاحبزادے قاسم بن عساکر اور احمد بن تکیہ بن عبدالحق بن یونس صاحب ابوالدین عبدالحق بن محمد بن عساکر کو اپنے صاحبزادے ابو اسحاق عبد الرحیم بن اسماعیل بن یوسف بن المبارک الخفاف اور دوسرے لوگوں نے رواج کیا۔

زمین کو سطر سے تہہ ہالاکرنے کے بعد جب اپنے شہر نژدہ وہاں آئے تو پھر وہیں
 اقامت اختیار کر دی اور بی وفاق و ایمان حدیث میں مشغول ہو گئے اور سر محمد بن ابیہوں
 نے وفات تک ملک میں خرد و شامت کی حدیث اور اس کے جملہ فنون کے ساتھ ان کو چون کی حد
 تک لایا تو ان کے شاگرد اور سامعی حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے تاریخ و وضع میں ان کا
 تذکرہ کیا ہے اور ان کی تعریف میں لکھا ہے کہ وہ فرامان کی مشیت میں بلا مد مقابل تھے یہ
 مقام ان کو بوجہ صدق و معرفت از ان کی کثرت تاریخ اور تعین کردہ کتب کی وجہ سے حاصل ہوا
 سنت کی نثر و شامت کے لئے اللہ ان کو نذر رکھے اور اللہ کے اعمال کی توفیق دے۔

شیخ ابوسعید رحمہ اللہ ۵۹۲ھ تک ربيع الاول کی رات کے آخری ثلث میں خروہ شہر میں فوت ہوئے اور غزوات کے قبرستان شجرہ ابن میں دفن کئے گئے۔

حافظ دھیمی نے ان کی تعریف اور ان کو بلند القاب سے ڈکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ بہت دھیمیں سمجھو، زبردی اور پر لطف کہنے والے تھے انہوں نے تدریس کی اور افتاء کا کام کیا۔ وہ علم کا اظہار کروایا۔ وہ حافظ اور جنت تھے۔ سب ازواج والے تھے عادل اور جبار تھے۔ ابھی سرت والے اچھی صحبت والے اور بہت چوکھنڈ کرنے والے تھے۔ ابن الجار حافظ امام مہم ورث زمانہ عمر پر محمود بلند ادبی نے کہا کہ میں نے کسی سے تکرہ کرتے ہوئے ان سے ان کے شیوخ کے بارے میں سنا کہ ان کے شیوخ کی تعداد سات ہزار تھی اس حد تک کوئی بھی شیخ کا تھا۔ وہ پر لطف تعاقب والے تھے۔ اپنے اصحاب کے ساتھ کثرت کے ساتھ پر لطف محنت و حراں اور اشعار میں۔ یعنی بہت ہی عریف الطبع تھے حافظ اور دوسرے متذکر نے والے تھے۔ ٹیڈ ہے۔

گیوں اور دروازوں سے اور کانوں سے نکلا ہو اُنقل کرتے تھے یہاں تک کہ سڑک کے راستے میں بھی سارے کرتے تھے اور اطلاع سے مذاکرہ کرتے تھے۔

ابوسعہ نے ایک سو سے زیادہ مشروں کا سڑکیا۔ بعد میں ان کے نام بھی ذکر کئے جائیں گے ان کے اسفار میں تین سلازم ہیں۔

پہلے سڑکی مدت تقریباً بیس سال تھی۔ وہ قراسان سے شرقا شام سے غربا عراق سے ثمان اور حجاز کی طرف سے نونا ہوا تھا۔ یہ سفر ۵۳۹ھ سے ۵۴۰ھ کے دوران ہی پچھلا تھا۔

استاذ مہر الفلاح فرماتے ہیں کہ سلازم شیخ عبدالرحمان اصفہانی نے اس سفر کے ایک حصے کی جو روئید انکس ہے بیس دو اُنقل کرتا ہوں شیخ رحمانہ فرماتے ہیں۔

کہ ابوسعہ اصفہانی کے والد کا انتقال اس وقت ہوا جب ان کی عمر ساڑھے تین برس تھی اس کے بعد ابوسعہ کی کنکالت ان کے چچا نے کی یہ تمام کبار علماء کرام تھے انہوں نے ان کی بہت اچھی تربیت اور نگرانی کی انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا فقہ حنبلت اور ادب کا علم حاصل کیا حدیث کی ساری دوا اپنے چچاؤں کے ساتھ کرتے تھے اور جب میں برس کے ہو گئے تو پھر انہوں نے خود سارا شروع کر دیا ان کے چچاؤں نے ان کو سوائے سفر آخرت کے تہا سفر کرنے کی اجازت نہ دی۔

ابوسعہ نے فیشاپور کے سڑکے لئے ان کی بہت محنت حاجت کی تا کہ وہ صحیح مسلم کی ساری اس شیخ سے کریں جو اس کی روایت میں متروک بھی ہیں اور مصر بھی یعنی شیخ فاضل بن ابی جعفر محمد بن الفضل القزواہی جنہوں نے طویل عمر ۳۳۰ھ سے ۵۳۰ھ تک پانی اور عمر کے اس حصے تک پہنچے تھے کہ روز ان ان کی وفات کی توقع کی جاتی تھی وہ اپنی حالات طم کے ساتھ ساتھ صحیح مسلم کی روایت غالی سند کے ساتھ کر کے میں متروک تھے ان کے اور امام مسلم کے درمیان صرف تین واسطے تھے۔ جبکہ دونوں کے ہمہ وقت میں ۱۵ سال کا فرق ہے۔ مگر وہ فوت ہو جائے اور ابوسعہ ان سے سارے نہ حاصل کرتے تو یہ ان کے دل میں ایسی حسرت ہوتی جو کبھی منحل نہ ہو سکتی ان کے چچاؤں نے ان کو پانچ سال کی عمر سے پہلے سڑکی اجازت نہ دی اور جب سفر کی اجازت دی تو تہا سفر کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ ان کے چچا ابوالقاسم احمد بن منصور

اصفہانی ان کے ساتھ ہوتے۔

ابوسعہ کا سیزاس ناچوندہ و عمر مانی سے تھک ہوا جب انہوں نے فیشاپور میں فراوی سے صحیح مسلم کا سارے مکمل کیا۔ ان کے چچا ان کو ملن واپس لانا چاہتے تھے۔ ان سے سوائے اس کے اور کچھ نہ ہو سکا کہ وہ اپنے چچا سے چھپ جائیں اس امید پر وہ درویش ہو گئے کہ چچا انتظار کرتے کرتے تھک آ کر ملن واپس پہنچے جائیں گے۔ اور ابھی کہ پھوڑ جائیں گے اس کے بعد علی مراکز میں حسبِ مشاہدہ محکم ہر کرم حاصل کریں گے لیکن ان کے چچا ان سے زیادہ صبر والے تھے وہ فیشاپور میں مقیم رہے یہاں تک کہ ابوسعہ خود روپوشی سے تھک آ گئے انہوں نے روپوشی قسم کی اور انہیں کے لئے چچا کے ارادہ کے ساتھ اتفاق کر لیا۔

ابوسعہ مسلسل اپنے چچا سے تہا سڑکی اجازت طلب کرتے رہے۔ اور اس پر دلائل دیا کرتے تھے کہ اب ان کے لئے تہا سڑک کرنے میں کوئی مانع موجود نہیں اس معاملہ میں انہوں نے اپنے دوسرے چچا کے ساتھ بھی خط و کتابت کی جو طوں میں مقیم تھے پھر ان کے چچا نے ان کو تہا سڑک کرنے کی اجازت دے دی۔

ابوسعہ فیشاپور لوٹ کر آ گئے وہاں ایک سال قیام کیا پھر وہ دنیا کے علی مراکز کی کئی سالوں تک پھر گئے رہے۔ ان کے اسفار میں وصیت دہر گیری پیدا ہوئی ان کے چچا خزانہ میں دورانِ سفر فوت ہو گئے۔

اس کے آگے صفحہ کتاب "الانساب" میں صفحہ ۱۱ کے گھرانے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہم اس کو نقل کرتے ہیں فرمایا۔

میرے چھوٹے چچا اور استاذ جن سے میں نے فقہ حنبلی اور جن پر میں نے اختلاف اور بعض مذاہب کی تعلیم کی۔ وہ ابوالقاسم احمد بن منصور اصفہانی ہیں۔

وہ ایک فاضل امام عالم بن عمر مفتی اور اعلائے شیعہ شاعر بہت سارے فضائل کے حامل تھے وہ صاحبِ حیاء و وقار ذاتِ نجس اور صبر والے تھے۔ میں نے ان کے شیوخ کے کچھ رسائل منتخب کر کے ان کو سنا دیے اور ان کے ساتھ فرسخ کا سڑکیا اور سفر کی طرف واپس لوٹا شوال ۵۳۹ھ میں ہم فیشاپور گئے ان کا چچا ہمیں میری وجہ سے ہوا کہ مجھے مسلم کے سارے سے

جو تذکرہ کیا ہے وہ نام میں یہاں سے نقل کر رہا ہوں معنی نے لکھا ہے کہ ان ذخائر کہتے ہیں کہ ابوسہری کتب کا جو تذکرہ اور تصانیف کے نام ان کے اپنے خط سے دستیاب ہوئے ہیں وہ ہم اس ترتیب سے ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) قطیب کی تاریخ بغداد کے عجیبے اور عجیبے تقریباً چار سو مجوئے حافظہ وحشی نے کہا میرا خیال ہے ایک مجوئے کا اطلاق آدمی کا لینی ہوتا ہے۔ اس کو ذرا لگی نے "اعلام" میں نقل کیا ہے ان مشکات نے کہا ہے کہ تقریباً ۱۵ جلدوں کے برابر ہے۔

(۲) تاریخ سمرقند ان مشکات نے کہا ہے کہ یہ کتاب ۲۰ جلدوں سے زیادہ ہے۔

(۳) طراز الذهب فی ابواب الطب ایک سو پچاس مجوئے۔

(۴) الاسفار عن الاسفار

(۵) الاماہد والاسماء من طبخ ہوئی حرارت نے اسی کی تصویر چھاپی ہے پچاس مجوئے۔

(۶) تذکرہ القیصر پچاس مجوئے۔

(۷) نظم البلدان پچاس مجوئے۔

(۸) نظم البیوت فی اسی ۸۰ مجوئے۔

(۹) تقوۃ السفر ایک سو پچاس مجوئے۔

(۱۰) التفت والحدید ۲۵ مجوئے۔

(۱۱) بحر العزیز ۲۵ مجوئے۔

(۱۲) الادب فی استعمال الکتاب پانچ مجوئے۔

(۱۳) المناہک ساتھ مجوئے۔

(۱۴) الدعوات الکبیر چالیس مجوئے۔

(۱۵) الدعوات المرادیہ من البحر والنبط پندرہ مجوئے۔

(۱۶) النکت علی فصل الہدیین پانچ مجوئے۔

(۱۷) انامین الہاتین پندرہ مجوئے۔

(۱۸) دخول الجنان پندرہ مجوئے۔

(۱۹) فضائل صلاۃ صبح اسی مجوئے۔

(۲۰) تقوۃ العید فی الطبقات العیدین تیس ۳۰ مجوئے۔

(۲۱) باقی پادشہ اسی مجوئے۔

(۲۲) فضائل الدیک پانچ مجوئے۔

(۲۳) البرساں والاسان پندرہ مجوئے۔

(۲۴) صوم الیام بعض پندرہ مجوئے۔

(۲۵) سلوک الاحباب ورمز الاحباب پانچ مجوئے۔

(۲۶) التعمیر فی نظم وکلیہ تین سو مجوئے اگر اس کی حفاظت ہو تو تحقیق کے ساتھ اس کی بہت زیادہ جلدیں پیش کی۔

(۲۷) قرط العرام الی ساکن الشام پندرہ مجوئے۔

(۲۸) مقام اخصاء بین فی الاسراء مکیارہ مجوئے۔

(۲۹) الاسراء والاصناف تیس مجوئے۔

(۳۰) ذکر بنی صیب وعل وشرقی مشرب نزل تیس مجوئے۔

(۳۱) الیامی پانچ سو مجوئے۔

(۳۲) فوائد الملوک وروسو مجوئے۔

(۳۳) فضل البحر پانچ تین مجوئے۔

(۳۴) الاخطار فی رکوب البحار۔

(۳۵) النہد یہ تین مجوئے۔

(۳۶) تاریخ العرب والافغان فرین من الروا پندرہ مجوئے۔

(۳۷) الانساب تین سو پچاس مجوئے۔

(۳۸) الیامی ساتھ مجوئے۔

(۳۹) المغوار الخفوز وعلوی تیس مجوئے۔

(۴۰) تقدیم الجنان الی الفیضان ۲۵ مجوئے۔

(۴۱) اصلاحاتی دس مجموعے۔

(۴۲) الصدوق فی الصادق۔

(۴۳) الریح والنسار فی الکلب والبقار۔

(۴۴) الریح الار تائب عن کتاب الکلب چار مجموعے۔

(۴۵) النورانی الاوطان والنزاعی الاخوان جنتیں مجموعے۔

(۴۶) مختصر الامام علی خلیفہ مصلح الامام دوم مجموعے۔

(۴۷) الفتحة المصطفیٰ ائی ساکن العراق چار مجموعے۔

(۴۸) السعد والهدی اکتفا لی سہ تین مجموعے۔

(۴۹) فضائل الشہداء اور مجموعے۔

(۵۰) فضل نبیین دوم مجموعے۔

(۵۱) کتاب النصار۔

(۵۲) کوہم جوساجز او سے کے تالیف ۱۸-۱۷ جزا میں۔

(۵۳) ان کے صاحبزادے ابو اسفلر کی "الحوالی" جس کی تخریج دو جلدوں میں ابوسعید نے کی۔

یہ ان کی اکثر تصانیف کے نام ہیں۔ باقی پندرہ کتب کے نام وہ جاتے ہیں یہ تمام

تصانیف انہوں نے دس سال کے عرصہ میں مکمل کیں۔ جب انہوں نے ۵۵۴ھ میں نزوح میں

آ کر مستقل سکونت اختیار کی تھی۔ ان ۵۶۳ھ میں وفات پائی۔

یہ وہ شہر ہیں جن کا انہوں نے پیادہ پا سفر کیا یہ تقریباً ۹۰ سال پہلے کی بات ہے جب

گازی ہونانی جہاز بحری جہاز ریل گاڑی کا وجود تک تھا سفر کا وسیلہ غراء کے لئے پاؤں امراء

کے لئے جانور ہوا کرتے تھے اور اہل علم کے لئے جانور بھی بنیے تھے۔

میں نے ان کے شیوخ کا تذکرہ بالتفصیل نہیں کیا جن کی تعداد سات ہزار تھی جیسا کہ

پہلے ذکر ہوا انہوں نے خود اپنے مشائخ کے بارے میں کتابیں لکھیں جو کئی جلدوں پر مشتمل

ہیں۔

آپ اپنے رب کو حاضر و ناظر کر کے کہیں کہ اس عالم انسان کو کیا شوق علم تھا جس نے

ان شہروں کے پھرنگائے اور راجی بڑی قوم سے ملاقات کی ایسے زمانہ میں جب وسائل میسر نہ

تھے اور اگر تھے بھی تو نہایت ہی نگیں و ضعیف اور کس شوق سے انہوں نے یہ کتابیں تصنیف کیں

جن کے ناموں اور حصوں کی تعداد سے کان و بہت زدہ ہو جاتے ہیں یہ کتابیں انہوں نے

صرف اپنے علم سے تحریر کیں مواد خود نہیں کیا تا یلیف و تحقیق کی ان کا غیر کثیر اقلہ کے لئے ہو کہ

انہوں نے عقلی بحث اور تکلیف برداشت کی اور عقلی زیادہ وقت کی تحصیل علم اور خدمت علم کے

لیے عقلی خلاف عادت طاقت صرف کی۔

امام ابوسعید اسماعیلی کے احوال کی دس طوالت کے لئے میں معذرت خواہ ہوں لیکن اس

قد رطل دینے سے میرا مقصد یہ تھا کہ یہ احوال خود تحریر ہو جائیں اہل علم اور طلب علم کو سستی اور

سکندری سے نکالنے کے لئے علم کی فرحت اور نشاط کی طرف باوجود انحصار کے جہاں پر احوال

ابوسعید کے مقام رفیع کا پتہ دیتے ہیں وہاں یہ عزائم قلب کا محرک اور محبوب علم کے لئے کھلنے کا

عزم بھی پیدا کرتے ہیں اور راجی یاد کے باقی رہنے کا ذریعہ بھی ہیں۔

میں نے ساٹھ سال میں اسکندر یہ کیا مینار نہیں دیکھا:

(۵۴) یہ تذکرہ امام حافظ الطغی کا جز زیادہ سفر کرنے والے معزز جامع مقامات علماء میں سے

ایک ہیں جو اپنے زمانہ میں اقلی میں مشہور ہوئے اور بعد میں آنے والوں کے لئے تاریخ

میں داخل ہو گئے چاہے ان کے شیر کے تھے یا دوسرے شہروں کے جن کی شہرت مشرق و مغرب

میں پھیلی وہ خود تاریخ بن گئے۔

میں ان کے احوال کے کچھ پہلے "تذکرہ اہل حق" اور "طبقات الشیعہ الکبریٰ" سے نقل

کر چاہوں جو انہوں نے مشترک طور پر نقل کئے کہ وہ حافظ ملا۔ شی الاسلام محمد الدین ابو

طایر۔ احمد بن محمد بن احمد الشافعی۔ لا صفہانی اسکندری "المعصر" حافظوں کے حافظہ بھج اعظم

والہدیت کے مصنف پر ۱۰ سال کا ذکر ہے ہیں۔ اعلیٰ پائے کے محدث "ابو جہان" ریح القوی "علاء

ضابطہ" لکھن جے ۱۲۷۵ھ میں اصحابان میں پیدا ہوئے۔

آپ کی شہرت سنی لقب کی وجہ آگے دوا احمد کی نسبت سے ہوئی ان کا لقب بلفظ
سین کے سرور اور امام کے لقب سے بھی خطہ ہے جس کا سنی میں ہونٹ ہے (ان کا ایک ہونٹ پنا
ہوا تھا جس کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سین ہونٹ ہوں)۔ بعض سنی منسوب علی اسلاف
مراد لیتے ہیں جو کبھی ہے مگر نسبت معلوم ہونے کے بعد۔

اس امام نے بچپن سے شرف و اہل حالت میں پائی کرتا پڑا بابت شہرت حفظہ تفصیل
علم۔ جو علم تعلیم و نشر و اشاعت میں بکثرت روزگار رکھتے خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ
میرے شہر اصفہان میں پہلو ۳۹۳ء میں جب میری عمر اسی برس تھی اور چھ پر ہال بھی نہیں
آگے تھے۔ لوگوں نے مجھ سے اسباب علم کیا تھا۔

اپنے شہر کے شیوخ سے اخذ علم کے بعد آپ اصفہان کو ۳۹۳ء میں چھوڑ کر بغداد چلے
گئے اور پھر دوسرے اسلامی ممالک کا سفر کیا آپ نے طلب حدیث کی اور ۱۱۱۱ء تکے اور
روایات میں قرآن چڑھا اور آپ نے اپنے زمانہ کے اساتذہ علم سے نقل و نقل اور ادب
حاصل کیا۔ امام صاحب اس حال میں حج و شام کرتے کرتا پڑا آپ کے عصر طلب علم میں
بیشمار گزراں رہتے۔

انہوں نے بغداد میں حافظہ ابو الفتح ب نصر بن احمد بن ابیہ سے سماع حدیث کیا ان کو
خوف تھا کہ کسی میری ملاقات سے پہلے ان کا انتقال نہ ہو جائے انہوں نے ان کی ملاقات کی
ان سے سماع کیا اور ان کی ملاقات سے سرور ہوئے عداوتیں حیدر کہتے ہیں کہ میں نے سنی
کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں شوال ۳۹۳ء میں بغداد میں داخل ہوا داخل ہوتے وقت میرا
مقصود سوائے ابن ابیہ کے دوسرا کوئی نہ تھا۔ میں ان کے پاس گیا وہ ایک بہ عزت شیخ تھے میں
نے ان کو کہا کہ میں اصفہان سے آپ کی وجہ سے آیا ہوں انہوں نے مجھ کو کہا پڑھو میں نے
پڑھنا شروع کیا جسم پر پھوڑوں کی وجہ سے میں تھک لگے ہوئے تھا۔ انہوں نے کہا اس کتے
کو دیکھو۔ میں نے پھوڑوں کی وجہ سے معذرت کی۔ اور ان کے کہنے سے وہ پڑا۔ میں نے اس
وقت صرف سترہ (۷۱) احادیث پڑھیں اور نکل کر پورا پورا میں نے تقریباً سچیں اجزاء
پڑھے۔

بغداد میں انہوں نے ابو بکر طوسی حسین بن علی البصری اور اس طبقہ کے علماء سے بھی سماع
کیا اور اہل کلام اور اہل فہم اسی سے تحصیل فقہ اور خطبہ اشتر بڑی سے لغت کی تحصیل میں
مشغول رہے ابن ناصر کہتے ہیں کہ سنی بغداد میں تفصیل علم میں مشغول رہے گئے۔

انہوں نے کوفہ میں ابو القاسم واصل سے اور مکہ میں حسین بن علی ابیہ سے حدیث میں ابو
الفتح القزوزی سے اور مدینہ میں محمد بن جعفر اشکری سے زبانی سماع کیا اور احمد بن محمد بن زنجویہ
سے حمزہ ان میں ابو القاسم احمد بن محمد اصول سے زبانی سماع صاحب النہر ابو القاسم عبد الواحد بن
اسامیل اصفہانی سے قزوین میں اسامیل بن عبد الجبار اصفہانی سے بغداد میں ابو منصور محمد بن
عبد الرحمن بن غزوہ سے پھر میں ابو سعید عبد الرحمن بن مکان اصفہانی سے واسطہ میں ابو جهم بن
زید بن سے سلسلہ میں محمد بن سعید اصفہانی سے حدیث میں محمد بن الحسن بن فدوی الکوفی سے
شہرستان میں ابو الفتح احمد بن محمد بن رشید وادی سے اسکندریہ میں ابو القاسم بن الحکام اصفہانی
سے سماع کیا۔

انہوں نے دیور و سوادہ تہاوند میں بھی سماع کیا آذربائیجان کے شیروان کا چکر کاہنے
ہوئے آپ در بندک پہلے علماء نصیبین اور جب میں آپ سے سماع کیا آپ تقریباً ۱۹ سال
حالت سفر میں رہے۔ آپ نے اکاسٹر کیا کہ اس کی کثرت بیان جس کی جا سکتی اور اپنے مکتبہ
مرتب خط سے آپ نے کثرت بھی کی آپ نقل ثابت قدم پندار صاحب خبر حافظہ قند اور
مجموعہ فضائل تھے علماء سوادہ پر خرم ہے کہ ابڑا خطا لے آپ سے آگے نہ گئی نہ کسی مدایت کی۔
آپ نے تین عظیم تفسیریں میں میں آپ نے اپنے شیوخ سے جن سے آپ نے استفادہ کیا
تھا کہ تراجم و احوال تین تھے ہیں ایک بھرا ایک جلد کے شیوخ اصفہان کے بارے میں ہے
اس میں چھ سو سے زیادہ شیوخ کا ذکر ہے دوسری بھم شیوخ بغداد کے بارے میں ہے۔ یہ
دو بھم ہے تیسری ”بھم اسطر“ ہے باقی شیروان کے شیوخ کے بارے میں اور ان کی بہت
تصانیف بھی ہیں۔

آپ نے صوبہ لبنان سے اسکندریہ کا سفر کیا اور اس کو اپنا وطن بتایا اپنے سفر سال
کی عمر وہاں گذاری وفات سے پہلے وہاں سے سوائے ایک مرتبہ (قاہرہ میں ابو القاسم قمر شد

بن بھی الدہلی سے مار کے لئے اسے نہیں لگے۔

اوپنی کہتے ہیں کہ میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ کو یہاں ساٹھ سال ہو گئے ہیں اور میں نے اسکندر کے پیمانہ (جو دنیا کے سات اگروں میں سے ایک اگروہ ہے) کو نہیں دیکھا سو اسے اس طاق کے طاق ان کے دروازہ پر لکھوا دیا۔

حافظ عبدالقادر الرحمانی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ وہ اپنے اسکندر پر میں قیام کے دوران بستان اور فرج کی طرف صرف ایک مرتبہ لگے ہیں۔ انہوں نے تمام زندگی در سے کے ساتھ اختر میں گزار دی اور ہم جب بھی محل ان کے پاس گئے تو ان کو کسی چیز کا مطالعہ کرتے ہوئے پایا۔ علاحدہ عبدالعظیم لکھنوی کہتے ہیں کہ سبلی جناب کے والد ارشد تھے اور کتاب پر قیامت فریج کرنے میں بھی ان کو فرج میں ہوا ان کے پاس کتابوں کے ساتے خزانے تھے کہ بعض کتب کے دیکھنے کی فراغت ان کو نہ ہوتی تھی اور شہر کے موسم کی کمی کی وجہ سے وہ آپس میں چپک چپ گھبراہٹ مچا کر چھری وغیرہ سے ان کو الگ کرتے جس کی وجہ سے اکثر ضائع ہو گئیں۔

لیا اوصافہائی نے "المزبہ" میں کہا ہے کہ سبلی نے بہت سکولوں کا طواف کیا ہے اور ان کی طرف درشت سفر کیا تھا۔

ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بالعرف اور جمی من اسکر کرنے والے تھے ان کی وجہ سے ان کے قرب و جوار سے بہت سارے سکرانہ کا ازالہ ہوا ہے مگر کے عید کی خاندان کے سکرانوں کے ہاں ان کا بڑا احترام تھا اور ان کی بات نافذ اصل تھی تاہم جو مذہبی اختلاف کے۔

ان کے لئے مصر کے امیر عادل علی السلاطینے جو کہ سن تھا۔ اسکندر یہ میں ایک دروازہ بنایا اور اس پر اوقاف قائم کی رعداوی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ مصر کا بادشاہ سبلی کی مجلس میں جانا حدیث کے لئے آیا وہ دوران میں اپنے بھائی کے ساتھ کوئی بات کرنے لگا کہ شیخ نے اس کو ڈانٹ پلائی اور فرمایا کہ یہ کیا ہے ہم حدیث چارہ رہے ہیں اور تم باتیں کر رہے ہو۔

ان کے زمانہ میں ان کی آخری عمر میں ان جیسا کوئی نہیں تھا میں نے نہیں سنا سوائے سبلی کے کسی دوسرے شخص کو جس نے دنیا میں پچاس برس حدیث کا درس دیا ہو آپ بڑا با حق والے اور غریبہ کی کفالت کرنے والے تھے انہوں نے سکندر پر میں ایک والدہ خاتون کے ساتھ شادی کی تھی جس کی وجہ سے ان کو فخر کے بعد فخر حاصل ہو گئی تھی ان سے بھی بھی کسی کے حق میں زیادتی کا قصور نہیں ہوا حدیث سنانے کے لئے جب بھی تشریف فرما ہوتے تو اس دوران نہ پانی پیتے اور نہ تو کھیتے اور نہ تو کھاتے یعنی سر میں کے بل بیٹھ کر دلوں پاؤں ایک جانب ٹکا اور زبان کا پاؤں باہر نکالتے علم الدین اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن سبلی کو اپنے بارے میں یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا "ترجمہ" میں اصل حدیث میں جو کہ بہترین جماعت ہے تو اسے جس سے تھوڑا کر چکا ہوا اور امید کہ ان کو برس سے تھوڑا ہو جاؤں گا ان کو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری امید کو پورا کر دیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری عمر سو برس سے تجاوز ہو گئی ان پر ان کی زندگی کی آخری دن یعنی وقت کے دن سورج غروب ہونے تک احادیث پڑھی گئیں اس سے بڑھ چاہے میں بھی وہ قاری کو اس کی مسموئی سی غلطی پر متنبہ کر دیا کرتے تھے۔ ۵۰۰ ریح الاول و ۵۰۰ کہ انہوں نے صبح کی نماز صبح صادق نمودار ہوتے ہی پڑھی اور اس کے بعد اچانک فوت ہو گئے۔ اسکندر یہ میں ان کو دفن کیا گیا وہ تاریخ میں ایک تاریخ تھے اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کو اچھا محلہ نصیب فرمائے۔

یوسف علیہ السلام کے دیر اس کے بدلے انھوں نے کتنے کی کوئی واقعہ نہیں:

(۵۵) اللہ رحم فرمائے امام ابو الفرج عبدالرحمان بن الجوزی (ولادت ۵۹۰ھ و وفات ۶۵۰ھ) پر وہ اپنی علمی انہماک اور تفصیل علم کے شوق میں اپنی جوانی صرف کرنے کو جان فرماتے ہیں۔ اپنی کتاب "میدان القاطر" میں اس انہماک کا قصہ جرائی اور بڑھاپے کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ جس نے اپنی جوانی کا زمانہ علم میں خرچ کیا تو بڑھاپے میں اپنے بڑے ہوئے کے جمل پٹنے پر اس کی تحریف کی جائے گی اور اپنے بیٹے کے ہوئے کی تصنیف سے لذت حاصل کرے گا بدین کی لذت اس سے اگر کوئی لذت اس سے ملے تو لذت ہو تو لذت

علم کے مقابلہ میں وہ بدنی لذت سے کی محسوس نہیں کرے گا جبکہ اس کے ساتھ وہ لذت بھی ہیں جو اس نے مطلوب کے حصول کے لئے تحمل اور غور و فکر میں پائیں۔ بلکہ بعض مرتبہ یہ اعمال زیادہ فرحت بخش ہوتے ہیں مطلوب تک رسائی سے۔ (ترجمہ شعر) "اس کے وصال کی تمنا نے مجھ میں طرب کی کیفیت پیدا کر دی اور بہت سی امیدیں کامیابی حاصل کرنے سے زیادہ قیمتی ہوتی ہیں"

میں نے اپنے بارے میں غور و تاثر کیا اپنے قبیضے کے ان لوگوں کے مقابلہ میں جنہوں نے اپنی عمریں دنیا کا نئے میں گزاریں۔ اور میں نے اپنا چھپنا اور جوانی طلبِ علم میں صرف کی تو مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ کسی ایسی چیز کو حاصل نہ کر سکے جو مجھ سے وہ گئی ہو۔ اسکی چیز کا کچھ کو حاصل نہ ہوتا جس میں اس پر کام ہو جاوے گا میں نے جب اپنے حال پر غور کیا تو میں نے دیکھا کہ میری دنیاوی زندگی ان کی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے اور میرا مقام ان کے مقام سے بہتر ہے۔ اور میں نے جو صرفتِ علم حاصل کی ہے وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

مجھے شیطان بھی نہیں نے کہا کرتا اپنی حکمت اور راقوں کے گمانے کو بھول گیا میں نے کہا اور سے چاہی یوسف علیہ السلام کے دیار کے مقابلے میں تاجھ کٹ جانے کی کوئی وقت نہیں اور جو راست دوست تک پہنچاتا ہے وہ کبھی طویل نہیں ہوتا۔

شعر کا ترجمہ "ابھذا میں کی طرف چلنے کا اچھا بدلہ ہے اگرچہ سواری مشک کی طرح خشک ہو جائے"

سات ماہ کا بحرِ سفر:

(۵۶) حافظ ابو عبد اللہ محمد رشید الاندلسی رحمت اللہ نے اپنی کتاب "الحافظ النصیح فی التصریف بسند الجامع الصحیح" میں بیان کیا ہے کہ حافظ ابو مردان ابوالہادی محمد بن احمد (۵۹۳ھ - ۶۳۳ھ) نے ایک زمانہ تک سمندر میں سفر کیا یعنی سات محرم بروز جمعہ ۵۹۳ھ و شروع کیا۔ اور اسی سال عربی تک عشاء کے وقت بروز جمعہ ۱۰ شعبان کو پہنچے۔ یعنی مشرق کی جانب اس سفر کے دوران آپ روپا میں سات مہینوں سے زیادہ رہے پھر بعض کی طرف توجہ

ہونے سے سات رمضان کو وہاں پہنچے وہاں انہوں نے ابو عمرو بن الصراح سے ان کی علوم حدیث کی کتاب کا نسخہ کیا پھر انہوں نے وہاں پر ہی یہ کتاب ابن الصلاح کو سنائی اور دیگر بلاد مشرق میں بھی سنائی وہاں کے لوگوں نے ان کو بہت بڑا اکابر ان کے اکرام میں مہمانداری۔

بلاد عرب و عجم میں استفادہ:

(۵۷) طلبِ علم کے لئے سفر کرنے والوں میں ایک شخصیت حافظ حذیفہ بن قاری نزار بن امام ابن ابی حاتم بغدادی (۵۸۹ھ - ۶۴۳ھ) رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے تین سو (۲۵۰) برس طلبِ علم اور سفر میں بسر کئے حافظ حذیفہ نے "تذکرۃ الخطاط" میں ان کا لقب الحافظ الامام البارع عارض العصر عقیدہ اعراف "حببت اللہ بن ابی عبد اللہ محمد بن محمود بن یحییٰ بن حذیفہ اللہ بن یحییٰ بن ابی حاتم بغدادی صاحب تصانیف کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا۔

انہوں نے یحییٰ بن یوش عبد الحکیم بن عکبب "ذاکر بن کامل مبارک بن المعطوش" ابن الجوزی اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے سماع کیا۔

انہوں نے سب سے پہلے دس سال کی عمر میں سماع شروع کیا اور پندرہ برس کی عمر میں طلب کی طرف توجہ ہوئے بہت ساری روایتیں انہوں نے امام احمد بن حنبلہ پر پڑھیں اصحاب میں انہوں نے میں انفس انفسی سے اور ایک بڑی جماعت سے سماع کیا فیثا چار برس سماع اور تین سو سے ہزار ۲۱ میں ابودراج نے دمشق میں انہوں سے "معمر میں حافظہ ابن اسفل" سے اور بہت ساری تھوپی سے سماع کیا۔

انہوں نے جمع کیا "حفظہ علی" و نازل لکھے۔ اور بہت زیادہ احادیث کی تخریج کی حدیث اسلام بغداد کی تاریخ لکھی اس پر حاشیہ لکھا خطیب پر مستدرک لکھی جو تین سو ابراہیم حشیشی "آپ اللہ اور حفاظ کے سر فیصل تھے اور اس کے ساتھ آپ حدیث دین کی حفاظت کرنے والے "منازل تذکرہ" ابوبکر اور ابودراج روایت والے تھے۔

ان سے ابو حاتم بن الصابی "ابو العباس القادری" ابوبکر المشرقی "ابو الحسن الطبرانی" ابوالحسن بن بلان "ابو عبد اللہ بن المقرئ" اور دیگر لوگوں نے روایت حدیث کی

ابو العباس بن ہذا ہری نقی ولد بن الحسن بن ابی العالی بن ابی الہی کی اجازت سے ان کے شاگرد ابن السامی نے کہا کہ ان کتابوں کا سفر سترائیں (۷۷) برسوں پر مشتمل تھا ان کے شیوخ کی تعداد تین ہزار ہے۔

انہوں نے درج ذیل کتب کی تالیف و تصنیف کی۔

(۱) کتاب الترمذی فی التفسیر، اس میں انہوں نے ہر صحابی اور ان کی مرویات کا ذکر کیا۔ (۲) کتاب کفر الامام فی السنن والا حاکم (۳) کتاب التوحید والتکلیف، انہوں نے ابن ماکولا کی کتاب کے آخر میں مجھے بھیجے کا اضافہ کیا (۴) کتاب البصیر والتکلیف (۵) کتاب انساب ائمہ شیعہ زنی فلاہ والبلدان (۶) کتاب العوالی (۷) کتاب النجم (۸) کتاب جنت النارین فی معرفۃ الداعیین (۹) کتاب ہفتہ الفاضلی (۱۰) کتاب الکمال فی الرجال (۱۱) ذیل التاریخ (۱۲) فہرست التفسیر فی اخبار المدینہ (۱۳) درود الکلیاء فی مسجد الیاء (۱۴) نزہۃ الوری فی ذکر ائمہ القری (۱۵) الا زحار فی انواع فاشعار (۱۶) میون الفوائد (۱۷) مناقب الشافعی۔

ابن السامی کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھ کو وصیت کر کے کتاب کے لئے وقف کر دیں۔ ۵ شعبان ۵۳۳ھ میں آپ فوت ہوئے اور ایک بڑی جماعت نے آپ کے بارے میں مرچے کھینے، ایک کھینے والے نے کھانا، میری جان آپ کی میت اور جان پر قربان ہوا، آپ کو ذکر آپ کے اخلاق اور آپ کا جسد نکٹا پکڑ لیا۔

اپنے ہاتھ سے دو ہزار جلدات لکھا:

(۵۸) اوصی نے "بصر" اور "کیر" نے "الہادیہ والنجایہ" صدقہ کی "تکتم لہما" فی تکتم لہما، ابن شاکر نے "فوات الوفا" میں مہدالائم المقدسی کی سوانح کی طرح ذکر کی ازین الدین ابو العباس احمد بن مہدالائم ابن محمد المقدسی الحنفی البصری، جس کی سرزمین پرفہرست الشیعہ میں ۵۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور وفات میں ۶۱۸ھ میں فوت ہوئے آپ نے ۹۳ برس کی عمر پائی۔

آپ نے بغداد کا سفر کیا اور اپنے زمانے کے شیوخ سے علم و فراہمی پر حاصل کیا اور اپنے تمام شیوخ سے اپنی استاد اور روایت میں اخراجات حاصل کی۔ اور اپنے زمانہ میں سنۃ الوقت ہو گئے اس وقت آپ سب سے عالی سند تھے، مختلف مکوں کے آپ نے سفر کئے، کبار و عداور حکام و محدثین حقیقہ میں سے ضیاء مقدی البصر زانی اور ابن الجالیہ وغیرہ نے اور ستر غریب میں سے نووی ابن دقین العبد ابن الجبہ، مہامی ابن الخلیا اور ہوت ساری حلقوں نے آپ سے روایت کی آپ مسند محدث اور ائمہ کاتب تھے آپ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے اجرت پر اپنی کتابت کیا کرتے تھے جس کا معرض ہو سکتا آپ بہت تیز لکھا کرتے تھے اسی وجہ سے آپ کی کتب میں بہت سی غلطیاں رہ چکیا کرتی تھیں۔ جس دن فارغ ہوتے تو تقریباً نو کاپیاں لکھ لیا کرتے تھے اور کسی دوسری مشغولیت کے ساتھ دو یا تین کاپیاں (مختصر الخرقی) ایک بڑی جلد آپ نے ایک رات میں لکھی۔

ان مساکر کی تاریخ و دمشق جو بڑی اسی ۸۰ جلدوں پر مشتمل ہے آپ نے دوسری کبھی مافقہ دہی کہتے ہیں کاس کا ایک نسخہ ابوالمواہب مغربی کے وقف میں ہے جو انہوں نے اپنے لئے مختصر کیا تھا۔

پچاس برس تک آپ نے لکھنے کا کام کیا آپ نے اپنے ہاتھ سے دو ہزار جلدیں لکھیں۔ آخری عمر میں چار برس تک بیمار رہے انہوں نے اپنے شیخ ابو الفتح بن محمد المقدسی کی کتاب "المغنی" جو کہ بڑی جلدوں پر مشتمل ہے کی مرتبہ کی۔

انہوں نے بڑے حاسہ اور ضعف کا زمانہ بھی پایا جس میں وہ کام کاج کرنے سے رو گئے تھے اس حالت میں انہوں نے اشعار کہے (ترجہ) "میں کا فہم گھٹا ہے سے عاجز آ چکا ہوں کا فہم گھٹے کے ساتھ اذیت کے بعد میں نے ہزاروں جلدات لکھیں جن میں جہاں بھر کے علوم ہیں سوائے میرے دکھ کے علم انسان کے لئے مذمت و ثناء ہے اس پر عمل کرو عمل مثل علم کے ہے میں زندگی بھر علم طلب کرتا اور لکھتا رہا۔ یہاں تک کہ میں بڑے حاسہ اور ضعف میں چھو کر رہ گیا۔

یثشاب کی جگہ خون کا آٹا:

(۴۹) کتاب کے آخر میں حافظ محمد بن طاہر المقدسی التوتنی نے یہ ذکر کیا ہے کہ آ رہا ہے جن کو دوسرے یثشاب کی جگہ خون آیا جب وہ طلب حدیث کے لئے وہ پہر اور سخت گرمی میں سفر کرتے تو یثشاب کی جگہ خون پہننے لگتا اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تکالیف پر امتدان کو اور عظیم عذاب فرمائے گا اور اللہ نے ان کو ایسے ذکر سے کا کرنا چاہا مگر فرمایا۔

بادشاہ کو لذت علم کی حسرت:

(۵۰) یہ جانتا آپ کے لئے کافی ہو گا کہ غلیظ عہاسی ابو جعفر منصور (عبد اللہ بن محمد) التوتنی ۱۵۸ھ درماتھ۔ جو کہ اپنے وقت میں دنیا اسلام کے سربراہ تھے وہ چاہتے تھے کہ وہ ان محدثین اور علماء کرام کی طرح ہو جائیں اور ان میں سے ایک ہو جائیں جو ان صفات سے متصف تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے حالانکہ یہ وہ علماء ہیں جن کے پاؤں سڑکی پر سے جھل گئے تھے اور ان کے جسم سخت سڑکی معورت سے مر جھا گئے تھے حافظ سیوطی نے "تاریخ العلماء" میں ابو جعفر منصور کی سوانح میں لکھا ہے کہ ان عساکر نے محمد بن مسلمہ ابی نعیم سے نقل کیا ہے کہ منصور کو کہا گیا ہے کہ کیا دنیا کی کوئی ایسی لذت باقی ہے جس کو آپ حاصل نہ کر سکتے ہوں اور آپ کو اس کی تمنا ہو اس نے کہا کہ ہاں ایک چیز باقی ہے اور وہ یہ کہ میں ایک چیز ترے پر بیٹھا ہوں اور میرے ارد گرد علماء اور اصحاب حدیث ہوں اور مجھ سے علماء کرنے والے کہیں کہ انتہا آپ پر ہم فرمائے آپ نے جس کا ذکر کیا تو میں کہوں گا کہ مجھ کو فلاں نے جان کیا اس کو فلاں نے اور فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ اس کے روز صبح سویرے اس کے صحابین اور دروہ کے بچے سیاہی اور کا پیاں اٹھا کر آگئے غلیظہ نے ان کو کہا کہ تم وہ نہیں ہو مگر تم خود اصحاب حدیث نہیں ہو جو میری مراد تھی ان کے کپڑے میلے پکے ہوتے ہیں پاؤں پچھے ہوئے ہاں لمبے ہوتے ہیں مختلف شروں کی لمبی ساتوں کوٹے کرتے ہیں اس کے بعد شخص حدیث کرتے ہیں۔

ابھی حاجت باقی ہے:

(۵۱) اسی بلند وصف کی تمنا ابو جعفر منصور کے ہوتے غلیظہ مامون العہاسی ابو العہاسی عبد اللہ بن ہارون الرشید بن منصور حوثی ۱۸۳ھ درماتھ نے جو ان کے بعد عہاسی غلا میں ساتویں غلیظہ ہیں اور دنیا کے بڑے حکمرانوں میں سے ایک ہیں نے بھی کی محض حافظ راہر حزی نے اپنی کتاب "المختار فی التفاضل بین الراوی والناوی" میں اور حافظ غلیظہ عبد اللہ نے "شرف اصحاب الحدیث" میں نقل کیا ہے کہ ابو العہاسی بن سعید الجوهری کہتے ہیں کہ جب مامون نے مصر فتح کیا تو فرج العلوی الاسود ابو فرج نے کفر سے ہو کر کہا کہ اسیر المؤمنین۔ اللہ اللہ اللہ آپ کے دشمن کے لئے کافی ہو گیا آپ کی جانب سے اور عراقین احمسین شام جزیرہ مصر تمام سرحدات تمام دارالکائنات آپ کے زیرِ نگیں کر دئے آپ عالم باللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زید ہیں۔

مامون نے کہا اے فرج! تیری حلاکت ہو ابھی تو میری ایک حاجت باقی ہے اور وہ یہ کہ میں ایک لالچی جگہ پر بیٹھا ہوں اور میرے گرد اصحاب حدیث اور سخت جوہر کے طالب پیٹھے ہوئے ہوں اور علماء سمجھنے والے بچے ہوں اور وہ کہیں کہ آپ نے جس کا ذکر کیا اللہ آپ سے راضی ہو جائے تو جس کہوں کہ میرے سامنے فلاں نے بیان کیا یا دارالان یعنی حجاز بنی سلمہ بن و حجاز اور حجاز بنی سلمہ بن و حجاز نے ان کو کعبت لافانی نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دو بیٹوں یا دو بہنوں کی یا تین بیٹیوں کی یا تین بہنوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ سرگسٹ یا وہ شخص مر گیا تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی تسبیح والی انگلی اور درمائی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

غلیظہ مامون اہل علم میں سے تھا جیسا کہ پہلے زمانہ کے بادشاہوں کی اولاد ہوا کرتی تھی۔ اس نے بھی عجمین میں علم حاصل کیا اس نے ادب و تاریخ پر بھی نقد حاصل کی اپنے شہر مشہورہ کر بھی اور دوسرے شہروں میں جا کر بھی اس نے علم حدیث حاصل کیا اس نے حدیث کی

روایت بھی کی ہے مضبوط حافظے کا مالک تھا جیسا کہ "سیر اعلام النبلاء" نے ان کی سوانح میں لکھا ہے سیر کی کتابوں میں ان کے سوانح میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب ہارون الرشید حج کر کے کوٹھ میں داخل ہوا تو اس نے امام کاغشی ابو جعفر رحمہ اللہ کو کہا کہ آپ محمد بن کوہدہ کی کدو ہمارے ہاں آ کر حدیث بیان کیا کریں تو تمام محدثین آگئے سوائے عبداللہ بن ادریس اور یحییٰ بن یونس کے تو امین اور مامون ابن ادریس کے پاس گئے انہوں نے ان کے سامنے سوجدہ شمیم بیان کیں مگر مامون نے ان کو کہا "اچھا جان اگر اجازت ہو تو میں یاد ہے یہ حدیثیں سناؤں انہوں نے کہا سناؤ جب انہوں نے تمام سناؤں یہی تو امام عبداللہ بن ادریس کو ان کے حافظہ نے منجھ کر دیا۔

بحر یہ دونوں یحییٰ بن یونس کے پاس گئے انہوں نے بھی ان کے سامنے حدیثیں بیان کیں مامون نے ان کو سن بڑا دردیم حلیہ دینے کا حکم صادر کیا تو انہوں نے بیٹے کا کارڈ دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ہم ایک گھنٹہ پانی بھی چھینا نہیں چاہتے ابن شاکر نے "فوات الوفيات" میں مامون کی سوانح میں لکھا ہے کہ انہوں نے یحییٰ بن یونس کو اس حدیث کے ساتھ ساتھ پورا باب بیان کر دیا۔ مگر اصرار باب میں اس سے پوچھا تو اس باب میں بھی اس کو کچھ یاد نہ تھا پھر وہ باب بھی مامون نے خود بیان کر دیا پھر ساتھیوں کو کہنے لگے کہ ایک شخص تین دن حدیث پڑھا ہے پھر آ کر کہتا ہے کہ میں اصحاب حدیث میں سے ہوں میری مدد کیجئے اس کو تین درہم دے دو۔

سیاحی ان کی خوشبو تھی:

(۵۲) یہ قابل رشک لوگ جنہوں نے اپنی زندگی سلتِ مطہرہ کی خدمت میں صرف کیا اور اس میں انہوں نے کسی قسم کے عمل سے کام نہیں لیا یا بڑے بڑے اداستان کی مناسبت سے تصحف ہونے کی کوشش کرتے تھے ان کی سیرت سے حزن ہونے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اور ان کے گھر کی چوکھٹ پر بیٹنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ جن کے ہارے میں ابو عبداللہ حاکم شیطا پوری نے اپنی کتاب "مصرۃ علوم اللہ علیہ" میں ان کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسی قوم ہے جو صالحین کی حجت پر چلے ہیں اور آج کل اس ملک کی انہوں نے اتباع کی رسول اللہ کی سنتوں کے ذریعے سے انہوں نے الیہ رجعت اور صالحین کا قلع قمع کیا انہوں نے

انہوں نے اس طرح سے انہوں نے ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کیا (انہوں نے یہ حدیث مرفوعہ نقل کی) کہ میرا دل تجس آگ کی طرف شعراء کا طبردار ہوگا پھر تھیں احادیث بیان کیں۔

پھر چھانڈ کر کہنے لگے کہ یحییٰ نے ہماری مجلس کو کیسے پایا میں نے کہا بی بی مجلس تھی جس میں خاص و عام کو کچھ حاصل ہوئی مامون نے کہا لیکن تم لوگوں میں میں نے کسی قسم کی علاوہ نہیں دیکھی اس لئے کہ مجلس حدیث تو پھنے پرانے کپڑے والوں اور سیاسی کی روایت الخاف نے والوں سے تھی ہے۔

مامون کے سامنے ایک ایسی شخص خوش کیا گیا اس نے ہاتھ میں دو اٹھائی ہوئی قمی۔ مامون سے کہا گیا کہ یہ حدیث کا طالب علم ہے اس کا خرچ ختم ہو چکا ہے اس کی کچھ مدد فرما دیں مامون نے اس کو کہا کہ ظنان باب سے تم کو کچھ یاد ہے تو اس کو کچھ یاد نہ تھا مامون نے خود سند کے ساتھ وہ پورا باب بیان کر دیا۔ مگر اصرار باب میں اس سے پوچھا تو اس باب میں بھی اس کو کچھ یاد نہ تھا پھر وہ باب بھی مامون نے خود بیان کر دیا پھر ساتھیوں کو کہنے لگے کہ ایک شخص تین دن حدیث پڑھا ہے پھر آ کر کہتا ہے کہ میں اصحاب حدیث میں سے ہوں میری مدد کیجئے اس کو تین درہم دے دو۔

یحییٰ بن ائیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مامون نے کہا کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا ہے۔ میں نے کہا کہ میرا انوشین سے زیادہ اس کا حق دار کوں ہو سکتا ہے انہوں نے کہا کہ میرے لئے مہر رکھو جبکہ حدیث یہ بیان کی کہ ہم خوشی سے ابو جعفر سے انہوں نے زحری سے

دنیاوی نعمتوں اور ضرورتوں پر تحصیلِ علم کے لئے دشت و بیابان کے سڑکوتر چب دی۔ سڑکی غلطیوں سے وہ مطمئن ہوئے اور اہل علم اور اہل اختیار کی ہم نشینی کی وجہ سے انہوں نے قناعت کی آگاہی حاصل کی۔ کتب کے جمع کرنے پر انہوں نے منطقی اور پرانے پتروں کے ساتھ مجلسِ علم کو ترجیح دی۔ لفظِ ائمہ و تابع۔

انہوں نے مسجدوں کو گھر بنایا، سنتوں کو گھیک بنایا اور یورپی کو بستر بنایا، انہوں نے دنیا ہانگل پاس پشت ڈال دی، قحطی میں انہوں نے کنایوں کو اپنی غذا بنایا اور دینی معاشروہ کو راتوں کے جائگے کا رہبر اور دینی مذاکرے کو مسزاحت کا ذریعہ بنایا، کھانسی کے لئے خوشبو، غولی کو خیرند بنایا، ان کی روشنی میں دن کی روشنی ہوا کرتی تھی، پیچھے بچھانے کے لئے ٹنگریاں ہوا کرتی تھیں، سفر عالی کے ساتھ تختی ان کے لئے راحت ہوتی تھی اور احسان کا وجود ان کے مطلوب کے فقدان کی صورت میں تنگی کا باعث ہوا کرتا تھا، ان کی مجلسِ ملت کی لذت سے ڈھانچا، ہوئی تھی اور ہر حال پر رضا سے ان کا دل مصروف تھا، علم حدیث کا سیکھنا ان کے لئے ہر مسرور اور مجلسِ علم کا اعتقاد ان کے خوش ہونے کا ذریعہ، اہل سنت تمام کے تمام ان کے بھائی اور اہل بدعت و الحاد تمام کے تمام ان کے دشمن ہوا کرتے تھے۔

(۵۳) حافظہ قاضی حسن بن عبدالرحمن الزمخشری نے اپنی کتاب ”المختصر فی تہذیب التہذیب“ میں انراوی والواہی میں ان لوگوں کے بارے میں جن کو طلبِ حدیث اور تحصیلِ حدیث میں مشقت اور تکالیف برداشت کرنی پڑیں، ایک جگہ لکھا ہے کہ جس میں بہت بڑی جہرت ہے وہاں ہمارے زمانہ کے علماء و ادر علماء کے لئے انہوں نے مشہور واقعہ محدث منصور بن عمار الخراسانی جن کا دوسری صدی کے آخر میں انتقال ہوا ہے، سے اپنی سند ان کے صاحبزادے سلیم بن منصور بن عمار الخراسانی کے طریقے سے نقل کرتے ہیں کہ میرے والد نے ایک مجلس میں مفسرین اور محدثین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام قرطبیوں نے اللہ کے لئے ہیں جو انصاف و احسان کرنے والا اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا قرار دے کر ہم کو ہر قسم کی بدعتی سے محفوظ رکھے والا اور شیطان کے دہل و فریب سے اس کو محفوظ رکھے والا۔ اہل ذبیح و اہل تکبر کی تحریف سے اس کو محفوظ رکھے والا ہے، قرآن کریم کی تحریف میں طویل کلام نقل کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ

نے قرآن کریم کے آگاہ و مفسر و ادر سنتوں کی حفاظت کے لئے ایک منتخب جماعت مقرر فرمادی ہے، اور اللہ نے ان کو اس کے طلب کرنے اور لکھنے کی توفیق دی، اور ان کو اس کی رعایت و حفاظت کی قوت دی، اس کا پڑھنا اللہ نے ان کا پند ہے، و مشغلہ بنایا، اور اس کے لئے چنانچہ ممکن کسی جگہ قرآن اور کتب کو جمع کرنا اور جان و مال خرچ کرنا اور شد و دھمکات کا مقابلہ کرنا ان کے لئے آسان بنادیا گیا تھا۔

پس وہ سڑک پر تھے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور ہر وادی میں علم کے لئے داخل ہوتے تھے۔ پراگندہ ہال، کھوکھے، پیچھے، غلبہ ہونے پڑے ہوئے، رجب، کثرتِ بدن کے ساتھ انہوں نے ایک ہی چیز (علم) کو اپنا مقصد حیات بنایا تھا۔

علم کو کاٹ کر اور دیکھ کر بنانا ہے، پروردگار میں ہوتے تھے، کھوکھ اور بیاس ان کو علم سے الگ نہیں کر سکتی تھی اور شدہ گری سردی ان کو تنگ کر سکتی تھی۔

وہ صحیح اور غیر صحیح، قوی اور ضعیف، حدیث کی تیز اور فرق جان کیا کرتے تھے۔ دورانہ لاش، تہنک، پیچھے والے رائے حق کے شعور سے بیدار لوگوں کے ساتھ نہیں اب ہم اور آپ تو ہم پرستوں کی طبع سازی، غلبہ، بین کی اختراع، کا ذہن کی اختراع سے محفوظ ہو گئے ہیں۔

اگر آپ ان کو راتوں کی غفلتوں میں دیکھیں تو وہ اپنے سے ہوئے کو نقل کرنے کے لئے بیدار ہوتے ہیں۔ اور صبح کے ہونے کی گھج میں گھڑتے ہیں، نرم بستر، دل پند ہے، دلچسپی، جگہ کو چھوڑتے ہوئے ہیں، ان کو ان کو چاہنے کے سوا دینی ہے اور ان کے ہاتھوں سے علم کرادیتی ہے ایسی حالت میں خوفِ ذہد کو خیرند سے بیدار ہوتے ہیں، جبکہ حدیث و مشقت نے ان کی جھڑ کو دردناک کر دیا ہوتا ہے، اور نہ یادہ جائگے نے ان کے کدھلوں کو پراگندہ کر دیا ہوتا ہے۔ اس حالت میں وہ بدن کو آرام دینے کے لئے انگلیاں لپٹتے ہیں، اور تبدیلی مکان سے وہ خیرند کرتے ہیں، اور اپنے ہاتھوں سے آنکھوں کو ملتے ہیں، پھر کتابتِ علم کے لئے بیٹھ جاتے ہیں، علم کے حرم کی وجہ سے اور اپنی خواہشات اس طرف مائل کرنے کی وجہ سے آپ جانتے ہیں کہ یہ اسلام کے حافظ اور پیر واد ہیں، اور ان کا علم ان کی طبیعت کی نعمتوں کو محفوظ کرنے والے ہیں۔

سفر طلب علم کی ہے شمار لڑتیں:

(۵۳) حافظہ راحم حویٰ نے اپنی کتاب ”الحديث المصنف“ میں طلب علم کے لئے سفر کرنے اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد کے بارے میں بھی لکھا ہے اور جو لوگ علم کے لئے سفر کو تائبند کرتے ہیں ان پر مذکر کرنے کے لئے یہ بھی لکھا ہے طلب علم کے سفر پر تھکر کرنے والے کو تا مگر مطمئن ہو جائے وہ لذت جو اس مسافر کو سفر میں کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو انبساط اس کو وطن چھوڑنے وقت ہوتا ہے اور اس کے جوارج کو اور اعطاء کو جو لذت حاصل ہوتی ہے جب وہ اپنے ملکات کو علم کے چشموں اور علم کے مکان پر صرف کرتا ہے اور جب وہ علم کے ظاہر و باطن کو حاصل کرتا ہے اور اطراف و زمین کے چھوٹے چھوٹے گاؤں اور بھلاؤں کو جب وہ دیکھتا ہے اور دنیا کے باغات اور بزم پر جب وہ نظر کرتا ہے اور چروں کے بگڑ جانے کو جب وہ دیکھتا ہے اور مختلف فریادیں جب وہ سنتا ہے اور مختلف رنگ و نسل جب وہ دیکھتا ہے اور آدمیوں اور باغات کے سایہ میں جب وہ استراحت کرتا ہے اور اس کا مسجد میں کھانا اور نہ یوں سے چچا اور جہاں رات گزارا جاتا ہے وہاں سونا اٹھ کے لئے تھمت کرنے والے کو ساتھ رکھنا اپنی حشمت و وقار کو چھوڑنا، انھیں کو ترک کرنا اور دل کو سرور دینے والی چیز تک پہنچنے میں کامیابی حاصل کرنا اور جس مجلس کا قصد کیا ہو اس کے لئے کمر ہت باندھ لینا اور اس کے لئے دشوار گزار راستے قطع کرنا۔

تو اس کو مطمئن ہو جائے گا کہ دنیا و مافیہا کی تمام لذائذ ان مآس کے مشابہ ہے ان مآثر کی تلاوت اور ان فوائد حاصل کرنا جو رقیق کے پھولوں سے بھی زیادہ پھندہ و ہیں قدر دانوں کے ہاں طلب و سادگی کی آواز سے بھی زیادہ پھونچتی ہیں ہونے کے ذخائر سے جبکہ یہ طعن کرنے والا اور اس جیسے لوگ ان لذائذ سے محروم ہیں۔

”سفر علم اور سفر کرنے والوں کے احوال“

(۵۵) اس سے پہلے ۱۱۱۰ھ میں علم کرنے والوں کے بہت احوال گذر چکے ہیں اور بھی بہت سارے اختیار کا ذکر کرتے آئے ہیں یہ بات جانتا ضروری ہے کہ علماء و سابقین کی نظر میں علم کے لئے سفر اہم و رکن اساسی مقصد تھا انھیں علم و ادب علم کے کھلنے علم میں شوق سلطان تعلق پیدا کرنے کے لئے اسی کے لئے سفر مقصد کرنے سے کوئی بھی پہلوچی نہیں کرتا تھا۔ سوائے اس مقصد کے جس کو سیاسی ضعف و اذیت ہوتا یا کثرت عیال کی وجہ سے سفر نہ کر سکتا تھا۔ یا جو سفر کے اثرات سے لاعلم یا بے ایمان یا اندھا دالہ کے حق کی رعایت کی وجہ سے سفر کی اہلیت نہ رکھتا ہو

علم کے حصول کے لیے سفر کتنا ضروری ہے؟

(۵۶) اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقت میں کی نظر میں عالم پر اعتبار اور اس کے فائدہ ہونے کا دار و مدار سفر پر ہی تھا انہوں نے ایک مشہور رکھ کہا ہے کہ ”جو علم کے لئے سفر اختیار نہیں کرتا اس کا علم شہ اور مستحق نہیں“ اور بہت پہلے امام بخاری نے یمن رحمہ اللہ فرمایا ہے کہ چار قسم کے لوگ ہیں جن سے رشد و ہدایت نیر اور تعلیم کی توقع نہیں یعنی جسم کے لوگوں کا ذکر کرتے کے بعد فرمایا کہ چوتھا وہ شخص جو اپنے شہر میں رہ کر کتابت علم کرتا ہے اور طلب حدیث میں مشغول نہیں کرتا۔ اس بات پر حافظہ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ جب طلب علم اپنے شہر کے مہمات اور عالی طیم کے طابع سے فارغ ہو جائے تو پھر سفر اختیار کرے ”فصل من لم یسافر کے ساتھ فرمایا اس وجہ سے کہ جب فیہوں نے سفر میں کو فائدہ اور نافع اثرات محسوس کیے فہمیت کی تکوین و ہر ایک طریقہ کی نشوونما اور فکری اپنی کی دست میں تو فیہوں نے سفر کو کما حقہ ضروریہ کے قائم مقام کر دیا اس شخص کے لئے جو علم اور تحصیل علم کے راستہ پر چلا ہو اور اس کے علم کا فائدہ ہونے کے لئے اس شرط کو مستحکم مانا ہے۔

(۵۷) اس سے پھر یہ طریق ترین سفروں کی داستان بخاری جو ان سفر کرنے والوں کی طرفوں کے ایک حصہ سے بھر پور ہے اور یہ لوگ گھر والوں سے بچاؤ سے بچاؤ سے شہر سے اور

رہتے تھے علم سیکھنے، علماء سے ملاقات ان سے بالمشافہ گفتگو ان کی عادات اقدار کے طور پر جو کہ ان کے پاس ہوگا اس کو لینے اور ان کی طرف نسبت کے لئے اور ان کے چشمہ علم سے سیراب ہونے کے لئے فارغ ہوتے تھے۔

سزا تحصیل علم کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں:

(۵۸) علماء سابقین کے پاس اس قسم کے استادان کی علمی زندگی کا اصلی جزو رہا ہے اور ہر علم کے عالم نے سز کیا، منہر، قلیہ، اصولی، فنی، عمومی اور ہر نوع، زائد، عابد، جوان، بوڑھے، چھوٹے بڑے بچے نے سز کیا خود بھی سز کیا چھوٹے بچوں کو سز دیا جن کی عمر چار برس سے کم تھی جیسا کہ آپ نے اکثر علماء کی سوانح میں دیکھا امام ابو سعید ہمدانی انہی میں سے تھے۔

(۵۹) ان سزا اختیار کرنے والوں کو سز میں مشکلات اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور ان سخت تنگیوں، بھینٹیں پڑیں جن میں بعض مدفن شدہ ہیں اور بعض بغیر مدفن کے ضائع ہو گئے ان کی سوانح میں آپ بعض سرگزشت پر دیکھیں گے لیکن چوٹی سرگزشت میں ہوگی۔

(۶۰) طلب علم کا سزا خان حضرات کی زندگی سے دو سال چار سال یا پانچ برس سال لینا تھا اور بہت سارے حضرات ایسے ہیں کہ سز میں ان کی عمر کے عیناً تین سال اور چالیس سال گزرے ہیں اور بعض نے اپنی عمر کے پچاس تیس برس سز میں گزارے ہیں جیسے امام ابو عبد اللہ بن مندوجہن کا پہلے ذکر کرنا چکا ہے۔

(۶۱) جب کوئی دیکھتے والا ان حضرات کے اسفار کو دیکھتا ہے۔ جبکہ ان کی حالت بھی سفر وفاق اور شوق وصال جی اور دوا میں سوجھی بھگی دستیاب ہوتے تھے تو ان کی علم بھنی اور صبر و تحمل کی داد دیتا ہے جنہوں نے قلت و سائل کے باوجود بھی اپنے مقصود کو حاصل کر لیا۔ علمی قدر و قیمت سے وہ آشنا تھے۔ اس کی وجہ سے انہوں نے اس کی تفصیل میں صحتیں برداشت کیں جنگل اور دریا پار کئے اور ان کی ایسی تکالیف برداشت کیں جنہیں اللہ ہی جانتا ہے اس سلسلہ میں امام اعظم الرازی کا واقعہ جو فقر پر آ رہا ہے تبارک کے لئے کافی ہے۔

(۶۲) یہ اسفار بذات خود درس ہو کر رہتے تھے۔ جس نے ان کو سخت جان کر دیا تھا۔ اور جس نے ان کو چمکا یا چا کر کیا اور ان کو علم کی قدر و قیمت بتائی اور ان کو تحصیل علم کی عداوت اور لذت سے آشنا کر دیا انہوں نے اس کی تحصیل میں جان کی بازی لگائی اور تحصیل علم میں دن رات مشغول ہو گئے تحصیل علم کے لئے انہوں نے علم کے علاوہ ہر چیز کو چھوڑ دیا اور شر سے قطع تعلق کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ اکثر عبادت سادات اور ائمہ دین کے نکلے ان کی لیاقت و صلاحیت کی وجہ سے لوگ ان کو مدرس سمجھتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے ان کی پاکدامنی ان کی صلاحیت، علم، عیش و سیرت اور تعلیم لگنے کی وجہ سے لوگ ان کے گرد جمع ہوتے تھے۔

(۶۳) کبھی وہ سز جس نے سز کرنے والے کی عمر کے اسی سال میں یا تیس سال یا اس سے کم پیش لے لے یہ تمام وقت تحصیل علم ملاقات علماء یا اس علماء کی حاضری اسباق کی سماعت ان کی تقریرات سے استفادہ ان کے مناقبات اور احکامات سے منور ہونے کے لئے ہوتا تھا ایک شہر میں جانا سز کرنے والے کو دس سال تک تحصیل سے واسطہ پڑا لیکن چوتھی جس نے ان کو طوم شریعہ، طوم عربیہ اور طوم اسلام میں بلند پایہ عالم بنادیا تھا۔

حق دین طلبگی کا قابل رشک حالت اور موجودہ دور کی حالت زار:

(۶۴) اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ ان اعلیٰ تعلیمات میں جس نے سز کرنے والوں کو بھی طریقہ سے نبھا کر اور سدھارا اور ہمارے آج کے جامعات کے طلبہ تعلیم میں مازت کریں کہ ان جامعات میں طلبہ چار سال تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اکثر تو صرف دو تیرہ دن جتنے ہیں نہ مجلس میں حاضر دیتے ہیں اور نہ صابح حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کوئی مذاقہ کرتے ہیں اور نہ ہی تحقیقی حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کی اقدار اور ہیروں کے اسرار کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی طلبہ کی اصلاح کرواتے ہیں اور نہ ہی انہوں نے اپنے مسلک کو صہبہ عالمی ہوتا ہے۔ تنقیر کورس سے خیالی مولا تہمراز ہے ہیں پھر اس تنقیر کورس کی تعمیل کرتے ہیں پھر ان پڑھنے کوئے مطابقت میں سے بعض اساتذہ کی سیرانی اور اپنی چال چلی سے غیر اہم مضامین پر ایک بحث جھڑ دیتے ہیں تو پنے خیال کے مطابق بعض مرتبہ اس چیز کو حاصل کر لیتے ہیں جس

سے خوش ہو جاتے ہیں اگرچہ حقیقت وہ ان کے لئے مسخر ہوئی ہے (یعنی ظہری رسوم کے اصلی ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں)

(۶۵) علمی لحاظ سے جی دست ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو بڑے بڑے افقبات سے اونچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر بے غلط جوئے کرتے ہیں اپنی ناقص اور نا کاردار سے علماء کی تکمیل کرتے ہیں شاذ اور محرک اقوال سے مدد حاصل کرتے ہیں اس لئے کہ جی ان کے علم اور ضم کے حقائق ہوتے ہیں۔ اصول راضی و موافق اور معترضہ قواعد کو چھوڑتے اور اس کا خلاف کرتے ہیں علماء کی نشست و برخاست کے فکر نہیں ہوتے قدامت کے پاس انہوں نے تحصیل علم کا ڈاکٹر نہیں چکھا ہوتا لیکن اپنے نفس میں دو ساقین سے زیادہ عالم ہوتے ہیں۔

(۶۶) آج کی علمی حالت پر نظر رکھنے والا نفس ہمارے دیار میں اجاسات میں افرادی کثرت تو موجود رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ علم و اہلیت علم میں انتہائی کمی و اضافی، علم و معرفت میں سطحیت اور عمل یا علم میں بہت زیادہ کمی محسوس کرتا ہے یہ مصیبت سخت مصائب میں سے ہے اللہ جبارک و تعالیٰ سے اس بات کی انتہا نہ کرتے ہیں کہ وہ ان کے دلوں میں اس چیز کا الہام کر دے جس کے ساتھ بلاد اسلام میں امور تعلیم مشغول ہیں۔ تاکہ وہ اس معاملہ کو دیکھ لیں اور اس خطرے کا ادراک کر لیں اس کے تاہم کن اثرات کے پھیلنے سے پہلے اور اس طرز کے نشانات پختہ ہونے سے پہلے۔

اسلام دشمن ممالک کی طرف تفصیل علم کے واسطے رفت و سرفراہی کے نقصانات

(۶۷) میں ان نو جوانوں کے بارے میں کسی بات نہیں کرتا چاہتا جو مشرق و مغرب کے علماء (اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں) کے ممالک کی طرف سفر کرتے ہیں اس لئے کہ حیدرہ افطاح، قمر اور چال، چان میں ان کے خطبہ پر رجم سے محفوظ رہنے والے بہت کم ہوتے ہیں ہمارے نو جوانوں میں کتنے ہی ایسے ہیں جن کے گھر مغرب کے دامن میں گم ہوں گے ہو کر رہ گئے ہیں اور انہی کے راستہ اور رشت پر جیل لگے ہیں اور انہی کو کفار اور اشرار کا تعلیم کرنے پر راضی ہو

گئے ہیں۔ اور اسلامی ممالک سے ان ممالک میں چلے گئے ہیں اور انہی ممالک کو اپنا مستقل وطن اور گھر بنا لیا ہے اور اپنے ہم وطنوں پر کفار کو ترجیح دے کر ان کو اپنا ہم وطن اور پڑوسی ٹھہرا لیا۔ اور اپنے تئیں قیاد کرتے ہیں کہ ہم بھڑکام کرتے ہیں۔ اسے اللہ میں حیرتی پناہ میں آجائیں۔ اور حیرتی پناہ میں آجائیں ایمان کے بعد کفر سے۔

(۶۸) ہمارے بہت سارے جو جوان علماء و حضرات ان سے گلی یا بڑی یا تڑپا رہے ہیں جب اپنے ملک میں آئے تو وہ ان سے یہی چاہتے ہیں کہ انہی کی افکار و عادات اس کے رعب و راجعہ ہوں ان کے ملک اور اولاد میں اور دینی بات ان سے شایان شان علم حاصل کرنا تو محبوبین میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں بلکہ مشرقی اور مغربی اساتذہ و مسلمانوں کو اور علم حاصل کرنے سے بڑے بڑے افقبات و خطرات اور آگریوں کے ساتھ پڑھاتے ہیں اور یہ اپنے ملک کی طرف علمی معلومات کے ساتھ لوٹتے ہیں۔

”قلہ الامم من قبل ومن بعد“ معاملہ اللہ کے حوالے ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اللہ مومنوں کا دلی ہے یہ ایک محبت کرنے والے غیرت مند کے دل سے نقل ہوئی بات تھی جو غیرت کرتا ہے اپنے دین پر اپنی اولاد پر اور ملک پر اپنے سے سوال ہے کہ اللہ مسلمانوں کا مقام مرتبہ سیادت و قیادت ان کو لوٹا دے علم اور دوسرے معاملات میں بھی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سے خوش ہو جاتے ہیں، مگر چور حقیقت وہ ان کے لئے مصیبت ہوتی ہے، لہٰذا یعنی بغیر علمی رسوم کے اعلیٰ انگریزوں حاصل کر لیتے ہیں۔

(۶۵) علمی لحاظ سے جی دست ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو بڑے بڑے افتخارات سے اونچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور لمبے چڑے نقطہ دعوے کرتے ہیں اپنی ناقص اور ناکارہ رائے سے علماء کی تحصیل کرتے ہیں، مثلاً اور سترک افول سے مدد حاصل کرتے ہیں اس لئے کہ یہی ان کے عجم اور علم کے چٹانیں ہوتے ہیں۔ اصولی رابطہ حواث اور مقررہ قواعد کو چھوڑتے اور اس کا خلاف کرتے ہیں علماء کی نشست و برخاست کے خوگر نہیں ہوتے، قندہار کے پاس انہوں نے تحصیل علم کا ڈاکٹر نہیں چکھا ہوا، لیکن اپنے نفس میں وہ مسافرین سے زیادہ عالم ہوتے ہیں۔

(۶۶) آج کی علمی حالت پر نظر رکھئے والا شخص مدارس و جامعات میں افرادی کی کثرت تو موجود پاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ علم اور اہلیت میں اس انتہائی کمی دماغی فہم و معرفت میں سطحیت اور عمل یا علم میں بہت زیادہ کمی محسوس کرتا ہے، یہ مصیبت سخت مصائب میں سے ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس بات کی التجا کرتے ہیں کہ وہ ان کے لوگوں میں اس چیز کا ابھار کر دے جس کے ساتھ بلاد اسلامیہ میں امور تعلیم متعلق ہیں۔ تاکہ وہ اس معاملہ کو یکے لیس اور اس خطرے کا ادراک کر لیں اس کے تباہ کن اثرات کے پھیلنے سے پہلے اور اس طرز کے نشانات پختہ ہونے سے پہلے۔

اسلام دشمن ممالک کی طرف تحصیل علم کے واسطے دست سربازانہ رفتے کے نقصانات

(۶۷) میں ان نوجوانوں کے بارے میں یہی بات نہیں کرتا چاہتا جو مشرق و مغرب کے کفار (اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں) کے ممالک کی طرف سفر کرتے ہیں اس لئے کہ خفیہ و اخلاقاً فکر اور چال چلن میں ان کے خفیہ جرائم سے محفوظ رہنے والے بہت کم ہوتے ہیں، عمار سے نوجوانوں میں کتنے ہی ایسے ہیں جو ان کے دوفرعب کے دشمنوں میں گھاسن ہو کر رہ گئے ہیں اور انہی کے راستہ اور روش پر چل گئے ہیں اور انہی کو کافراور راہنما تسلیم کرنے پر راضی ہو

گئے ہیں۔ اور اسلامی ممالک سے ان ممالک میں چلے گئے ہیں اور انہی ممالک کو اپنا مستقل وطن اور گھر بنا لیا ہے اور اپنے ہم وطنوں پر کھار کوڑ بیج دے کر ان کو اپنا ہم وطن اور بڑوسی بنا لیا۔ اور اپنے تئیں خیال کرتے ہیں کہ ہم بھڑکا کام کرتے ہیں۔ اسے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں ایمان کے بعد کفر سے۔

(۶۸) انہارے بہت سارے نوجوان علماء و محققین ان سے لگے یا جڑی یا شریک ہے، کفار جب اپنے ملک میں آئے تو وہ ان سے بیکار چاہتے ہیں کہ انہی کی افکار و عادات اس کے روبرو راجح ہوں ان کے ملک اور اولاد میں اور درمی بات ان سے شایان شان علم حاصل کرنا تو مسوئین میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، بلکہ مشرقی اور مغربی اساتذہ و مسلمانوں کو جوہر اعظم بنے بڑے افتخارات و خطابات اور ڈگریوں کے ساتھ پڑھاتے ہیں اور یہ اپنے ملک کی طرف علمی سطوات کے ساتھ لوٹتے ہیں۔

"اللہ الا من عن قبل ومن بعد" مخالف اللہ ہی کے واسطے ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی، مخالف مسلمانوں کا وہابی ہے یا ایک جہت کرنے والے غیرت مند کے دل سے لگی ہوئی بات تھی جو غیرت کرتا ہے اپنے دین پر اپنی اولاد پر اور ملک پر، نیز یہ سوال ہے کہ اللہ مسلمانوں کا مقام مرتبہ، سیادت و قیادت ان کو دے، علم اور دوسرے معاملات میں بھی اللہ پر حق پر کار ہے۔

دوسرا باب

”نیندراحت آرام ہنسی مذاق اور
ہر قسم کی لذات چھوڑنے کے بیان میں“

دھونے کی فرصت نہ ہونے کے سبب لذات و مرغبات کو ترک کرنے، علم میں انہماک، شیوخ کے دروازوں پر چڑھنے اور بکثرت ان کی مجالس کا حاکم و معلق، طابع پر میرٹھان کے ساتھ مہذب اور شائستہ رہنے کے واقعات (مقصود اسم) (علم) نگار مائی کے انتخاب بہت زیادہ جادو والا تعداد ہیں۔

ابتداءً ہم حیران نہ۔ امام الانصاری عجل اللہ تعالیٰ (ولادت ۳۱۰ سال قبل از ہجرت و وفات ۶۱۰ھ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تکرار سے کہے جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی تحصیلِ علم کے لیے برداشت کی جانے والی تکالیف پر ایک نظر

(۷۲) امام حاکم نے "المستدرک علی الصحیحین" میں ابن عبدالبر نے "جامع بیان العلم و فضلہ" میں حافظ ابن کثیر نے "البدایہ و النہایہ" میں حضرت امام ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح میں لکھا ہے۔

حضرت مکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں نے جو ان تھا۔ میں نے ایک انصاری نو جوان کو کہا کہ آؤ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کریں۔ اور مسائل کے بارے میں ان سے دریافت کریں۔ اس لئے کہ اس وقت صحابہ کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اس انصاری نے کہا اے ابن عباس! تم پر قہر ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ لوگوں کو مسائل پر پچھنے کی حق سے محروم کر دے گی جبکہ لوگوں میں پیش اللہ صحابہ موجود ہوں۔

فرماتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ شریک نہ ہونے لگیں میں حصولِ علم کی طرف متوجہ ہو گیا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متبع میں گن گیا میں جب کسی صحابی کے پاس کسی حدیث کے بارے میں جس کا مجھ کو پتہ نہ تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے آتا اس پر ان کو وہ پھر کے وقت بتا دیتا۔ اس لئے کہ میں اپنی چادر کو بستر بنا کر ان کے دروازے پر لیٹ جاتا۔ اور میرے چہرے پر دعویٰ اٹھاتی راتیں یہاں تک کہ وہ باہر تشریف لے آتے تو فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچا ہے کہ میں نے تم کو کیا چیز یہاں لے آئی؟ تم نے میری طرف پیٹام بھیجا ہوتا تو میں خودی حاضر ہو جاتا میں عرض کرتا کہ میں نے میرا ہی حق ہے کہ میں حاضری دانی پھر میں عرض کرتا کہ مجھ تک ایک حدیث آپ کے حوالہ سے پہنچی ہے کہ آپ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے اس کو سننا چاہتا ہوں۔

بعد میں میرا وہ ساتھی مجھے دیکھا کہ ان تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلسِ اللہ

اصحاب کا انتقال ہو گیا۔ اور لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور مجھ سے مسائل پوچھنے لگے میرے دوست بھی کہا کرتے تھے کہ یہ نور جان مجھ سے فائدہ لے گا امام حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اصل الاصول ہے طلب حدیث اور توفیق محمدت کے باب میں۔

بعض اہل علم کا تذکرہ

جنہوں نے نہایت کرب و اذیت کی حالت میں علم حاصل کیا

(۷۳) محمد بن عبد اللہ انصاری محمد بن عمرو بن طلحہ سے دہ ابو سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے زیادہ تر علم اس مظلوم انصاری میں حاصل کیا۔ میں یہاں آ کر کسی کے دروازے پر بیٹھ جایا کرتا تھا۔ اگر میں ان کے گھر کے اندر جانے کی اجازت حاصل کرتا تو وہ مجھے اجازت دے دیتے لیکن میں ان کے آرام اور طبیعت خاطر کا خیال رکھتا تھا۔

(۷۵) حافظ ذہبی "تاریخ اسلام" میں طویل القدر تابعی حضرت مروان بن زہیر رحمہ اللہ (ولادت ۲۴ھ وفات ۹۳ھ) کی سوانح میں لکھتے ہیں کہ حضرت مروان فرماتے ہیں کہ جب مجھے کسی مہاجر حبشی کے حوالے سے کوئی حدیث پہنچی تو اس حدیث کو ان سے سننے کے لئے ان کے گھر پر حاضر ہوتا۔ وہ قبول کر رہے ہوتے تو میں ان کے دروازے پر بیٹھ جاتا جب وہ باہر تشریف لاتے تو میں ان سے پوچھ لیا کرتا تھا۔

(۷۶) امام دارمی نے اپنی "سنن" میں طویل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (ولادت ۳۵ھ وفات ۹۵ھ) سے روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کے وقت تک کمر کمر سلا کر گیا کرتا تھا وہ مجھے احادیث بیان کرتے تو میں پالان کے اگلے حصہ پر ان کو لکھتا رہتا جب صبح ہوتی تو ان کو کسی دوسری چیز پر منتقل کر لیا کرتا تھا۔

(۷۷) حافظ ذہبی کی "تاریخ اسلام" میں طویل القدر تابعی عالمی عرف ثقیہ حضرت عطاء بن ابی رباح البکری (ان کی ولادت ۷۵ھ میں بخند بکین میں اور وفات ۱۵۷ھ میں مکہ معظمہ میں ہوئی) کی سوانح میں آجسے کہ آپ فقہ تفسیری افضل وطیبہ میں تابعین کے سادات تھے۔

امام اسد بن فرات کی سیرت کی ایک جھلک اور

شیخ عبدالفتاح کی ذکی عالی ہمت طلبہ سے استفادہ

(۸۵) علامہ شیخ رحمہ اللہ کی دہلی میں رہائش کے دوران "شجرہ انوار النورین کی طبقات المارکوبہ" میں ان کا نام انحصار احمد بن خوارزمی کی تصنیف میں "انوار" (طبقات) میں ۱۲۲ھ میں اور ان کی جڑیہ عقبہ میں ۱۲۳ھ میں جابر کے ہونے کے شہید ہونے کی سوانح میں لکھا ہے۔ "عالم شرق و مغرب کے تاجین و سرگرمیوں کے رائے" کے مصنفین نے اس کا اضافہ اور جلد پانچ کے آغاز میں لکھا ہے۔

امام ابن الاصبحت کی قیادت میں ان کے والد ان کو عمری الفکر کے ساتھ لے گئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر دس برس تھی۔ ۱۲۱ھ کے ساتھ ۱۳۱ھ میں قیروان میں داخل ہوئے پھر تونس میں داخل ہوئے اس وقت تک قرآن کریم اور حدیث معلوم سے فارغ ہو چکے تھے امام ابن زید سے انہوں نے غلطی کی روایت کی، جب ان کی عمر اٹھارہ برس ہوئی تو انہوں نے مشرق کی کاہنہ کے ایک اور مرید تک وینہ میں قیام کیا اور امام مالک رحمہ اللہ سے مجروح طائ کی روایت کا اعادہ کیا۔

پھر عراق کی سفر کیا اور امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب میں سرگرداواؤں سے ملاقات کی اور امام ابو یوسف اور امام محمد بن الحسن سے بھی ملے اور اسی سے گراں قدر علم حاصل کیا پھر مصر کا سفر کیا اور وہاں جوئی کے علماء سے ملے ان میں امام جواد الحسن بن القاسم بھی ہیں ایک مدت تک ان کی مجلس میں رہے یہاں رہی انہوں نے "الاسدینہ" کی تالیف کی۔

میر تقیروان کی طرف واپس لوٹنے پر قیروان آ کر آپ کی شرکت ہوئی اور آپ کا علم خاتیر ہوا اور آپ کا مقام و مرتبہ بلند ہوا ۱۲۱۶ھ میں امیر زید اللہ الفی نے اپنے لشکر کو فتح کر کے حلقہ کے چاروں طرف لے کر بھیجا اور لشکر کے امیر و قاضی امام احمد بن الفرات تھے ان کو انہوں کو اس کے لئے تمام علماء اور دوسرے زہادوں کو اس کے ساتھ لے کر امام احمد بن الفرات نے جب تمام دعو کو اس لئے اپنے ساتھ مشایخ کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ایک خط لیا شریف اور ایمہہ دشاکر بعد فرمایا

عصر میں نہیں لے کوئی خرید و فروخت نہیں کی کسی اثاثہ میں جب میں ان کے پاس تھا صحرے کے حجاج کرنا کھانا ایک نو جوان تھا اب اوڑھے ہوئے اندر داخل ہونے کو جہان نے امام مالک کو سلام کرنے کے بعد پھر مجھ کو ختم میں ابن القاسم ہے اس کی میری طرف اشارہ کر دیا وہ میری طرف متوجہ ہوا اور میری آنکھوں کو بوسہ دینے لگا کھانہ کو اس نے اچھی خوشبو دے کر میرے بیٹے کی خوشبو بھی دے دیا اور اپنا تھا ابن القاسم اپنی بیوی حاملہ چھوڑ کر آئے تھے۔ ان کی بیوی ان کے بچا کی کچی تھی ابن القاسم نے چونکہ لیے سفر کارہارہ کر لیا تھا اس لئے انہوں نے اپنی بیوی کو اختیار کر دیا تھا۔ تعجب انہوں نے ابن القاسم کے واقع میں دے کوئی توجہ نہ دی۔

(۸۴) انگریزی کی "مناقب احمد" اور دہلی کی "تاریخ اسلام" اور تاج اہلکی کی "طبقات الشافعیہ" انھری "شہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی سوانح میں آیا ہے کہ کچھ عین سید کہتے ہیں کہ امام دکن بن الجراح رحمہ اللہ (ولادت ۱۲۹ھ و وفات ۱۹۷ھ) جب مشافعی نماز پڑھتے تھے تو امام احمد بن حنبل انکے ساتھ چلے جاتے ان کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے۔ امام دکن ان کو اٹھا دیتے یا ڈکراتے۔ امام دکن امام احمد کے ساتھ میں ہیں ایک دن ان کو دیکھنے کے دروازے کے دونوں پر کھڑے پکڑ کر کہا کہ ابو عبد اللہ میں جہان ہوا کرتے کہ وہ بیٹ سفیان پر حاوی انہوں نے عرض کیا فرمائیے امام دکن نے فرمایا کہ تم کو سفیان کی سلسلہ میں بحیل والی روایت یاد ہے امام احمد نے کہا ہاں یہ روایت مجھ کو بھی ہے بیان کیا پھر امام دکن نے فرمایا تم کو سلمیٰ قادس حدیث یاد ہے انہوں نے کہا کہ ہاں مجھ کو عبد الرحمن نے بیان کیا پھر امام دکن نے کہا کیا تم کو سلمیٰ یہ حدیث یاد ہیں انہوں نے کہا ہاں یہ آپ نے مجھ کو بیان کیا میں یہاں تک کہ سلسلہ تاریخ ہو سکے۔

پھر امام احمد نے کہا کیا آپ کو سب کی خلاقانہ حدیث یاد ہے امام کی نے کہا کہ نہیں
پھر امام احمد ان کو احادیث بتاتے رہے، اور امام کی فرماتے نہیں مجھ کو یاد نہیں، یہ حضرات
کھڑے رہے کہ اس اثناء میں کوئی آئی اور اس نے کہا کہ زہر و سحر و طلحہ و جگمگا۔

کہو گونہ میرے باپ دادا میں سے کوئی بھی کبھی واپس نہ آیا گیا۔ اور میرے اسلاف میں سے کسی نے یہ منصب کبھی نہیں دیکھا۔ اور میرے مقام کا بے جرم و بے گناہ ہو تو یہ گم کی وجہ سے ملا ہے (یعنی علم کے پڑ جانے حاصل کرنے لگتے اور اس کی خدمت کی وجہ سے) اپنے گناہوں اور جہاد میں ڈالنا اور اپنے دن کو حق کا طلب علم اور تہذیب و علم اور علم کے رستہ میں جو تکلیف اور مشقت آئے اس پر صبر کرنا اس کی وجہ سے تم دنیا اور آخرت کی بھلائی پائو گے۔

لوگوں کا یہ جم غفیر ان کے ساتھ نثری سوسٹیک گیا وہاں سے مکی میزے کے ذریعہ حلقہ کیلئے روانہ ہوئے سخت مشقت والے مقام پر کے بعد یہ وہاں داخل ہو گئے ان کو وہاں حج عظیم نصیب ہوئی "سر قوس" کے حاصر سے میں جو نرم کو تو آئے تھے ان کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ وہیں فوت ہو گئے اور وہیں دفن کئے گئے۔

استاد عبدالفتاح کہتے ہیں کہ میں ہر ذی - عالی صفت "عزم و حوصلہ والے طالب علم سے استفادہ کرتے ہوں" کہ وہ امام احمد بن افرات کی سیرت کا ضرور مطالعہ کرے اس میں اس کو امام اور ان کے شیوخ کے متنوع قسم کے آثار "علم و احکامات" سمجھائی "ادب" مہر اور شجاعت و لیری "شہادت" تقویٰ و تواضع "علم اور کامیابی" تحصیل میں شہادت کے حق سے واقفیت حاصل ہو جائے گی یہ ایک نیا اور واضح اور تحریک پیدا کرنے والی سوانح ہے۔ اس کا کوئی قاری اس کے پڑھنے سے نہیں فریضہ ہوتا۔

(۸۶) شیخ امام زہد الکوثری رحمہ اللہ اپنی کتاب "الوفا بالذاتی فی سیرۃ امام محمد بن الحسن الشہیدانی" میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن افرات قیروان کے قاضی امام مالک کے شاگرد اور ان کے مذہب کے مدون ہیں اور فاضل قاندین میں سے ایک ہیں انہوں نے مصلیٰ کو فتح کیا اور ۳۳۰ھ میں وہیں شہید ہوئے وہ قیروان سے مشرق کی طرف مہاجر ہوئے تھے انہوں نے "الموطا" کا نسخہ اپنے منورہ میں امام مالک سے کیا تھا مہاجر عراق کی طرف سفر کیا وہاں اصحاب ابوحنیفہ سے ملا کر کیا اور مقلدہ حاصل کیا آپ کا زیادہ آغا امام محمد بن الحسن الشہیدانی کے پاس رہا جب امام محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ میں انہوں کو کہہ کر فرج والا ہوں اور آپ سے سال بہت کم ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس طلب بہت زیادہ ہیں میرے لئے کیا حیلہ ہوتا

چاہئے امام محمد نے ان کو کہا کہ تم دن کو عراقیوں کے ساتھ سماں کیا کرو۔ اور رات کو صرف تم اکیلے آیا کرو۔ رات میرے ہاں گزارو اور میں تم کو سماں کراؤں گا اسد بن افرات کہتے ہیں کہ میں رات امام محمد کے ہاں رہتا تھا۔ دوسرے لئے بالا خانہ سے اپنے شریف لاتے تھے۔ اور اپنے سامنے ایک پانی کا پیالہ رکھتے۔ پھر قرآن شروع کرتے۔ جب رات زیادہ گزر جاتی اور میں اوتھنے لگا تو وہ اپنے ہاتھ سے پانی کی پھٹکیں میرے سر پر مارتے پھر میں یہ ارہو جاتا یہ میرا اور ان کا طریقہ تھا یہاں تک کہ جو سماں میں ان سے چاہتا تھا وہ میں نے کر لیا امام عثمان کے تحت کا خیال رکھتے جب ان کو معلوم ہو جاتا کہ غلط فہم ہو گیا ایک دفعہ امام محمد نے ان کو دیکھا کہ کبیل کا پانی پیا رہے ہیں تو ان کو اس ۸۰ ۸۰ پیار دئے اور پھر جب انہوں نے عراق سے واپسی کے سزا کا ارادہ کیا تو پھر بھی مشرق میں ان کی امداد کی۔

(۸۷) قاضی عیاض کی "ترغیب المدا رک" میں امام عبدالملک بن حبیب الاندلسی القریطی اندلس کے عالم و ادب (۳۲۰ھ وفات ۳۲۸ھ) رحمہ اللہ کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ ان کے شاگرد ابو جریج یوسف بن یحییٰ الشافعی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن عبدالملک بن حبیب سے کچھ حاصل کرنے کے لئے اندر سے میں ان کے پاس گیا۔ میں نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی جب میں داخل ہوا تو وہ اپنی مجلس میں کتابیں دیکھ رہے تھے جو انہوں نے اپنے ارد گرد وسیع کر رکھی تھیں وہ ان پر نظر کر رہے تھے جس سامنے مل رہی تھی اور ان کے سر پر کبھی کوئی تھی۔

میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا یوسف کیا رات نکل چکی ہے میں نے کہا ہاں اور ہم تو نماز بھی پڑھ چکے ہیں تو میں کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے نماز پڑھ کر پھر اپنی جگہ پڑا کر بیٹھ گئے اور پھر فرمایا کہ یوسف میں نے صبح کی نماز بیٹھ عشاء کے وقت سے پڑھی ہے۔

امام احمد بن حنبل کا علمی اشتغال اور اشہاد جس کی بدولت انہیں ارفع علمی مقام حاصل ہوا

(۸۸) ابن ابی حاتم کی "بروت وقدر علی" اور "حاشیہ حاشیہ کی" "ترتیب المدارک" میں
حمید بن سعید اشجی البغلی نے بخاری، مسلم اور ابن کے شیوخ کے شیخ (ولادت ۱۵۷ھ) وفات
۲۵۷ھ (رحمۃ اللہ علیہ) کی سوانح میں آیا ہے۔

عبدالرحمن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں بغداد
میں تھیں بن سعید کے پاس سوچا تو تھا کہ امام احمد بن حنبل ان کے پاس آئے اور کچھ احادیث
کے بارے میں ان سے پوچھا انہوں نے وہ احادیث بیان کیں پھر ان کے پاس ابو بکر بن ابی
شیراز اور ابن غیرازات کے وقت کوئی آئے میں بھی ان کے ساتھ ان کی مجلس میں حاضر ہوا۔
وہ اور میں صبح تک ان سے منتخب احادیث کے بارے میں پوچھتے رہے۔

(۸۹) ابن الجوزی کی "مناقب امام احمد بن حنبل" میں آیا ہے کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل
کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ بعض مرتبہ میں دس حدیث کے لئے کتب
سور سے آجاتا تھا تو میری والدہ میرے کپڑے پکڑ لیتی اور فرماتیں کہ کنسی اذان ہو جائے وہاں
لوگوں کو صبح کر لینے دو اور کبھی صبح سور سے ابوبکر بن حاشیہ کی مجلس میں چلا جاؤ۔

(۹۰) ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے
میرے والد کے پاس روایت جہانہوں نے اٹھائی ہوئی تھی تبھی نور کیا کہ ابو عبداللہ تم تو امام
اسلمین ہو یہ تم کیا کام کر رہے ہو میں نے ساری کتب روایت اٹھا لے پھر ہے ہو تو انہوں نے جواب
میں فرمایا "میں کبھی کوئی اٹھانے والا نہیں ہوں" روایت کے ساتھ حرکت کیا گا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل
کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ احمد بن حنبل سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ علم کو طلب کرنا وہاں
گایاں تک کہ قبر میں داخل ہو جاؤں گا۔

(۹۱) ابن الجوزی نے کہا ہے کہ محمد بن اسماعیل الصنع نے کہا کہ میں بغداد کے ایک ستر

ہر تھا کہ امام احمد بن حنبل کا ہم پر گذر ہوا وہ دہڑتے ہوئے جا رہے تھے اور ان کی جوتیاں ان
کے ہاتھ میں تھیں میرے والد نے ان کو پکڑ لیا سے پکڑ کر کہا کہ ابو عبداللہ تم کو شرم نہیں آتی تم کب
تک بچوں کی طرح دہڑتے ہو گے انہوں نے فرمایا سوت تک۔

(۹۲) ابن الجوزی نے کہا ہے کہ احمد بن محمد بن یاسین کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل
بن عبدالرحمان البغلی بن عبداللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے اپنے دادا کو کہتے ہوئے سنا
کہ احمد بن حنبل کا کوئی سے آئے ہوئے مجھ پر گذر ہوا ان کے ہاتھ میں ایک خط تھا جس کا نام
میں سے بندھا ہوا تھا اس میں کتابیں تھیں میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بھئی ہمارے بھائی کوئی۔

جب آدمی تیس ۳۰ ہزار احادیث کھ لے تو یہ اس کے لئے کافی نہیں ہوئیں وہ خاص
ہو گئے پھر میں نے کہا ساتھ ہزار دہ ہزار دہ خاص ہو گئے میں نے پھر کہا ایک لاکھ اس پر فرمانے
گئے کہ وہ حموزی کی معرفت علم حاصل کر لیتا ہے احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ امام
احمد بن حنبل نے کتب لاکھ احادیث کھیں۔ بہترین اسد عفان بن مسلم اور روح بن مہادہ سے

محمد بن اسماعیل بخاری امیر المومنین فی اللہ حدیث کیونکر ہے؟

(۹۳) حافظ ابن کثیر نے "المدایہ والنہایہ" میں امام بخاری محمد بن اسماعیل (ولادت
۱۵۷ھ وفات ۲۵۷ھ) رحمہ اللہ امیر المومنین فی اللہ حدیث کا قیاس تمام لوگوں پر خاص
فعلیت کی سوانح میں لکھا ہے کہ جب تک آپ کے لئے ممکن تھا آپ نے وہاں کے شیوخ
حدیث کی طرف سفر کیا اور جن شروں تک آپ جاسکتے تھے وہاں تک آپ طلب حدیث کے
لئے گئے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے آپ نے کتابت حدیث کی ہے امام ابن کثیر نے کہا
ہے کہ کچھ سمیت امام بخاری سے "صحیح بخاری کی سماعت ستر ہزار افراد نے کی اور میرے علاوہ
ابن ابی حاتم سے کوئی زندہ نہیں۔

پھر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ جب رات کو نیند سے بیدار ہو
جائے تو چراغ بجھالیا کرتے تھے اور حدیث کا جو کچھ خدا ان کے دل میں آیا ہوا وہ اس کو لکھ لیتے
پھر چراغ بجھالیا کرتے۔ پھر دوسری مرتبہ اپنی ہی کرتے اسی طرح تکرار پائیں مرتبہ کرتے۔

(۹۳) امام نووی کی ”تہذیب الاموال والنفقات“ میں اور تاریخ النبی کی ”طبقات النبیؐ“ الکبریٰ میں۔ امام بخاری کے احوال میں آیا ہے کہ محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ میں ایک رات امام بخاری کے گھر پر امام بخاری کے ساتھ تھا وہ احادیث پر تعلیقات کے لئے اٹھارہ مرتبہ ستر سے اٹھے اور چراغ جلا دیا۔

امام محمد بن الواری بخاری نے کہا کہ امام ابو عبد اللہ بخاری کے ساتھ جب میں سفر پر ہوتا تو ایک رات میں ہم کچا بکرا پیدا رہی کی حالت میں جمع ہوتے۔ میں ان کو دیکھا کہ وہ ایک رات میں چند وہیں مرتبہ اٹھے اور چٹائی کے گرد کچا کرا چراغ جلاتے بکرا احادیث کا مجموعہ نکالتے ان پر نشان لگاتے بکرا سر رکھ لیتے سحری کے وقت تیر روکت نماز پڑھتے۔ مجھ کو نہیں چکا کرتے تھے میں نے ان کو کہا کہ آپ اپنے کپسے پر اپنی مشقت برداشت کرتے ہیں اور مجھے نہیں چکا تو فرمانے لگے کہ تم جو ان کو میں تمہاری نیند خراب کرتا نہیں چاہتا۔

ایک دن ہم ”لینز“ میں تھے میں نے دیکھا کہ چپٹے ہوئے پیرا جب آپ کتاب التفسیر لکھ رہے تھے۔ اس دن آپ نے توحید کا احادیث میں اپنے آپ کو بہت زیادہ تھکا دیا تھا میں نے کہا کہ اے ابوالفضل! آپ کو کبھی کام بغیر غرض کے نہیں کیا جب آپ آپ کو دشمن تھا ہے تو آپ نے اپنے کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ میں آج بہت تھکا چکا ہوں۔ یہ وہ بہت مجھ کو خوف پیدا ہوا کہ کب تک دشمن! طرف سے ہم کو کوئی معاملہ پیش نہ آئے۔ اس سے میں نے چاہا کہ میں کچھ سزا دیتا کہ اس معاملہ کے لئے چٹائی پکڑ لوں کہ اگر آپ کب دشمن ہوں تب غلوں مارے تو ہم میں بھی ان کے مقابلہ کی قوت ہونی چاہئے۔ آپ پر اندازہ کی گئی ساری بھی کیا کرتے تھے میں ان کے ساتھ اپنے حوالے سفر میں بھی نہیں دیکھا کہ ان کے تیر کا نشان نہ تھا وہ ابو سرائے ایک مرتبہ کے اور گھوڑوں میں تو کوئی آپ سے آئے نہیں مل سکتا تھا۔

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی استطاعت نہیں ہوتی:

(۹۵) قاضی عیاض کی ترتیب البدائع میں ماہی لقیہ محدث ”عاصم بن محمد بن

عمر دانی (ولادت ۳۵۰ھ وفات ۴۲۰ھ) رحمہ اللہ کی سوانح میں آیا ہے ماہی کہتے ہیں کہ محمد بن محمد بن ابی لؤی کی مجلسی اور امام کا جاتا تھا امام ایک دن ان کے پاس تھے اور درجہ کتاب کی تصنیف و تالیف میں مشغول رہے وہ کھانا نہ کر آئی اور عرض کیا کھانا کھائیے تو انہوں نے کہا میں اس وقت مشغول ہوں جب انتظار کرتے کرتے کافی دیر ہوئی تو اس نے ایک تھراں کے منہ میں داخل شروع کر دیا یہاں تک کہ کھانا ختم ہو گیا وہ جس کام میں تھے اس کو طول دے رہے تھے یہاں تک کہ صبح کی اذان ہو گئی تو فرمایا امام ہماری رات میں مشغول رہے لا جو کھانا وغیرہ تمہارے پاس ہے اس سے کھانا میرے سر وار دلو تھرا لکھ کر میں آپ کے منہ میں ڈال چکی ہوں تو فرمایا مجھے تو اس کا احساس بھی نہیں ہوا۔

(۹۶) خلیفہ بغدادی کی ”تاریخ بغداد“ اور حافظ صری کی ”تہذیب الکمال“ میں امام دینی ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ علی بن ابراہیم امیر المومنین کی اللہ بیٹ امام بخاری امام مسلم امام ابو داؤد امام ترمذی امام نسائی ان مابہ وغیرہ کے شیخ اور استاد (ولادت ۲۵۰ھ وفات ۳۲۰ھ) رحمہ اللہ کی سوانح میں آیا ہے۔

ابو عبد اللہ الحاکم کہتے ہیں کہ میں نے ابوالفضل احمد بن زید ابو عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا آپ فرمایا ہے کہ کبار کبار کی مجلسیں میں نے لی تھیں کہ میں نے اپنے والد محمد بن یحییٰ علی دینی کے پاس گھری کے موسم میں قبول کے وقت داخل ہوا وہ اس وقت اپنے کتب خانہ میں تھے اور کمرے کی چھٹی کی وجہ سے سامنے چراغ مل رہا تھا تو میں نے عرض کیا یا جان یہ سخت گرمی کا وقت ہے اور دن کے وقت کا یہ جواس آپ کو تکلیف دے گا۔ آپ اپنے آپ کو کچھ راحت یوں نہیں دیتے تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹے تم مجھے یہ بات کیوں کہتے ہو جبکہ میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور تابعین کے ساتھ ہوں ان کی مجلس پاؤں میں کی طرح صاف ہیں ان کی ہوا رنگ اور ذائقہ پاکیزہ ہے۔

(۹۷) قاضی عیاض کی ”ترتیب البدائع“ اور ”الدرع“ میں محمد بن ابراہیم بن عبدوس عمر دانی ماہی لقیہ اور امام (ولادت ۳۵۰ھ وفات ۴۲۰ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔ محمد بن محمد بن ابراہیم دانی نے ذکر کیا کہ محمد بن عبدوس نے تیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وقت سے

(۹۳) امام نووی کی "تہذیب الاسماء واللغات" میں اور تاج المجل کی "طبقات الشافعیہ" لکھنوی میں۔ امام بخاری کے احوال میں آیا ہے کہ محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ میں ایک رات امام بخاری کے گھر پر امام بخاری کے ساتھ تھا وہ احادیث پر تعلیقات کے لئے افکار و مرتبہ ستر سے اٹھے اور چراغ بجایا۔

امام محمد بن ادریس القاری نے کہا کہ امام ابو عبد اللہ بخاری کے ساتھ جب میں سفر پر ہوتا تو ایک رات میں ہم کبھی کبھار بیداری کی حالت میں جمع ہوتے۔ میں ان کو چمکا کر وہ ایک رات میں چندہ میں مرتبہ اٹھتے اور چٹاکی لے کر آگ جلا کر چراغ جلاتے پھر احادیث کا مجموعہ نکالتے ان پر نشان لگاتے پھر سر رکھ لیتے "سحری کے وقت حیرہ رکعت نماز پڑھتے۔ مجھ کو نہیں چمکایا کرتے تھے میں نے ان کو کہا کہ آپ اپنے گھس پر اپنی مشقت برداشت کرتے ہیں اور مجھے نہیں چمکاتے تو فرمائیے گئے کہ تم کو جوان ہوش تھا میری نیند خراب کرتا نہیں چاہتا۔

ایک دن ہم "عمر بن" میں تھے میں نے دیکھا کہ چٹ لپٹے ہوئے ہیں جب آپ کتاب التفسیر لکھ رہے تھے۔ اس دن آپ نے تخریج احادیث میں اپنے آپ کو بہت زیادہ تھکا دیا آخر میں نے کہا کہ اسے ابو عبد اللہ نے آپ کو کہتے :۔ سے سنا ہے کہ آپ نے کوئی کام بغیر علم کے نہیں کیا جب سے آپ :۔ بوش سنبھالا ہے تو :۔ نے پلٹنے کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ تو فرمایا کہ میں آج بہت تھک چکا ہوں :۔ یہ حد نہ مجھ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کسی دشمن اُطراف سے ہم کو کوئی معاملہ پیش نہ آئے اس لئے میں نے چاہا کہ میں کچھ سزاوت کر کے اس معاملہ کے لئے تیاری بکھولوں کہ اگر اچانک دشمن ہم پر شب خون مارے تو ہم میں بھی ان کے مقابلہ کی قوت ہونی چاہیے آپ تیرا انداز ہی کے لئے سواری بھی کیا کرتے تھے میں ان کے ساتھ اپنے طویل سفر میں کبھی نہیں دیکھا کہ ان کے تیر کو کتنا زلخا ہوا ہو سوائے ایک مرتبہ کہ اور گھوڑہ دوز میں کوئی آپ سے آئے جس نے غل سکتا تھا۔

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی استطاعت نہیں ہوتی:

(۹۵) قاضی عیاض کی ترتیب المدا رک "میں ماہی فقیہ محدث امام محمد بن یحییٰ

الحمروانی (ولادت ۳۵۰ھ وفات ۴۵۰ھ) رحمہ اللہ کی سوانح میں آیا ہے ماہی کہتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ کی ایک لکھنوی میں اسی کا نام عام کیا جاتا تھا امام ایک دن ان کے ہاں تھے اور درجہ کتاب کی تصنیف کا تالیف میں مشغول رہے وہ کھانا لے کر آئی اور عرض کیا کھانا کھا بیٹے تو انہیں نے کہا میں اس وقت مشغول ہوں جب انتظار کرتے کرتے کافی دیر ہوئی تو اس نے ایک لکھنوی کے سند میں ابو النضر دیکھا دیا یہاں تک کہ کھانا ختم ہو گیا وہ جس کام میں تھے اس کو طول دے رہے تھے یہاں تک کہ صبح کی اذان ہو گئی تو فرمایا امام بخاری ہم رات ہم مشغول رہے لاؤ کھانا وغیرہ تمہارا سے پاس ہے اس نے کہا میرے سر دار وہ تو لکھنوی کے میں سے آپ کے سند میں داخل چل ہوں تو فرمایا مجھے تو اس کا احساس بھی نہیں ہوا۔

(۹۶) خطیب بغدادی کی "تاریخ بغداد" کا حافظہ سوزی کی "تہذیب الکمال" میں امام دحل ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ اللہ علیہ السلام بنیہا داری امیر المومنین کی الہیہ امام بخاری امام مسلم امام ابو داؤد امام ترمذی امام نسائی ابن ماجہ وغیرہ کے شیخ اور استاذ (ولادت ۳۵۰ھ وفات ۴۵۰ھ) رحمہ اللہ کی سوانح میں آیا ہے۔

ابو عبد اللہ امام کہتے ہیں کہ میں نے ابی احمد بن زید البغدادی کو کہتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ابو زکریا یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے کہا کہ میں نے اپنے والد محمد بن یحییٰ اللہ علیہ السلام کی عمری کے موسم میں قبول کے وقت داخل ہوا وہ اس وقت اپنے کتب خانہ میں تھے اور کمرے کی تاریکی کی وجہ سے سامنے چراغ جل رہا تھا تو میں نے عرض کیا اباجان یہ سخت گرمی کا وقت ہے اور دن کے وقت کا یہ حوال آپ کو تکلیف دے گا۔ آپ اپنے آپ کو کچھ راحت کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹے مجھے یہ بات کیوں کہتے ہو جب تک میں اس وقت تک کیم صلی علیہ وسلم صحابہ کرام اور تابعین کے ساتھ ہوں ان کی مجلس با منجھل کی طرح صاف ہیں ان کی ہوا زک اور اللہ کا کیزہ ہے۔

(۹۷) قاضی عیاض کی "ترتیب المدا رک" اور "الملاح" میں محمد بن ابراہیم بن عبدوس الحمروانی ماہی فقیہ اور امام (ولادت ۳۵۰ھ وفات ۴۵۰ھ) رحمہ اللہ کی سوانح میں آیا ہے۔ لکھنوی محمد طہار نے ذکر کیا کہ محمد بن عبدوس نے تیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے

حاضر ہو جائے جب وہ اچانک نکلے تو گھبرا گئے اور کہا تیری جاگرت ہو تو کون ہے انہوں نے کہا میں عبداللہ الاندلسی ہوں ابوبلی نے کہا تم کب تک میرے پیچھے گئے رہو گے تو جواب دیا کہ نہ میں کے دل پر میں آپ سے الگ نہیں ہوں گا۔

اس پر بن حکم نے اس پر اضافہ کیا ہے کہ گھوڑا بیان کیا میرے شیخ ابو حیان الاندلسی نے (الفن کو زندگی دے) کہ یہ عبداللہ انڈس واپس آ رہے تھے۔ جب ان کے اور ان کے شہر کے درمیان دو دن کی مسافت رہی تو وہ کشتی کو ڈوب گئی اس کے تمام سوار عبداللہ انڈس سمیت فرق ہو گئے اور اپنے ساتھ بہت سا مال لے گئے جو وہ اپنے ساتھ حراتی سے لائے تھے۔ (روعت الفتنہ ص ۱۷۱)

(۱۰۳) قطبی کی "ایضاً بارادۃ علی ایضاً الخ" میں ابو نصر بارون بن موسیٰ بن صالح بن جندل القسوی ادیب نحوی القرطبی المعروف ابن جندل القسوی (وفات ۱۰۳۰ھ) کہ عبداللہ کی سوانح میں آیا ہے۔

ابو نصر بارون بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ہم ابوبلی القالی الفہد ادبی و مراد اللہ کی مجلس میں آتے جاتے تھے جب وہ "المنذور" کا قریبی "جامع الزہراء" میں المداہ کر دیا کرتے تھے۔ یہ موسم بہار تھا۔ ایک دفعہ راست میں مجھے بارش نے آیا۔ میں ابلی شیخ کی مجلس تک نہ پہنچ پاتا تھا کہ میرے تمام کپڑے بھجک گئے۔ میرے قریب ابوبلی اصل قریب کے سردار تھے انہوں نے مجھ کو اپنے قریب ہونے کیلئے فرمایا۔ اور کہا ابو نصر ذرا شہر جاؤ یہ جو صورت حال تم کو پیش آئی ہے یہ جلد ختم ہو جائے گی۔ اس طرح کہ ان کی کپڑوں کو اتار کر دوسرے مکن لو۔ شیخ ابوبلی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا تھا جس کے نشان میرے جسم پر قریب چائیں گے۔ پھر فرمایا کہ میں حضرت مجاہد ابو مراد اللہ کی مجلس میں حاضر ہوا تھا۔ ایک مرتبہ میں رات کے آخری حصہ میں ان کی مجلس کی طرف گیا تھا کہ ان کے قریب بیٹھنے کی جگہ حاصل کروں جب میں اس جگہ پر پہنچا جس سے ان کی مجلس میں داخل ہوا تھا۔ وہ دن تھا اور اس کا کھانا میرے لئے دھوا تھا میں نے کہا بسم اللہ میں اتنا جلدی آؤں اور ان کی مجلس میں نہ جا سکوں میں ان کے گھر کے پاس زمین میں سرگس میں گھس گیا۔ جب میں اس کے درمیان پہنچا تو وہ مجھ پر ٹک ہو گیا کہ نہ تو مجھ کو

حاکم کہتے ہیں کہ میں نے دو مرتبہ ان کی طرف سفر کیا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ تعریف و تالیف کے لئے کب فارغ ہوتے ہیں تو فرمایا میں نے رات میں حصوں پر تقسیم کی ہے ایک حصہ میں تعریف کرتا ہوں اور ایک حصہ میں قرآن کریم کی تلاوت اور ایک حصہ میں نیکو کرتا ہوں حاکم کہتے ہیں کہ آپ امام عابد زہاد کا کمال ادب والے تھے۔ میں نے ان سے ابھی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا آپ میرا معروف اور غمی بنی لشکر کیا کرتے تھے۔

(۱۰۴) حافظ دہلی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں امام طبرانی کی سوانح میں لکھا ہے کہ وہ حافظ امام علامہ "ابن عقیقہ الحافظ" ابو القاسم سلیمان بن احمد القسوی طبرانی بنیدہ و بنا میں (وفات ۱۰۳۰ھ) ایک صدی اور دس ماہ کی عمر آپ نے مکمل کی آپ کی امداد بیٹ سے تمام ممالک بھر گئے تھے ان کی تالیفات کی تعداد (۵۰) سے تجاوز ہے و کوئی کہتے ہیں کہ امام طبرانی نے کثرت امداد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں جس تک میں پوری پر ہوا ہوں۔

(۱۰۵) قطبی کی "ایضاً بارادۃ علی ایضاً الخ" میں عبداللہ بن جندل ادبی الاندلسی ابوبلی الفہد کے صاحبی جو ان کے کوہا بن گئے ہوئے ۳۰ھ میں دریا میں غرق ہو کر فوت ہوئے رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح میں آیا ہے۔

کہ عبداللہ انڈس میں ابوبلی القالی کی صحبت میں رہے ان سے اخذ و تحصیل علم کے بعد مشرق کا سفر کیا اور پھر ابو سعید خدری سے ملے اور ابوبلی الفہد کی صحبت میں رہے ان کے پاس قیام کے دوران اور جب فارس کا سفر کرتے تھے اس دوران بھی ان سے بہت علم حاصل کیا اور مکالم کو پہنچے۔

ابوبلی الفہد کے ساتھ ان کی خبر میں یہ بھی ہے کہ ایک دن ابوبلی انڈس میرے میں مسجد کی طرف نماز کے لئے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے جانوروں کے چارہ دے کھینچے اور کمرے سے یہ نکلے ان کے جانوروں کے چارہ دے کھینچے کہ جگہ گھر سے باہر تھی عبداللہ نے رات اس میں گزار دی تاکہ دوسرے طلبہ سے بہت بچاتے ہوئے ان سے پہلے رات میں ہی سب کے لئے حاضر ہو جائے جب وہ اچانک نکلے تو گھبرا گئے اور کہا تیری جاگرت ہو تو کون ہے انہوں نے

لکھنے کی قدرت رہی اور نہ کمزور ہونے کی پُرس میں زور لگاتا ہوا مجھتا ہوا چلا گیا۔ میں نے زبردستی اس کو پار کر لیا لیکن میرے کپڑے پھٹ چکے تھے اور اس سرنگ کے ٹھک ہونے سے میرا جسم اتنا متاثر ہوا کہ میری ہڈیاں ظاہر ہو گئیں تھیں۔ لیکن مجھ پر اللہ نے احسان فرمایا کہ میں لکھ گیا۔ اور اسی حالت میں شیخ کی مجلس میں پہنچ گیا۔ انہوں نے فرمایا تو کہاں تھا میں نے پیش آ رہا وہ اللہ بیان کیا انہوں نے یہاں شاعر بن گئے۔

دہبت للمجدد والساعون قد بلغوا

جهت السلفوس والفقوا حونه الازرا

میں بلند مرتبہ کے حصول کے لیے آہستہ چال سے چلا اور تیزی کرنے والوں نے اپنے آپ کو تھکا دیا اور بلند مقام تک رسائی سے پہلے ہی اپنی قوت ختم کر دی۔

فابعدوا المسجد حتى مل اكرهم

وعاشق المجدد من اولي ومن عصر

انہوں نے مشقت سے فضیلت اور مقام حاصل کرنا چاہا۔ جبکہ ان کی اکثریت پہلے ہی تھک چکی تھی۔ مقام اور مرتبہ اس کا حاصل ہوا جس نے پرہیز کیا اور میر کیا۔

"لا تحسب المسجد تيموا انت اكفله لن تبلغ المجد حتى

تعلق الصبر"

فضیلت مقام اور جگہ کوئی کمزور کا ذات نہیں کہ تم اس کو کھالو گے مقام و مرتبہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اپنے اندر لگلو۔

ابو نصر کہتے ہیں کہ تم نے ان کے ان اشعار کو "فراود" میں ان کی جگہ آنے سے پہلے ہی لکھ لیا اور ان کی اس حکایت سے مجھ کو تسلی ہو گئی۔ اور کپڑوں کے پھٹنے والا معاملہ پر آسان ہو گیا میں نے ان کے پاس آنا تیار یا وہ کہہ دیا کہ فلا تک میں ان سے الگ نہ ہوا

ایک فقید کا پسندیدہ مشغلہ کیا ہو اور اس کی دوستی کس سے ہو؟

(۱۰۵) تاجی میاضی نے "ترتیب المدا رک" میں ابو عمر احمد بن عبد الملک لا ھمیلی

العرف ابو الھکوی قرطبی ابولس کے فقہاء کے اپنے وقت کے شیخ (ولادت ۳۳۳ھ و وفات ۴۱۵ھ و مراد اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔

کہ ان کی تمام عمر میں ان کا پسندیدہ مشغلہ درس ہی رہا ہے۔ دن اور رات کسی لمحہ بھی وہ اس میں مست نہیں ہوتے تھے اور اسی میں ان کی لذت تھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کا ایک دوست صہب کے موصفہ پر ان کی ملاقات کے لئے آیا وہ ان کے گھر کے اندر پہنچنے تک کھلا ہوا تھا وہ بیٹھ کر انتظار کرنے لگے انہوں نے آئے میں تاخیر کر دی ان کو بتایا گیا کہ وہ لگے ہیں اس حال میں کہ کتاب پر ان کی نظر گئی انہیں دوست کا احساس ہی نہ ہوا اسی میں ان کو فکور گئی کیونکہ ان کا تمام خیال کتاب دیکھنے پر مجتمع تھا اس سے وہ چھوٹا ہو گئے انہوں نے اپنے دوست کو سلام کیا اور ایک گہرے مسئلے میں انہما کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹے میں تاخیر پر معذرت کی جب تک وہ مسئلہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کھول نہیں دیا۔

ان کے دوست نے کہا کہ صیحا کا دن اور مستون راحت کا وقت اور آج کا دن انہما کی فرمایا ہاں جب نفس سر بیض ہوتا ہے تو پھر وہ اس قسم کی معرفت کا شوق پاتا ہے اللہ کی قسم میری راحت اور لذت کتاب دیکھنے اور کتاب خوانی کے علاوہ کسی دوسری چیز میں نہیں۔

ابن عسیر کہتے ہیں کہ تادم میں علم کی سرداری ان تک پہنچنے والی تھ کہ یہ کچھ عین یحییٰ کے ہم پیر قرار پائے ان کی موجودگی میں۔ اور تمام فقہاء سے بڑے قرار پائے اور ان کی رائے سے تمام احکامات کا اجراء ہونے لگا انہوں نے ہادشا و پر بھرائی کی اندلس میں دور دور تک ان کی شہرت پھیل گئی انہوں نے سرداری حیات سے زندگی بسر کی ان کی زندگی کی باتیں مشہور و معروف ہیں۔

بوعلی سینا کے بچپن، نوکریں اور جوانی کے حالات

(۱۰۶) قاضی ابن عفان "وفیات الاعیان" میں حسین بن عبداللہ بن سینا المعروف ابو علی سینا عالم صاحب فن فلسفی، مشہور طبیب (ولادت ۹۸۰ء وفات ۱۰۳۷ء) کی سوانح میں لکھتے ہیں۔

کہ جب وہ اپنی مری کے دسویں برس میں تھے تو انہوں نے قرآن عزیز اور ادب پختہ یاد کر لیا تھا۔ اور اصول الدین بن حاسب الجبراء مناظر کی بھی بہت سی اشیاء یاد کر لی تھیں۔ پھر انہوں نے علم منطق، اقلیدس اور خطی میں دسویں پید کیا اور اپنے شیخ حکیم ابو عبداللہ انکی سے کئی مباحثہ آئے نکل گئے۔ اس کے باوجود تحصیل علم کے لئے شیخ اسماعیل ازہرہ کے پاس آتے جاتے رہے اور دیگر علوم طبعیات، طبیعیات وغیرہ کی تحصیل میں بھی مشغول رہے اللہ کریم نے ان پر علم کے دروازے کھول دئے تھے پھر اس کے بعد ان کو علم طب کی طرف رجعت ہوئی۔ اور اس علم کی کتب معتمد میں آپ نے غور و تامل کیا۔ اور محض تعلیم و تفسیر کے لئے آپ نے علاج مبالغہ کیا کمالی معتمد و تہذیبی علم طب آپ نے حاصل کیا یہاں تک کہ بہت قلیل عمر میں آپ حقد میں اور حرافین پر فائز ہو گئے۔ اور اس فن میں آپ مدیم الطیر فقید الشمل ہو گئے اس فن کے ماہرین اور فضلاء آپ کی مجلس میں آنے جانے لگے اور ان سے اس فن کی مختلف اقسام اقلہ کئے گئے تجربہ اور اقسام علاج پڑھتے رہے۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً سولہ برس تھی۔

علم کے ساتھ اعتدال کے زمانہ میں وہ بھی کبھی پوری رات میں سوئے تھے اور دن میں بھی سوائے مطالعہ کے کسی دوسری چیز سے مشغول نہ تھے۔ اور جب کبھی ان کو کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو دشواری کے سہرہ میں چلے جاتے۔ نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کرتے کہ میرے استادان کر دے اور اس کے ملاحظات مجھ پر محمول دے وہ اپنے زمانہ میں اپنے علم ذکاوت اور تصانیف میں غور تھے انہوں نے مختلف علوم فنون کی چھوٹی بڑی تقریباً ایک سو کتابیں تصنیف کیں۔

حالات جان کنی میں علم کی حرص:

(۱۰۷) باقوت الجوی کی "مجموعہ دہا" میں علامہ ظہیات دریا نیات میں لکھا "مورخ" لغوی اور طب علم حشر کے جامع محمد بن احمد الخوافزی ابو یحییٰ بن المیرونی (ولادت ۱۰۳۷ء وفات ۱۱۰۱ء) امر اللہ کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ ابو یحییٰ بن المیرونی "عربی وسنت" اور عام امور میں عظمت شان رکھنے کے باوجود تحصیل علم میں شہمک تھے اور تصانیف کتب میں کوشش کرنے والے تھے مختلف ابواب کھولتے اور اس کی گہرائی اور مہارتی باتوں کا احاطہ کرتے کبھی ان کے ہاتھ سے قلم آکھ سے نظر زل سے گزرا لگ نہیں ہوا۔ سوائے ضروری کھانے اور ضروری لباس کے وقت پھر سال کے تمام ایام میں ان کی حالت ایسے عالم کی ہوئی کہ وہ علم کے چرے سے اشکالات کا پردہ اور اس کی آستینوں سے ہنر شوں کے پوشیدہ پردوں کو دور کرتے۔

فقیر ابو یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن العوف الجعی نے بیان کیا کہ میں ابو یحییٰ بن المیرونی کے پاس گیا وہ اس وقت جان کنی کے عالم میں تھے ان کا سانس اکھڑ رہا تھا اور سینہ تنگ ہو گیا تھا اس حالت میں مجھ سے کہنے لگے کہ جہد قاسدہ (دانی) کی میراث کے بارے میں ایک دن مجھ سے تم نے کیا کہا تھا۔ میں نے ان پر شفقت کی وجہ سے کہا کہ اس وقت اس حالت میں آپ کو اس مسئلہ کی حاجت پیش آئی تو فرمانے لگے کیا یہ بہتر ہوگا کہ میں دنیا کو اس حالت میں انوار کھوں کہ میں اس مسئلہ کا عالم ہوں نہایت اس کے کہ میں دنیا سے رخصت ہوں اور اس مسئلہ سے جاں داروں میں نے وہ مسکنان پر دہرایا انہوں نے اس کو یاد کیا "سینا" میں ان کے پاس سے رخصت ہوا ابھی میں راست میں تھا کہ میں نے ان کی موت کا اعلان سنا۔

امام الحرمین کی مشرق و مغرب میں علمی شہرت کے باوجود انہوں نے تلمذ طے کرنا

(۱۰۸۸ء) حافظ ابن مبرا کے "تجلی کذب المنقری" میں جہ نہیں نے امام ابو الحسن الاشعری کی طرف منسوب کیا ہے اور تاج اشکی نے "طبقات الطائفة الکبریٰ" میں امام الحرمین ابو المعالی عبدالملک عبداللہ الجبیری مینا پوری "شافعی فقیہ" اصولی حکم صاحب فراسنہ "جہ الامام قرانی کے شیخ (ولادت ۳۹۹ھ و وفات ۴۸۸ھ) کو حوالہ کی سوانح میں لکھا ہے۔

ان کے شاگرد حافظ کھٹ: "ابو الحسن عبدالقادر بن اسماعیل القادری نے اپنی کتاب "المساق فی تاریخ شیباز" میں کہا کہ وہ امام قادری علی الاطلاق ہیں۔ شریعت کے عالم ہیں۔ شرفا غریبان کی انصاف جمع علیہ ہے۔ عرب و عجم کے ذہین اور سرمد آواز و لوگ ان کی فضیلت کے سرف خئے ان جیسا آئندہ نے کسی پہلے دیکھا تھا اور نہ کسی بعد میں دیکھے گی عبارت کو وسعت دینے کا اٹھکان کو خطا کر لیا تھا جو کسی دوسرے کے حصے میں نہ آیا تھا نہیں تک کہ جو ان شاعر کا تذکرہ لوگ بھول گئے ہیں وہ اپنے ہم معروض سے فائق خئے آپ حال قرآن خئے مندر و رفعا و بلحا کو آپ نے عاجز کر دیا تھا" ہر صنف کی حد سے آپ چھوڑتے جو فہم بھی آپ کی کوئی خبر نہ ہو کوئی اثر دیکھنا مشاہدہ کرتا تو وہ اقرار کرتا کہ یہ خبر دوسری خبروں سے بدتر ہے یا بخیر اور زیادہ بھی ہے قرطب کے زمانے کا ہے۔

وہ درس دیا کرتے تھے اور ہر درس مستقل اور اقل میں واقع ہوتا تھا کسی کلاس میں یا ہواوی نہیں ہوتی تھی۔ اور نہ تعلیمی ہوتی تھی کہ اس کو درست کرنے کی ضرورت پیش آتی چکے ہوئے نکلی کی طرح چلنے جاتے۔ مناسب آواز کے ساتھ کہ جہار کوک ہوتی۔ ان کی بول چال کو حکمت و فصاحت ظاہر کرنے والے اور کام کو کہا کرنے والے نہیں پاسکتے تھے۔ ان کی کتابوں میں جو طبع کام پایا جاتا ہے وہ فصاحت و بلاغت کی حقیقت ہے۔ جو کہ ان کی زبان پر ہوتا تھا

وہ زیادہ میں کم اور صوبہ سندھ کے مقابلہ میں چلو بھرتا تھا ان کے محمود و مشہور جان کے مقابلہ میں۔

جب ان کے والد امام ابو الجبیری رحمان فوت ہوئے تو ان کی عربیوں برس کے ملک چمک تھی۔ ان کو ان کی جگہ درس کے لئے بھانجا گیا۔ انہوں نے درس کے اسی رنگ اور دستور کو برقرار رکھا یہاں کا درس ختم کرنے کے بعد "مجلس المدینہ البیہ" میں جاتے وہاں استاد امام ابو القاسم اسکاف الاسفرائینی سے اصول اور اصول فقہ کی تحصیل کرتے۔ ان کی مجلس کی پابندی بھی کیا کرتے تھے۔ شاہ متکون میں میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ اسی دوران اصول کے کی از او پر انہوں نے تحقیقات نہیں۔ اور تقریباً سو اہل اہل کا میں نے مطالعہ کیا۔

تحصیل علم میں فراغت تک وہ دن کورات کے ساتھ طے اپنا درس شروع کرنے سے پہلے وہ روزانہ صبح سویرے مسند ابو عبداللہ القادری کی مجلس میں جاتے ان کو قرآن کریم سناتے اور درس وقت درس میں جن امور پر مواظبت ضروری ہوتی ان کی تحصیل و احتیاس کرتے۔ پھر آپ نے مینا پور کے مدرسہ سلفیہ کی تدریس خدمت میں سال بغیر حراست کے سرانجام دینا عراب "مہر خطابت" تدریس "مہر خطابت" آپ کے لئے فہم خئے اور دیگر تمام جاس بھی آپ کے لئے چھوڑ دی گئی تھی۔ آپ کے درس میں اکابر اور طلبہ کرم فہم حاضر ہوتا تھا۔ آپ کے سامنے روزانہ اندر اور طلبہ تقریباً تین سو بیٹا کرتے تھے۔ میں نے دوران گفتگو ان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں عادت نہ تھا کہ انہوں اور نہ سوتا ہوں۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا سو جاتا ہوں دن بولیا رات۔ اور جب بھی کھانے کی ہضما دی ہوتی ہے تو کھا لیتا ہوں دن بولیا رات ان کی لذت فرحت میری قدر ختم کر دیا کہ طلبہ کو قطع پہنچا تھا میں طرح سے بھی ہو۔

امام الحرمین کے شہر مینا پور میں ۵۹۹ھ میں شیخ ابو الحسن علی بن فہال بن علی الجہمی الطبرانی تخریف لائے تو آپ نے ان کی شاگردی شروع کر کے ان سے نحو پڑھنا شروع کر دیا اس وقت امام الحرمین کی عمر چالیس برس تک پہنچ چکی تھی۔ آپ اپنے وقت اور زمانہ کے امام بن چکے تھے وہ روزانہ ان کو اپنے گھر لے جاتے اور ان سے ان کی کتاب "التکبیر الذہبی فی صناعت الادب" پڑھتے۔ امام ابو الحسن الجہمی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس امام

سے زیادہ کسی کو علم کا عاشق نہیں دیکھا۔ کہ یہ علم کو علم ہی کے لئے طلب کرتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی تھی۔

جس نے سرورِ مگرِ علم کے لیے برداشت نہیں کی اس کے لیے کوئی خیر نہیں:

(۱۰۹) ”تذکرۃ الخطا“ میں حافظ حمیدی محمد بن قزوح الاعرجی بغدادی کو امام ابن حزم اور خطیب بغدادی کے شاگرد (دو اہلِ دلت اور ائمہ) سے درجہ دو کلمات درج فرماتے ہیں (درجہ اول) کی سوانح میں آیا ہے۔

امیر ابن کولہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے دوست حمیدی کی طرح کسی کو سخت پاکدامنی اور علمِ مشغول میں متہنک نہیں دیکھا۔ آپ نے تاریخِ اعراسِ تصنیف کی۔ اور ہم باطنی کہتے ہیں کہ میری نظر میں حمیدی جیسا صاحبِ فضیلت ”سرازم گبرہ“ علم والا اور علم کی نشرواشاعت والا کوئی نہیں، یعنی ایمن الہیاء کہتے ہیں کہ حمیدی کی سخت محنت و مشقت میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ سخت مگرِ علم کی رات میں کھڑا کرتے تھے۔ اور خشک حاصل کرنے کے لئے بڑے برتن جس میں کچڑ سے دھوئے ہیں بیٹھا کرتے تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ جس نے سرورِ مگرِ علم برداشت نہیں کی اس میں کوئی خیر نہیں۔

ابو الفتح ابن بابران علم کے لیے ضربِ المثل:

(۱۱۰) تاریخِ اسیکی ”طبقات الشافعیہ“ لکھتی ہیں ”امام ابو الفتح ابن برحان احمد بن علی بغدادی حنبلی پھر شافعی مسلک (دو اہلِ دلت سے دو کلمات درج فرماتے ہیں) کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ پہلے حنبلی المذہب تھے پھر شافعی مذہب اختیار کیا۔ شافعی غزالی اور انکیا لکھنوی سے نقد حاصل کی۔

دو بڑے بزرگ جن والے عجیب فطرت والے تھے آپ جو چیز بھی سنتے وہ آپ کے دامن میں جاست ہو جاتی ”علم پر آپ نے اتنی سوانح کی کہ آپ کا علم کے لئے ضربِ المثل بن گیا“ سڑکی اچھا یہ تک کہ ہوتی ان کے دروازے پر چڑھا کا کا تا کھم ہوتا کہ ان کی حالت اس حد تک پہنچ گئی کہ ان کا تمام دن مگرِ علم سے مشغول رہتا کہ بعد تک دس علم میں صرف ہوتا۔

نقل کیا گیا ہے کہ ان سے ایک جماعت نے امام غزالی کی ”احیاء العلوم“ کے پڑھنے کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس تمہارے لئے وقت نہیں ہے۔ وہ وقت متعین کرنے لگے وہ جس وقت کا نام چاہتے تو یہ فرماتے کہ اس وقت میں فلاں سنی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے احیاء العلوم کے درس کے لئے آدھی رات کا وقت متعین ہوا۔

شیخ عبدالفتاح کا اکتھار ساف:

(۱۱۱) عبدالفتاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے آپ امام ابن برحان رحمہ اللہ کے علم کی نشرواشاعت پر ثابت قدمی نقل وادار پر اپنے آپ کو پابند کرنے کی طرف غور کریں اور ان علم کے سوانح علماء کے اس شوق پر اور چلانے والی دلی برہمی نظر رکھیں جو شیخ کے پاس پڑھنے کے لئے سوائے آدھی رات کے دوسرا وقت نہیں پاتے۔ اس وقت کو تیسرت کچھ کر وہ قرآن و تہذیب و شوق کے ساتھ آتے ہیں اللہ ہی کے لئے ہے ان مشائخ اور علماء کے ذوق و شوق کی خوبی ان طلبہ میں علم کی محبت کتنی زیادہ تھی اور شیخ سے تحصیلِ علم اور تعلیمِ علم کی ان میں کتنی حرص تھی اور ان شیوخ کو طلبہ علم تک پہنچانے اور اشاعتِ علم میں کتنی ثابت قدمی تھی تاکہ کائنات ادا ہو جائے اور عہدِ جاہل ہو جائے۔

موجودہ زمانہ کے طلبہ کی حالت دیکھ کر ”اللہ والہ الہدرا جھون“ پڑھنے کوئی چاہتا ہے۔ جو کچھ بھی سمجھتے ہیں شکر بیٹھے رہتے ہیں کہ کب پچاس منٹ کے درس سے فارغ ہو کر کلاس سے ٹھیک سے اور یہ سنی بھی راحت کے اوقات میں بہترین دل کے نشاط سے ”تجمع دھن“ سے گرمیوں کے فتنے اور سردیوں کے گرم احاطے سے ”علم کے احاطے سے“ ٹھیکے ہوئے جو ایک دوسرے پر بھیڑ کرتے ہیں گن کہ جس طرح آگ سے نکل کر بھاگ رہے ہوں یا خاتمِ قافل کی شکل سے فرار ہو رہے ہوں۔

امام ابو اسحاق سبغانی نے اس موقع پر اپنی کتاب ”الانساب فی دہم الصغانی“ میں ابو عبداللطیف المراقی الشافعی رحمہ اللہ کے جو اشعار نقل کئے ہیں وہ نہایت لطیف اور جامع ہیں۔ فرمایا:

اذا وبت شباب الحی قد نشأ "لا یقلون فلال الحیم والورقا.
ترجمہ "جب تم مجھے کہے تو جوانوں کو اس حالت میں نشوونما پاتے ہوئے
دیکھو کہ وہ سیاہی کی دسات اور گندہ کے ستے اٹھائے نہیں بھرتے۔
ولا یولعہم لیس الاشیاع فی حلی، یعون من صلیح الاشیاع ما یستلقد
ترجمہ "اور آپ ان کو شہرے کے سفروں میں بھی اچھے اور نیک اشعار سے
معلومات حاصل کرتے ہوئے بھی نہ دیکھیں۔
فلوہم عک واعلم انہم جمع، قد بدلوا بعلو الہمة الحفظہ.
ترجمہ "ان کو چھوڑ دیجئے اور سمجھئے کہ یہ وحشی ہیں انہوں نے علم ہی کو
بیوقوفی میں بدل دیا۔

(۱۱۳) عربیت کے علامہ یحییٰ اہل لسان ابو القاسم ابو یوسف نے اس ضمن میں کیا
خوبصورت کلام کہا ہے جس میں وہ علماء کے راتوں کے جاگنے کی لذت اور زمانہ راتوں تک بے
خوابی کی لذت بیان کرتے ہیں۔ فرمایا۔

"تہوی لتفح العلوم اللہی، من وصل غانیة وطیب عناق
ترجمہ "تحقیق علم کے لئے راتوں کو چائے پیوئے لئے زیادہ باعث لذت
ہے حسین عورت کے وصل اور اچھے معاشقے سے۔"

وتعلی طریبا لعلی ہو یعی، الصہی واحلی من مدامہ ساقی
ترجمہ "اور کسی مشکل مسئلہ کے حل کے بعد خوشی سے میرا بھرنا زیادہ مٹھا
اور زیادہ مہنہ پسند ہے ساقی کے چھوٹنے سے۔

وصریہ القامی علی اور الہا، احلی من اللو کاہ والشیاق
ترجمہ "اور میرے قلم کی آواز اور آواز پر زیادہ مٹھی ہے دو گاہ طرز کے گانے
اور اس کے عشاق سے۔"
والعلم نقر القضاة لیمنہا، نظری لالعی الزمل عن اور الی۔

ترجمہ "اور زیادہ لذت ہے جو ان عورت کے دلف بہانے کے لئے فحشا
ماننے سے میرا رات پر پرت ڈالنے کے لئے فحشا مانا۔"
یا من یحاول بالاعمالی ولعی، کم من یمن مسطل و آخر والی۔
ترجمہ "اے آرزو سے میرا رجبہ حاصل کرنے والے! کیا نسبت نیچے
اترنے اور اوپر چڑھنے والے میں۔"
الہیت مسہوان الدعی و تہیہ، نوماً وتہی بعد ذالک لحلی۔
ترجمہ "کیا میں اندھیری رات جاگ کے گزاردوں اور تو سو کر گزاردے اور
بہر حق میرے تک پہنچنے کی امید رکھتے ہو۔"

"بلند ہمتی ساقین کی نظر میں"

(۱۱۴) اس کتاب میں مذکور واقعات اور اخبار میں آپ نے دیکھا اور آئندہ کے
طور میں بھی آپ خلاف عادت عزائم اور بلند ہمتی آپ ملا حق فرمائیں گے ایسے عزائم کہ بعض
لوگوں کا بعض خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا جبکہ بلکہ حضرات واقعہ غنیمت کی بلندی بزرگی، علم
کی بلند چوٹی، علم کے بلند مقام اور پیش کے معطر کردہ کی جانب اور ہمیشہ زندہ رہنے والے
تذکرے کی حقیقت تک پہنچ چکے تھے۔

یہ اصحاب عزیمت ہم سے انسانی طبیعت اور پیدائشی اقتدار میں مختلف نہ تھے ہیں ہم سے
بلند ہمتی عزیمت کو عادت بنائے اور سخت تکالیف برداشت کرنے اور مشکل گمانوں کو سر کرنے
میں ضرور مختلف تھے انہوں نے جو کامیابی حاصل کی وہ کسی ایسی چیز سے حاصل نہیں کی جس تک
عامی رسائی نہ ہوتی نہ ہوتی ہو یا اس تک رسائی ہمارے لئے ممکن نہ ہو نیز ان کی کامیابی کسی آسانی
مجموعہ کی کوشش سازی بھی نہ تھی کہ اس مجموعہ سے الٹا اظہار و ازاد کو کام کیا گیا ہو یا ان کو کوئی خارجی
عادت چیز دی گئی تھی اور ہم کو اس سے محروم رکھا گیا ہو بلکہ جہاں تک وہ پہنچنا چاہتے تھے وہاں
تک ان کا پہنچنا ان کی کامیابی ان کی بلند ہمتی عزیمت کا راستہ اختیار کرنے، مشکلات پر میرا اور

مہر کی عادت اپنانے کی وجہ سے تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اس مقام پر فہم تک پہنچے۔

(۱۱۳) امام ابو الطریق عبدالرحمان ابن الجوزی (وفات ۵۹۸ھ) نے اپنی کتاب "صید الخیر" میں بلند ہمتی کے بارے میں جو کلمات ارشاد فرمائے ہیں جس میں وہ اپنے نفس سے علا ہمتی کے بارے میں بات کرتے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے کچھ جملے ان صفحات میں نقل کروں۔ ممکن ہے یہ طلبگی بحثوں کو بلند کی طرف مائل کر دے۔ اور ان کی عزیمت کو ان کی آرزوں کی تکمیل کی طرف لے جائے اس لئے کہ مزاج میں سے عزائم کو کھلائی ہے۔

ابن الجوزی کی بلند ہمتی اور بلند ہمتی پر ان کے گرامر اشد اشارات

(۱۱۵) ابن الجوزی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کمال عقل کی دلیل بلند ہمتی ہے اور کم تر پر راضی ہونے والا نفس کم ترین ہوتا ہے۔ نیک شاعر نے کہا۔

إذا ما امرت و ام العلیٰ "و یقع بالذنوب من کادوا"

جب آدمی فحشیت چاہتا ہے تو وہ بلندی کا قصد کرتا ہے کم ترین آدمی کم پر قناعت کرتا ہے اور انسان کی سب سے بڑی آزمائش غلو ہمتی میں ہوتی ہے۔ تو جس کی ہمت بلند ہوتی ہے وہی نفس بلندی کو اختیار کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ تو زمانہ بھی اس کا ساتھ نہیں دیتا اور کبھی بلندی کے حصول والا ذریعہ کمزور ہو جاتا ہے تو یہ نفس تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور مجھے غلو ہمتی کی ایک طرف اور کنارہ قبول اساعطاہ کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں تکلیف میں ہوں میں یہ نہیں کہتا کہ کاش یہ نہ ہوتا اس لئے کہ زندگی میں عبادت عقل کے معصوم ہونے سے بچتا ہوتی ہے اور عقل مند نفس زیادہ لذت عقل کو معصوم کر کے حاصل کرنا نہیں چاہتا اور جس کو عالی ہمت عطاہ کی گئی ہو وہ اس کے غلو کے بقدر تکلیف میں ہوتا ہے۔ شاعر نے کہا۔

و اذا كانت النفوس كباراً "تصبت فی امر اھما الاجسام"

جب ہمت بلند ہوتی ہے تو اس کی مراد پوری کرنے میں جسم جھکتا ہے۔

(۱۱۶) اس کی تحصیل یہ ہے کہ جس کی ہمت بلند ہو وہ تمام علوم کو حاصل کر لیتا ہے صرف بعض علوم پر اکتفا نہیں کرتا وہ تمام علوم کی انتہا کو پہنچاتا چاہتا ہے۔ جبکہ اس کا بدن اس کا عقل

نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ تمام علوم کا مقصود عمل ہے۔ اس کے لئے وہ راقوں کا قیام اور دن کے دنوں پر سخت کرتا ہے۔ علم اور عمل دونوں کا کٹھا کرنا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے پھر وہ ترک دنیا کو بھتر جھکتا ہے اور بقدر ضرورت دنیا کو اختیار کرتا ہے وہ دنیا کو جھڑی کو پسند کرتا ہے اور بالی پر قدرت نہیں رکھتا۔ اور کم اس سے خرق کرنے کا قصد کرتا ہے اور اس کی عزت نفس اس کو حصول مال کے لئے اختیار راغ اختیار کرنے سے منع کرتی ہے اگر وہ اپنے طبعی کرم پر چلتا رہے تو وہ فقیر نہ بن جاتا۔ اور اس کا بدن اور خاندان متاثر ہوتا ہے اور اگر بالی سے کام لے تو اس کی طبیعت اس کا کٹا کر کرتی ہے اپنی اذیت و مشقت اور اخلاص کے بیچ کرنے کا محتاج رہتا ہے وہ ہمیشہ شرم سے والی تکلیف میں ہوتا ہے۔ اور اس کی تھکاوٹ میں ہوتا ہے۔ جس سے وہ بھی خالی نہیں ہوتا پھر اگر عمل میں وہ حقیقی اغلاص پیدا کرے تو اس کی تھکاوٹ زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کی لاخری اور کمزوری زیادہ ہوتی ہو جاتی ہے۔ کہاں ہیں وہ پست ہمت لوگ اگر وہ عقیدہ ہے اور حدیث کے بارے میں اس سے پوچھا جائے تو کہتا ہے مجھ کو علم نہیں۔ اور اگر حدیث ہو اور حدیث کا کوئی مسئلہ اس سے پوچھا جائے تو کہتا ہے مجھ کو علم نہیں۔ اس کو اس بات کی پروا نہیں کہ لوگ اس کو کم ہمت کہیں گے۔

(۱۱۷) عالی ہمت شخص بعض علوم میں کوتاہی اور قصور کو اپنے لئے باعث ذلت و رسوائی سمجھتا ہے کہ اس سے اس کا صیب سامنے آتا ہے اور لوگوں کو گویا اس کے جسم کا سحر اور چھا ہوا حصہ نظر آئے لگتا ہے اور کم ہمت شخص لوگوں کے احسان کی پروا نہیں کرتا اور نہ لوگوں سے سوال کرنے کو قبیح سمجھتا ہے۔ اور دور حکمرانے جانے سے ڈک بھول بھی نہیں چڑھتا۔ جبکہ عالی ہمت شخص ان چیزوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ عالی ہمت شخص کی تھکاوٹ فی الحقیقت راحت ہوتی ہے۔ اور کم ہمت کی راحت تھکاوٹ اور صیب ہوتا ہے۔ اگر عقل اور سمجھ ہو تو دنیا بلند فضیلتوں کے حصول کے لئے بہت حاصل کرنے کی جگہ ہے عالی ہمت کو چاہئے کہ وہ اپنی بہت حاصل کرنے والی "خولہ" (چکر) میں کوتاہی نہ کرے اگر آئے نکل گیا تو مقصود حاصل ہو جائے گا اور اگر نکل سکا تو سخت کرنے کی وجہ سے قائل مزاحضہ اور قائل لامنت نہیں۔

(۱۱۸) میری ہمت بلند پیدا کی گئی ہے جو ہر چیز کی انتہا کی طالب ہے میری عمر ساٹھ

ہیں ہو چکے ہیں لیکن میں اپنی آرزو تک رسائی حاصل نہ کر سکا۔ اب میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے درازی عمر (ابن کی عمر ۹۸ برس ہوئی) تقویٰ سے بدن آرزو کی تکمیل اور حصول تک رسائی کی دعا میں شروع کر دی ہیں۔ عام مرتبہ عبادات نے افکار کرتے ہوئے کہا کہ جو کچھ تو طلب کرتا ہے عادت اس طرح نہیں رہی میں نے کہا کہ عادت سے تو طلب نہیں کرتا بلکہ کار مطلق سے طلب کرتا ہوں جو عادت سے تجاوز کرنے پر قادر ہے میں نے اپنی ہمت پر نظر کی تو اس کو مجب و غریب پایا وہ اس طرح کر میں نے اس قسم کے علم حاصل کرنے کا قصد کیا جس کے بارے میں مجھے یقین تھا کہ میں اس تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ میں تمام علوم تک رسائی چاہتا تھا اختلاف فنون کے باوجود اور میں ہر فن کا مطالعہ بھی کرتا چاہتا تھا اور یہ ایسا معاملہ ہے کہ میرا اس کے بعض سے عاجز ہے۔ اگر کوئی بلند ہمت کبھی کبھی فن کے مطالعہ کو بچا چاہا تو کسی دوسرے فن میں وہ ناقص ہوتا تھا۔ اس کو میں بلند ہمت نہیں سمجھتا تھا۔ شفا حضرت جو لفظ گوشت چاہتا ہو یا فقیر ہو اور حدیث اس سے فوت ہوتی ہو میں ناقص علوم پر رضامندی کو ہمت کے نقصان پر محمول کرتا ہوں۔

(۱۱۹) پھر میں علم کے ساتھ عمل میں احتیاط تک کا قصد رکھتا ہوں مطالعہ اور تصانیف کے ساتھ تاقہ و خلق اور ان کے ساتھ معاشرت کے ساتھ ساتھ میں بشر خانی رحمہ اللہ کا درس معروف کرتی رحمہ اللہ کا زہد بھی حاصل کرتا چاہتا ہوں اور یہ بہت مشکل ہے پھر میں لوگوں سے مستغنی رہنا اور غفلت کے اعتبار سے بلند نظر بھی رہنا چاہتا ہوں اور علم کی مشغولیت کب دنیا کی بھی مانگ ہے۔ اور احسانات قبول کرنے سے بلند ہمتی مانگ ہے پھر میں اولاد کی بھی اسی طرح شدید غرائض رکھتا ہوں جس طرح کہ تصانیف کی رکھتا ہوں تا کہ میرے مرنے اور ضائع ہو جانے کے بعد میرے دو قسم کے نائب اور خلفاء موجود ہوں اور ان کے حصول کے لئے دل کی مشغولیت چاہئے جبکہ میرا دل تہائی کا دلدادہ ہے۔

(۱۲۰) میں نے کچھ لوگوں کی بلند ہمتی کا بیان سنا۔ جس میں نے اس پر غور کیا تو ان کی بلند ہمتی کا جو صرف ایک فن میں نظر آیا اور اس سے اہم تر چیز فن کے نقصان کی انہوں نے پرواہ نہیں کی "رضی" کہتا ہے۔

ولنگت جسم علی السحول بلیۃ "وبلاء جسمی من تلاوت ہدیٰ"
ہر جسم کے لئے لاغری میں آزمائش ہے اور میرے جسم کی آزمائش میری خلقت میں ہیں۔

میں نے جب اس کی ہمت پر نظر کی تو اس کی ہمت صرف حصول امارت تھی۔ ابو مسلم خراسانی لکھتا جاتی ہے کہ یہ وہاں تک کہ عرصہ میں سوئیں تھا کہ اس بارے میں جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میری نیند نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میرا ذہن صاف ہمت بلند اور نفس متاثر نہیں کا شائق ہے جبکہ میری زندگی ایک خوشی چھوڑنے کی زندگی ہے۔
پھر اس کو کہا گیا کہ تمہاری حسد کی یہ آگ کیسے ٹھنڈی ہوگی اس نے کہا کہ اقتدار حاصل کرنے پر کامیابی سے پھر اس کو کہا گیا کہ اقتدار حاصل کر لو تو اس نے کہا کہ اقتدار زبردست خطرات مول لئے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا کیا تم خطرات سے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ عمل آؤ آئی ہے کہا گیا کہ پھر کیا کرنا چاہئے کہا کہ میں اپنی عقل کو عمل پر آمادہ کر کے اپنے خطرات مول لینے کی کوشش کروں گا جو جہالت کے بغیر نہیں کئے جاسکتے۔ اور اصل سے اس کی ایسی تدبیر کروں گا کہ جن سے بغیر صل کے محفوظ نہیں ہوا جاسکتا اس لئے کہ سستی اور کاغذی محمدم ہونے اور اپنے آپ کو کونہ کرنے کے مترادف ہے۔

(۱۲۱) میں نے اس مسکین کی حالت کو دیکھا کہ اس نے ایک نام چاہا کہ جو کہ چاہا آخر کار ہے خالص کیا حکومت اور اقتدار کے حصول کے لئے کربت رہا۔ کتنے ہی لوگوں کو اس نے قید کیا۔ اور انہوں کو اس نے قتل کیا۔ جس کے عوض اس نے دنیا کی لذتیں حاصل کیں لیکن صرف آٹھ برس ان سے مستفید ہو سکا پھر یہ قید کیا گیا اور اصل کی تمام تدبیر کو بھول گیا۔ پھر قتل کیا گیا اور بری حالت میں یہ آخرت کی جانب گیا۔

(۱۲۲) پس کہاں میں اور کہاں وہ لوگ جن کی حالت میں نے بیان کی جن کی بلند ہمتی کی عاقبت دنیا تھی؟ میں دیکھتا کہ کوئی ایسی چیز حاصل کر نہیں جاتا جس کی وجہ سے میرے دین کا چہرہ خدوش ہو اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے علم یا عمل پر اثر انداز ہو یا کس ہائے افسوس! میرا قیام پائیل کے لیے دروغ کو اختیار کرنے کے لئے کھن پر آمادہ علم اور دل کا تصانیف کے ساتھ مشغول

ہونے پر اور ہائے افسوس لوگوں کے ساتھ ملاقات اور ان کو تسلیم دینے کی وجہ سے غلطی کی مناجات مجھ سے فوت ہو جانے پر اور ہائے افسوس میرا دل کے کھرد ہو جانے پر اس چیز کے طلب کرنے کی وجہ سے جو میرے اہل خانہ کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اپنے آپ کو فخریہ کے خلاف کیا ہے اور شاید میری تہذیب میرے فخریہ میں ہے۔ اس لئے کہ بلند ہستی ان مراتب و مقامات کو طلب کرتا ہے جو اللہ جل شانہ کے قرب کرنے والے ہوں۔ اور جسکی طلب میں حیران ہو جائے مفسد و دیکر رسائی میں راہنما نہ جاتا ہے۔

اور یہ میں ہوں کہ ایک ایک سائنس کی حفاظت کرتا ہوں کہ کوئی ایک سائنس بھی بغیر فائدہ کے ضائع نہ ہو جائے اگر میں اپنے مقصد کو حاصل کر لوں تو "مٹھا وقت" و "مٹھا عمر" کی نیت ہے۔ کے عمل سے بہتر ہے۔

(۱۳۳) لکنا ملز تم میری حس اور عقل میں مجھ کو حاصل ہیں۔ پس لذات حسیہ کی ابتلا اور ان میں سب سے اعلیٰ لذت ہے۔ اور لذات عقلیہ میں سب سے اعلیٰ علم ہے۔ پس جس کو یہ دونوں لذات دنیا میں حاصل ہو گئیں۔ تو وہ تمام لذات کی ابتلا کو پہنچ گیا۔ میں طالب علم کی راہنمائی اعلیٰ طالب کی طرف کرتا ہوں جس طالب علم کو حاصل ہو جائے تو اس کی علامات یہ ہیں کہ اس کو بلند ہستی عطاء کر دی جاتی ہے۔ یہ ہمت اس میں چھپنے میں پیدا کر دی جاتی ہے۔ پس آپ اس کو زمانہ طفولیت میں دیکھیں گے کہ بلغم مرتبہ والے کام کی طلب کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں روایت ہے کہ بیت اللہ کے قریب جب عبدالمطلب کا ایک تخت بچھا ہوا ہوتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غریب لاتے تو اس پر بیٹھ جاتے۔ جب عبدالمطلب آپ کو اس پر بیٹھا ہوا دیکھ کر فرماتے میرے پاس بیٹے کی بڑی شان ہوگی۔

(۱۳۴) اگر کوئی کہنے والا ہے کہ مجھ میں ہمت تو ہے لیکن جو میں طلب کرتا ہوں وہ مجھے نہیں دیا گیا اس لئے کہ جیل کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایک جسم کی چیز اس سے منع کی گئی ہے تو دوسری نہیں پھر یہ بات بھی مجید ہے کہ کم کو بحث تو دے دی جائے اور تمہاری اہوا نہ کی جائے آپ اپنے حال پر نظر رکھیں۔ لیکن یہ ہمیں کوئی قسمت دی گئی ہے اور تم نے اس کا شکر ادا کیا ہو۔ یا خواہشات کی چیز میں تمہاری ذرا شکی گئی ہو اور تم اس سے بندہ کرے۔

اور یہ بھی جان لو کہ بعض مرتبہ دنیا کی بہت ساری لذتیں تم سے دور کر دی جاتی ہیں تاکہ تم کو لذت علم سے آشنا کر دیا جائے تم ضعیف ہو اور شاید تم دونوں کے مابین ہونے کو برداشت نہ کر سکو و بہتر جانا ہے کہ کیا چیز تمہاری ضرورت ہے۔

(۱۳۵) اور جس چیز کی شرح میں تمہارے سامنے جان کرنا چاہتا ہوں۔ پس جو حیران مبتدی طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر علم کا ایک حصہ ضرور حاصل کرے۔ اور زیادہ اہمیت علم فقہ کو دے اور حقوقات یعنی احادیث سیر اور اخبار کی نقل میں بھی کوتاہی نہ کرنے کیونکہ اس سے کائنات کی سیرت واضح ہوتی ہے اور جب اس کو جان کی وضاحت عطاء کر دی جائے اور اس پر مستزاد اس کو لغت اور نحو کی معرفت بھی عطاء کر دی جائے تو گویا اس کی زبان کا کنارہ بہترین سامان پر تیز کر دیا گیا ہے۔

اور جب یہ علم کو معرفت حق اور اللہ کے دین کی خدمت کے لئے صرف کرے تو اس پر ایسے دروازے کھول دئے جاتے ہیں جو کسی دوسرے پر نہیں کھولے جاتے اور مجھے اس زمانہ (یعنی صدی) نے غم میں جکار کر دیا ہے کہ اس وقت علماء علم کی کمی کی وجہ سے عوام کی طرح ہو گئے ہیں۔ جب ان کے سامنے موضوع بحث بیان کر دی جائے تو کہتے ہیں ہاں یہ بھی روایت ہوگی۔ کم احسنی پر اسو بہا نامی زیادہ مناسب ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

”تیسرا باب“

”فقر اور زندگی کی جنگ“

کپڑوں اور بستر کے فروخت کے بیان میں“

فقر اور زندگی کی تنگی

علماء کے احوال میں یہ بات دستیاب ہے کہ فقر و تنگدستی کا شعور علماء کا شعار اور اور مذہب کا چھوڑا ہوا کرنا تھا اور اب بھی ہے۔

(۱۳۶) علامہ غفرلہ، قاضی نقیہ، اصول معاشرت کا عالم ادیب شیخ ابن طلحہ نے جن کا تذکرہ پہلے ہی ہو چکا ہے نے اپنے "مقدمہ" میں ایک بڑا باب دائرہ ہے جس میں انہوں نے تحصیل معاش کا سب سے طریقہ دار مختلف منابع پر بحث کی ہے کہ کس کے لئے کس چیز سے زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے اور کس چیز سے کس کے لئے نفع نہیں ہو سکتا پھر انہوں نے ایک خاص باب قائم کیا ہے۔ جس میں انہوں نے علماء کے ہاتھ میں نکتہ مال کے اسباب بیان کئے ہیں فرمایا "ساتویں فصل" میں "ادویۃ جردہ" یعنی امور مثلاً فقراء و افقا و تدریس امامت خطابت و اذان وغیرہ کے ساتھ وابستہ ہیں، نیز ویشتر ان کی جائدادی زیادہ نہیں ہوتی اس کا سبب یہ ہے کہ انسانی اعمال کی قیمت کا نام سب (کمائی) ہے اور اعمال و احتیاجات کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اگر بشری اعمال کی ضرورت آجادی سے متعلق ہو تو عام لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے اور حاجت بھی اس کی طرف زیادہ ہوتی ہے۔

اور دین کے مختلف شعبوں کے ساتھ وابستہ مضامین کی طرف عام لوگوں کی کوئی مجبوری نہیں ہوتی۔ ان کے پاس جو چاہو ہوتا ہے اس کی طرف خواہ مخواہ جاتے ہیں جو ان کی خدمت میں بھی رہتے ہیں اور اپنے دین کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں۔ قصومات میں فقراء یا اقلوی کی ضرورت اگر پیش بھی آجائے تو بھی اضطرار اور مصلحتی طور پر نہیں اس وجہ سے اکثر ویشتر ان کی جانب سے استغناء برتی جاتی ہے۔

اور اب حکومت اپنے مصالح کو نہ نگہ رکھ کر ان کے ساتھ مراسم رکھتے ہیں۔ ان کی طرف احتیاج کی نسبت سے وہ ان سے لئے وغیرہ کی حد مقرر کرتے ہیں اس طرح ہر جہتم نے جان کیا۔ دین اور مراسم شریعت سے ہر آدمی کو مختلف منابع اور مراتب کے لوگوں کے برابر نہیں رکھتے بلکہ بعضی ان کی طرف عمومی حاجت اور شریعت کی ضرورت ہوا اس کے بقدر ان کا وظیفہ

مقرر ہوتا ہے۔ تو ان کے حصے میں توہمی مقدار ہی آتی ہے۔ اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اس پر خود اپنے آپ میں بھی اور لوگوں کی نظر میں بھی معزز ہونے کی وجہ سے بخوبی جاہ و مرتبہ والے لوگوں کے سامنے جھکے نہیں۔ کہ ان سے کوئی ایسا چیز حاصل کر لیں جس سے وہ اپنے رزق کا معاملہ چلا سکیں، بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ ان کے پاس جاہ و مرتبہ والے لوگوں کے پاس جانے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ایک ایسے شرف والے سامان کے ساتھ مشغولیت رکھتے ہیں جس میں بدن اور لگڑاؤں مشکور رہتے ہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو اہل دنیا کے لئے صرف ہی نہیں کر سکتے بلکہ اس شرف والے سامان کے پاس وہ اس کی وجہ سے ان سے بہت دور ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اکثر و بیشتر ان کی مالداری زیادہ نہیں ہوتی۔

میں نے بعض فضلا کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کی تو انہوں نے میری بات نہیں مانی تو انکا قلمبر سے کچھ مامون الرشید کے دربار کے دیوان کے حساب کے کچھ پرانے اوراق لگے جس میں آمد و خرچ کی بہت ساری احداث تھیں اور اسی سے مجھ کو تصافۃً اکثر اور مؤذنین کے وظائف پر بھی اطلاع حاصل ہوئی اور میں نے جو کچھ کہا تو اس سے اس کی صحت کا اندازہ بھی ہوا اور اسی بات کی طرف ہم نے رجوع بھی کیا۔ اور اس معاملہ کو ہم نے اللہ کے عجب و غریب امر سے جو اس کے اپنے گفتگو کے ساتھ میں میں شہ کیا۔ اللہ ہی مافی اور قادر مطلق ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دیک نہیں رہا ہے۔

علم نفس کی ذلت علماء کی خدمت اور معاش کی تنگی کے ساتھ حاصل ہوتا ہے

علماء کے اقوال و واقعات

(۱۲۷) امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی عظیم کتاب "المجوع" کے پر مغز مقدمہ کے باب "آداب الصلح" میں فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے بھی علم ملک اور عزت عس کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کی وہ کامیاب نہیں ہوگا لیکن جس نے نفس کو ذلیل کر کے تنگی معاش اور خدمت علماء کے ساتھ علم کو حاصل کیا وہ کامیاب رہا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ علم حاصل نہیں ہوگا مگر عس کو ذلت برداشت کرنے پر صبر کرنے سے اور یہ بھی فرمایا کہ طلب علم درست نہیں مگر مجلس فحش کے لئے ان سے بچا گیا کہ اس غمی کے لئے جس کی فنا صرف اس کے لئے کافی ہو فرمایا۔ ایسے فنی میں بھی صلاحیت علم نہیں ہوتی۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس علم سے کوئی بھی اپنی جاہت کی حد تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ ضرور سامان حد تک کا فقر برداشت نہ کر لے اور جب تک خیر اس کی ہر چیز کو برداشت نہ کر لے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نقد کے حصول پر مدد حاصل کی جا سکتی ہے فلوں کے کھل جانے کے ساتھ اور تعلقات ختم نہ ہونے کے ساتھ اور معمولی چیز کو بقدر ضرورت لینے کے ساتھ اور صبر و اجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے فاقہ کے ساتھ علم حاصل کیا اس کو کعبہ و فراست عطا کر دی جاتی ہے۔

(۱۲۸) حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں امام نصر بن شعیب النہدی البصری البغدادی (عالم اصل مرقدین بنی امیہ و خلفہ ہمدانی کے شاگرد) کی سوانح میں لکھا ہے۔ کہ اداؤں بن عمار بن نے کہا کہ میں نے نصر بن شعیب کو فرمایا ہے ہونے سا کہ انسان علم کی لذت حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ بچہ نہ ہو نہ بھول جائے۔

(۱۲۹) یا قوتِ انہونی نے "تکلم الہی" میں امام حافظ فقیر مجدد صاحب فن ابن حزم علی بن احمد اندلسی القرطبی (ولادت ۳۸۴ھ و وفات ۴۵۶ھ در رحمہ اللہ) کی سوانح میں لکھا کہ امام ابن حزم ایک دن قلیہ ابو الولید سلیمان بن خلف الہامی، کتب کثیرہ کے طالب کے ساتھ ۳۳۵ھ میں ملے اور ان دونوں میں مناظرہ شروع ہوا۔ جب مناظرہ ختم ہو گیا تو قلیہ ابو الولید الہامی نے ابن حزم کو تمجید کر کے آپ کو چھو کر ہاتھ دھو بھی لکھیں اس لئے کہ میرا اکثر مطالعہ چند کلاموں سے چرخوں کی روشنی میں ہوتا رہا ابن حزم نے کہا کہ تم مجھے کھو کھو کر سمجھاؤ اس لئے کہ میرا اکثر مطالعہ سونے اور چاندی کے پتے ہوتے چرخوں کی روشنی میں ہوتا رہا۔

یا قوتِ انہونی کہتے ہیں کہ اس سے ابن حزم کی مراد یہ ہے کہ فخر کی جست فضا اور مالدار کی طلب غم کو زیادہ دینا ہے۔

(۱۳۰) قاضی عیاض نے "ترتیب المدارس" میں امام حافظ فقیر مجدد صاحب فن ابو الولید سلیمان بن خلف الہامی اندلسی القرطبی (ولادت ۳۸۴ھ و وفات ۴۵۶ھ در رحمہ اللہ) کی سوانح میں لکھا ہے۔

"پہلے اصفہانیوں سے تھے پھر بانی اندلس تھے جو گئے جب آپ پہلی مرتبہ اندلس کی وجہ عازم ہوئے تو آپ کی مالی حالت کمزور تھی۔ اور وہاں سفر و وسعت کا جی ہو گئے کہ قیام خدا کے زمانہ میں جنہوں نے حدودی شروع کر دی اور ایک چھانک پر چڑھ کر رہ گئے اس دور میں یہ سدا رہا کہ لے لے لے لے اور مطالعہ کے لئے روشنی کا ہتھم کرتے۔

پھر وہ اندلس آ گئے اور وہاں پر ان کی حالت ٹھیک ہی تھی تو وہیں دو سونے سے درتی ڈھالے والوں کے پاس چلیاں سے درتی اتارنے کی حدود پر رنگ گئے اور سونے کے درق دانی دیکھ کر کوہ کا گیار کرتے تھے۔ ان کے ثقہ اصحاب نے یہ بات بیان کی کہ وہ ہم کو پڑھانے کے لئے شریف لاتے اور ان کے ہاتھوں پر ہتھوڑے کے نشانات کام کا رنگ اور سیل بیکل ہوا کہ جب تھا یہ بیان تک کہ ان کا علم خراب ہو گیا تو لوگوں میں ان کی معرفت ہو گئی اور ان کی تصانیف مقبول ہوئیں۔ دیکھا میں ان کی آواز بلند ہوئی کہ کائنات بچا کر گیا ان کے پاس دینا آئی ان کا مقام بلند ہوا اور ان کا حوصلہ زیادہ ہوا ان کا حال کشیدہ ہوا اور کئی دافرو ہوئی اور وہ افرقہ دار

میں بال چھوڑ کر دنیا سے گئے۔ ان کے ہاں مجلس لگتے تھے مگر ابن حزم کے ساتھ ان کے مناظرے ہونے لگے جہاں ابن حزم کی رسوائی اور اپنے مسند مقام سے بچنے کا سبب بنے اس سے پہلے ابن حزم دھالوں کے سردار کہے جاتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ مناظروں کی وجہ سے ابن حزم کا مطالعہ کتنا ہی بڑھ گیا۔

(۱۳۱) علامہ شیخ محمد ابو ہریرہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "ابن حزم" میں علامہ ابی اور ابن حزم کا ایک دوسرے کے سامنے عظمت و تہذیب کے لئے اپنی اپنی وجہ کی قربت اور کریمہ بالدار کی کا حال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ابن حزم یہ بات محسوس کرتے تھے کہ مال کی طاقت و جوش و خروش ان کی نفس تک پہنچنے والے علم کے راستوں کو مسدود کر دیتی ہے۔ مال دار شخص کی طرف توجہ نہیں ہوتا اس لئے کہ فراقی سے مہر و لب کا دروازہ کھل جاتا ہے تو نور معرفت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ میں زندگی کے نقد انداز کی کثرت دل کے نور کو مٹا دیتی ہے اور ہمیشہ بڑا دھندھا کر دیتا ہے اور اس کی تیزی سے اور اک ختم ہو جاتا ہے۔

اور فقیر شخص کا طلب معاش اس پر غلبہ و لب کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ اس کا نفس چند بار ہو جاتا ہے اور اس میں جہالت کی نورانیت چھوٹی ہے یہاں حزم کا نظریہ ہے۔ اور باقی کی نظر اسباب مادی کی طرف توجہ ہے۔ کہ حیات مادی مکمل ہونی چاہیے نظر اسباب غیبیہ کے جہاں کو محسوس ہیں غنا کی وجہ سے اس کو علم سے انصراف ہوتا ہے مہر و لب کی طرف۔ اور علم سے انصراف کے ذرائع بھی دافرو ہو جاتے ہیں۔

طلب علم کی ابتدائی زندگی میں فقر یا بعض نعمت خداوندی ہے:

(۱۳۲) استاد افتخار خرماتے ہیں کہ میری نظر میں اقرب الی الصواب امام باہجی کا اجتہاد ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس بارے میں ایک قول فیصل ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جس آدمی کے کھرش آتا ہے وہ اس کے ساتھ مشورہ نہ کیا کر اس لئے کہ اس غم سے اس کی عقل نہیں رہتی۔ حقیقت یہ ہے کہ فخر کی دھاریاں ہیں۔

ایک حالت جس میں انسان کا دل فخر غرور کی آغوش میں محال اور نفس ٹوٹ پھوٹے کا کار

ہونے کی وجہ سے غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اس فقر کے ظل میں ہے کہ یہ انسان کے نفس اور عقل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کی تعبیر ہم یہاں فقر کے ساتھ کرتے ہیں اور یہی فقر اہل کائنات اور قابلیت کو ختم کر دیتا ہے۔ اور اس قسم کے فقر میں جتنا نقص اس طرح مر جھا جاتا ہے۔ جس طرح درخت پانی نہ لے سکے وہ مر جھا جاتا ہے۔ اور اس قسم سے اس شخص کا فقر ہے جس کے گھر میں آٹا نہ ہو شیخ ابراہیم نظام الدین رحمہ اللہ کا فقری قسم کا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تمہارے ہاؤس میں جتنا زہر ہو اور تمہارے گھر میں آٹا نہ ہو تو تم اس جتنا زہر میں شرکت نہ کرو اس لئے کہ تمہاری مصیبت اس سے زیادہ ہے اور تمہارا گھر ماتم کا زیادہ آفتدار ہے۔

اور دوسری حالت یہ ہے کہ اس میں فقیر چلنے کو جہاد والا ہوتا ہے اور اللہ پر اس کا اطمینان راجح ہو جاتا ہے۔ فقر اس کی تسخیر اور ظاہری لباس پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس کا دل بہر حال قیامت قدم پر فورا ورجع ہوتا ہے اس فقر کا نام ہم فقر اہل بیت سفید فقر کہتے ہیں طالب علم کی اوائل زندگی میں یہ ایک نعمت ہے۔ کہ دنیا اس کا اپنے مشاغل، خطرات اور فتنوں کی طرف داکل نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ کم دنیا رکھنے والے میں زیادہ قوت ہوتی ہے علم کے حصہ اور تحصیل علم کی۔

(۱۳۳) شاید فقر کے اسی نوع کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ترجیح دی شریف اور فضیلت دی ہے لہذا یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فقر کو بیچ پر ترجیح دیتے تھے فقر کے ساتھ اس رکھتے تھے اور اسی سے ان کو راحت ملتی تھی حافظ ابن کثیر نے ”الہدایہ“ لکھا ہے ”میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی سوانح میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فقر ایک ایسا مقام ہے جس تک اگر برہن کے علاوہ کسی دوسرے کی رسائی نہیں ہو سکتی اور فقر زیادہ اشرف ہے فنا سے اس لئے کہ فقیر پر صبر بڑا واجب ہے اور اس کا پریشان کرنا حال کے اعتبار سے شر سے بڑھ کر ہے۔ میں فقیر کی فضیلت کے ساتھ کسی چیز کو بہرہ نہیں کرتا۔ امام احمد بن حنبل دجلی کی بھی کو پسند فرماتے حساب کے آسانی کی وجہ سے۔

(۱۳۴) حافظ ابن جوزی نے ”مناقب امام احمد بن حنبل“ اور امام نظام الدین مہملح الحسینی نے ”اداب الشریعہ“ میں کہا ہے کہ ابو بکر المروزی نے فرمایا کہ میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل

کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فقر کے ساتھ کسی چیز کو بہرہ نہیں کرتا میں اس وقت زیادہ خوش ہوتا ہوں جب میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ وہ فقرا، کے ساتھ محبت فرماتے ہیں نے امام احمد بن حنبل کی مجلس کے علاوہ کسی دوسری مجلس میں فقیر کو زیادہ اجازت نہیں دیکھا۔ میں نے ان کے سامنے ایک پیسے پرانے کپڑوں والے فقر پر صبر کرنے والے فقیر کا ذکر کیا تو اس کے بعد وہ بار بار مجھ سے اس کے بارے میں پوچھتے اور فرماتے جاؤ اس کی خبر لاؤ۔ لیکن اللہ فقر پر صبر میں فقر پر صبر کو کسی چیز کے برابر نہیں قرار دیتا تم جانتے ہو فقر پر صبر کیا چیز ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے؟

اور فرمایا کرتے تھے کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کو دنیا فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے دی گئی ہے اور دوسرے کو اس سے گوشہ نشین کیا۔

کیا تم جانتے ہو کہ جب تمہارے گھر والے تم سے کسی چیز کا مطالبہ کریں اور تم اس پر قادر نہ ہو۔ تو تم کو اج میں کیا چیز ملتی ہے میرے دنوں میں شب سے خوشگوار دن وہ ہے کہ جس دن میں اس حالت میں صبح کروں کہ میرے پاس کچھ نہ ہو یعنی دنیا کم ہوگی اتنا حساب کم ہوگا یہ ایک طعام ہے طعام کے علاوہ اور ایک لباس ہے اور یہ کیم دن ہوتے ہیں۔

ابراہیم بن ابراہیم رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو ایک بھوک ہے جس کو ہم نے بند کر دیا ہے۔ پر ہمام بن ہار، سے پہلو میں ایک پسی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ فنا عاقبت کی قسم ہے اور آہودہ حال لوگوں کی قربت میں فتنہ ہے اور ان کے ساتھ جیٹنا فتنہ ہے نہ چیز کا ایک اگر کام ہے۔ اور اول کا اگر کام اللہ سے راضی ہونا ہے اور اپنے بعض احباب کو فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے کوئی کتنا عرصہ زندہ رہے گا پچاس سال، ساٹھ سال، گویا کہ ہم مر گئے ہیں جراتی کی تشبیہ ایسی چیز سے ساتھ دیتا ہوں جو میری آتشیں میں ہوا دگر گر جائے۔

(۱۳۵) اور شاید فقر سے ان کو نجات دلائی ہو اور شافعی رحمہ اللہ نے فرمائی اور اس کے ساتھ اس پید اور اس کو حاکمی زینت اور دعا سمجھ۔

نیکوئی سے ان سے نقل کیا ہے کہ جاس بن عبد اللہ اصفی کہتے ہیں کہ مجھے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا اسے ابو موسیٰ انیس کے فقر کے ساتھ اس پید اگر لیا ہے اب مجھے اس سے احتشام نہیں

ہوتی اور مجھے فرمایا: اے ابوموسیٰ! علماء کے ساتھ سب سے مزین چیز فقر ہے۔ قوت کے ساتھ جب وہ ان دونوں پر راضی بھی ہو۔ اور میں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ علماء کا فقر اختیار کرنا اور جملہ کا فقر بضرر ہی ہے۔ ان مہر و حکم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے امام محمد بن حسن الشیبانی کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام یسے شخص کے حال کے مناسب ہے جس کے دل کو کلمہ حق کے سامنے نے ڈھکی کیا ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے ہی فرمایا کہ کلمہ کا طلب کرنا مفلس کے لئے ہی مناسب ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے ملکہ کو زندگی دل کی آفتابیت سے اور مالدار کی سے طلب کیا وہ کم ہی کامیاب ہوتا ہے لیکن جس نے ذات نفس یعنی پیش اور غم کی خدمت سے حاصل کیا وہ کامیاب ہوا۔

(۱۳۶) اس قسم کے فقر کا شاہ حضرت ابو۔ بروہی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے فقر والی حدیث ہے ان کے فقر نے ہی ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی حاضر باش پر اطمینان کے ساتھ مسؤیت کے ساتھ مصروف ہونے کی وجہ سے آباد کیا تھا۔ ان کے اشتہار سے ان کا فقر ان کے لئے اور لوگوں کے لئے بجز ثابت ہوا۔ وہ صرف یہ کہ بھر کر کھانا مل جانے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پابندی کے ساتھ رہتے اور اسی مجلس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کے لیے احادیث یاد کیں اگر وہ تجارت و زراعت والے ہوتے جیسے ان کے برابر والے دوسرے تھے مہاجرین و انصار میں سے۔ جو انہیں نے مرا دلے ہیں۔ تو ان کو بھی وہی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے مشغول کر دیتی۔ جس چیز نے ان کو مشغول کیا تھا۔

(۱۳۷) اسی وجہ سے امام ابو محمد جمال الدین عبداللہ بن یوسف ابن عظام دہلوی اہمصر میں کتاب "الفقر" اور "الغنی" وغیرہ تصنیف (اور ان سے چند دلائل الیہ رحمہ اللہ) حاصل علم سے غلام کو بخت و شرف برداشت کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تحصیل علم کی مشغولیت میں فقر بھی ہے اس لئے کہ برائی اور حقیت چیز تک رسائی کے لئے مہر ضرور ہے۔ اور فرمایا کہ جس نے غم سے مہر کیا وہ اس کے حصول پر کامیاب ہو جاتا ہے جو

حیوانوں سے عقل کا طلب گار ہو وہ مال کے فریق کو برداشت کرتا ہے اور جو شخص بلند مرتبہ کے حصول کے لئے تھوڑی ذلت برداشت نہیں کرتا چارہ وہ تمام زندگی ذلت ہی برداشت کرتا ہے اور ذلت کی زندگی بسر کرتا ہے۔

فقر غربت بھوک مہر پر علماء کے اقوال:

(۱۳۸) ادب کا رتبہ سوائے اخلاق کی کتابیں علماء کے اقوال ہے فقر غربت بھوک اور مہر سے بھری چیز ہیں ان شاندار مہر ثواب کے حصول اور اجر کی امید کرتے تھے اس میں وہ کامیاب رہے۔

جیسا کہ بعض علماء کا فقر اور عذمتی سے رزق ہونے پر طویل ہونے پر ان کی فقر کی مذمت سے بھی کتب بھری پڑی ہیں اور ان علماء کے کثیر تعداد میں اشعار بھی موجود ہیں۔ ان میں سے فقر زندگی کی آسائش کی عدم دستیابی بھوک ان پر غالب آنے کے بارے میں ایک صاحب نے کہا کہ بھوک تو ایک تنگ روئی کے ٹکڑے سے بھی دور ہو جاتی ہے پھر کس وجہ سے میں اپنے خطرات کو زیادہ کروں اور موت ہی بہترین منصف ہے کیونکہ اس کا حکم ظیفہ اور تنگ دست فقیر سب کے لئے برابر ہے۔

(۱۳۹) امام شافعی رحمہ اللہ کو ان فقر وفاقہ کے تلبک کی وجہ سے حقیر سمجھا جاتا تھا لیکن وہ مہر سے اس غلبہ کو توڑ دیتے تھے اور اس پر غائب آجاتے تھے آپ کی طرف منسوب اشعار میں آپ نے فرمایا: "اے سرانہیب کے آسان تو سوتیاں برسا اور اے ٹکڑے کے ٹکڑوں تم سونے کی دلیاں بھاد آگرمیں زندہ رہا تو خوراک سے محروم نہیں رہو گا بھری ہمت وادشہوں والی ہمت ہے مہر افس آگرمیں آزاد ہے جو ذلت کو توڑ سکتا ہے جب سب مہر ایک خوراک پر اکتفا کر سکتا ہوں تو پھر میں زندہ رہو گی ذلت نہیں کروں گا۔

(۱۴۰) اور یہ ہیں قاضی ابوبے شافعی فقیر ابوالحسن علی بن عبدالعزیز الجرجانی امام شافعی کے بھوکا فقر فرماتے ہیں انہوں نے کیا کہ خضوع تنگ تنگی کا اور وہیں جاسنے کہ خضوع ہی مہر ہے مہر سے درمیان اور مال کے درمیان دو ایسی چیز ہیں جنہوں نے مجھ پر حق حرام کر دی

بے افکار کرنے والا نکلا اور زمانہ جب کہتے ہیں کہ برسانی بنے تو میں اس سے دور سے موافقت دیکھتا ہوں تو اسی جگہ میرے واقف سے عقیدتی بہتر ہے اگر زمانہ کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں جس سے میری طاقت کم ہوتی ہے تو میرے پاس اس کے لئے میری ہے

(۱۳۱) ایک عالم ہیں جو اس مقام اور بلند مرتبہ تک رسائی سے محکوم کرتے ہیں جو سوال اور باتھ پھیلانے سے حاصل ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو حاصل کرنے سے منع کرتے ہیں، روکتے ہیں جس میں ذلت ہو اور وہ انحصاری کے ساتھ باتھ پھیلانے کو (اگر وہ بلندی تک رسائی کے لئے ہو) عالم کی غارت اور ذلت سمجھتے ہیں اس لئے کہ عالم کا ساتھ کسی انسان کے سامنے باتھ پھیلانا مناسب ہی نہیں کیونکہ محنت حق کی وجہ سے یہ بلند مقام پر ہے۔ اور ان کے سامنے باتھ پھیلانے کی وجہ سے اس کے نفس کی ذلت ہے، محکوم اور انکار کرنے والے شیعہ کہتے ہیں کہ تم بلند مرتبہ کے حصول کے لئے باتھ نہ پھیلاؤ کہ بلند مرتبہ تم کو بے لگا کا بناتا ہے

(۱۳۲) اور میں اس ایک صاحب ہیں جن کو ناپسندیدہ امور حوادث زمانہ کی آسائش حالات سے غیور لیکن یہ ان پر میری وجہ سے غالب رہے اور گویا کوئی نامی کی زبان پر اور اسطر محم بن احمد لاہوری کے اشعار ہیں مجھے زمانہ نے ناپسندیدہ امور سے چار کرنا چاہا لیکن اس سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ میں تو بہت بڑا اور حوادث زمانہ بہت کم اور بلکے ہیں زمانہ مجھ کو اپنے ظلم و ستم کے طریقے بتاتا رہا اور میں اس کا اپنا صبر بھلا کر رہا۔

(۱۳۳) اور ایک دوسرے صاحب ہیں جو فقر کے آقا اور اس کے حصول پر غالب آتے ہیں اور غنیوں کا مقابلہ میرا درجہ بہت سے کرتے ہیں۔ بلکہ دوسرے مقابلہ کرتے ہیں اور صبر پر غالب آ جاتے ہیں اور اس کو شکست دے دیتے ہیں۔ اپنی ہی نفس اور اپنی خود رانی کی محتاجت چان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "صبر کیا میرے نہیں اس کی فریادیں میرے تو صبر دہی بچا کر نے لگا ہے صبر میرا ہے"

(۱۳۴) ایک دوسرے صاحب فقر کے مقابلہ سے غلج آگئے اور صبر کو معدوم پایا۔ انکی کی زبان پر اور اسطر اسطر ہی صبر اور اس کے وجود ہونے اور صبر معدوم کے مفقود ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں "صبر پایا جاتا ہے اگر اس کا انکار کیا جائے تو وہ لوٹ جاتا ہے لیکن

فقر" یا "کے سکون والا مفقود ہوتا ہے۔

(۱۳۵) ایک ایک دوسرے صاحب ہیں جو شدائد سے واقف اور اس کی تعریف اور اس پر جمرہ کرتے ہیں۔ یہ تعریف شدائد کی محبت اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں کرتے بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ ان غنیوں نے ان پر دوست کو دشمن اور بھروسہ کرنے والے کو دغا کرنے سے واضح کر دیا ہے فرمایا "انہ غنیوں کو بڑا دشمن ہے یہ مجھ کو میرے ہی عذاب کا پھندا لگاتی ہیں۔ میری یہ تعریف بطور فخر ہے کہ نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ سے میں نے دوست و دشمن کی پہچان کی۔

فقر کا مسکن فقہاء کی جگہ پاؤں ہیں:

(۱۳۶) اور یہ ہیں علامہ ادیب کاظمی محمد بن عمر ابو جہر بن عبدی البیہنی متوفی ۹۳۰ھ رحمہ اللہ فقر سے سوال کرتے ہوئے فرماتے کہ فقر اور مسکنت ان کے گھر کو پہچان لے اور اس سے اعتبار کر کے تو فقر نے ان کو خبر دی کہ میں آپ کا مجلس دانعش اور آپ کا دوست اور ساتھی ہوں نہ آپ سے ملتا ہوں اور نہ آپ سے الگ ہوتا ہوں میں آپ کا بھائی ہوں اور دوست ہوں اور یہ بھائی چارہ میرے نزدیک ناپسندیدہ نہیں۔ فرمایا میں نے فقر سے جو چھاتھاری سکونت کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ فقر بایں پکڑیوں میں۔ میرے اور ان کے درمیان بھائی چارہ سے کا رشتہ قائم ہے۔ اور یہ بھائی چارہ کا رشتہ میرے لئے تو نہایت مشکل اور گراں ہے۔

(۱۳۷) ایک دوسرے عالم فقیر کو اپنے فقیر قرار دیتے ہیں کہ فقیر کے لفظ "را" کو جب موڑ لیجے ہیں تو اس سے "عرا" بن جاتی ہے فقیر اور فقیہ میں تلازم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں فقیر فقیر ہے فقیر کی رائے ان طرف کو اٹھا کر کیا ہوا ہے۔

(۱۳۸) ایک دوسرے عالم فکوں کے قربت کا معاملہ جب وہ بالدار تھے اور جب وہ عفویت ہو گئے بیان کرتے ہیں کہ جب وہ بالدار تھے تو ان کو بلا نام نہ دیا اور کمزور محبت کے ساتھ ہوتا تھا پھر حالت فقر میں ان کو بلا نام نہ دیا اور تاجر حاصل سے ہو گیا اپنے بچا زاد محبوب اور معزز فکوں کی طرف سے فرماتے ہیں کہ میرے بچا زاد مجھ کو مرہا کہا کرتے تھے پھر جب مجھ کو عفویت دیکھا تو مرہا فوت ہو گیا۔

نقد و ستوں کو کم کرتا ہے اور عیب ظاہر کرتا ہے:

(۱۳۹) ایک دوسرے کیے دالے نے کہا کہ فقیر عیوب کو ظاہر کرتا ہے اور دوستوں کو کم کرتا ہے فرمایا کہ جب انسان کامل کہو جاتا ہے تو اس کے دوست بھی کم ہو جاتے ہیں اور عیوب کے ساتھ انکلیں اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اسی بات کو بیدار غلام فقیر عیوب کو ذمہ دینی بن صبر و محسنی (دلا دلت ۳۹۹ وفات ۵۳۰ رحمانہ) ۱۶۱ ابن جزوی رحمانہ کے شیخ نے بڑے اچھے انداز میں کہا۔ فرمایا جب آدمی کامل کہو جاتا ہے تو اس کے دوست بھی کم ہو جاتے ہیں اور جرات اس میں خوبی والی ہوتی ہے وہ صحیح بن جاتی ہے۔

(۱۴۰) اور یہ ایک دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ بشر جہ فضائل اور عیوب جو وہاں جب ایک انسان میں جمع ہو جاتے ہیں اور یہ فقیر چمکان ہو تو یہ عیوب کم ہو جاتے ہیں۔ اور اس فقیر کو عزت و اکرام نہیں دیا جاتا۔ فرمایا کہ اگر عیوب کی فصاحت آئین منکر کا خط۔ عیوب کی حکمت مریم کی منت۔ جب ایک شخص میں جمع ہو جائیں اور آدمی مفلس ہو تو جب اس پر بولی لگائی جائے تو وہ ایک دو دم میں بھی فروخت نہیں ہوتا۔

(۱۴۱) محمد بن ابن ابی شاذانہ نقل کرتے ہیں کہ فقیر عظیم الشان کو بھی اپنی بلند مہی کی غایت تک پہنچنے سے روک لیتا ہے اور فقر اس کو غلبہ و سرور کے اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے فرمایا کہ فقر جو ان کو اپنے قصد تک رسائی سے روک لیتا ہے۔ حالانکہ وہ ایسا تھا کہ اگر غربت نہ ہوتی تو وہ ہزار مسرور کا ارادہ کرتا۔

(۱۴۲) علوم اللہ اور عریضہ کے امام ابو بکر محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ البزید الدمشقی (تقریبی (ولادت ۳۱۶ وفات ۳۶۹ رحمانہ تعالیٰ) و شیخ و مرید و نوری و اسباب میں تھے اور فضیلت و شہرت کے عظیم منتہی سے مال مال تھے ان کی دنیا کی دنیا کی اولاد نے غرور و مذہب استمال کی۔ یہ فرماتے ہیں کہ فقر غربت اور دشت ہے اور غنا راحت و آرام ہے۔ اور فرمایا کہ فقر اپنے وطن میں بھی اچھی پنا ہے۔ اور ارضی جگہ میں بھی اپنا وطن ہے۔ زمین انکی حق ہے کہ اس کا کل ایک ہے اور لوگ بھائی اور پڑوسی ہیں۔

(۱۵۳) ابوالہادی احموی نقیہ اصولی ابو یحییٰ محمد بن یحییٰ بن زکریا الرازی (ولادت ۳۶۹ وفات ۴۳۵ رحمانہ) اپنے مہذبان کے قیام کے زمانے کے فقیر مطلق اور قرض کی شکایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مہذبان میں بارش ہوتی ہے اس کا قاتل نہیں سوائے اس کے کہ آتشوں میں آگ بجڑ کر دی ہے اور میں غافل دعا و اس شہر کے لئے کروں جس میں جو کچھ جانتا تھا اس کے بدلے میں مجھے نسیان غائب و سب کچھ بھول گیا جو میں اچھی طرح سے جانتا تھا۔ علاوہ ان میں میں مفرور بھی ہوا اور میرے گھر میں ایک دو دم بھی نہیں۔

اور میں بھی جو غریب و پورے لئے اور انسانی لینے والوں کو نصیحت کیا کرتے تھے غلام ادب سے دور رہنے کی اس لئے کہ یہ اپنے صاحب کے لئے فقر مطلق کے کرتے ہیں۔ فرمایا میرا ایک ساتھی میرے پاس مشورہ لینے کے لئے آیا۔ اس نے زمین کے کناروں میں چلنے پھرنے کا ارادہ کیا تھا میں نے اس کو کہا کہ جو چاہو حاصل کرو۔ سنی کرادار ہر گھات پر چاؤ سوائے غلام ادب کے۔

(۱۵۴) علامہ ادب "نور الخ" ناصر ابی نقیہ احموی (ولادت ۴۰۵ وفات ۴۶۳ رحمانہ) کو جو خط لکھا جس کو کاظمی ابن عسکال نے نقل کیا جس میں دوست کو فقر پر ترجیح دیتے ہیں۔

فرمایا کہ پہلے تو میں غرور تھا اور اب میرا یقین محکم ہو گیا کہ موت فقر سے بہتر ہے۔ میں اپنے اہل و عیال سے ممکن دل کے ساتھ انوار ہوا۔ اور اپنے وطن سے میں بالدار علی طلب کرنے کے لئے سڑیا چھوٹی پڑوے ہوئے میں نے اس کو کہا میرا کہ اس لئے کہ غمگینی والی مر سے موت بہتر ہے۔ یا تو میں مال کا کہ لے آؤں گا یا انکی جگہ مر جاؤں گا جس میری موت پر آسہ بھانے والے کم ہوں گے۔

(۱۵۵) یہ غربت کے مارے علاوہ جب فقر ان کو اپنے جڑوں سے کاٹتا تو یہ انکل و ذمہ ادب حسن بن محمد الرازی احموی (ولادت ۴۹۹ وفات ۵۵۲ رحمانہ) کے (شعار چمے رہے ان پر بھی ایک خوب دل زمانہ تک فقر ظاہر فرمایا۔

کاش موت فروخت ہوتی کہ میں اس کو خرید لیتا اس زندگی میں تو کوئی خیر نہیں۔ کاش کہ

موت نہ دینے کا اکتہ والی جھگڑا تھی جو مجھ کو چھڑکا اور ادا ہوئی اس کریمہ زندگی سے جب میں دور تھیں
دیکھتا ہوں تو میں پتہ نہ کرتا ہوں کہ کاش یہ میری قبر ہوتی۔ اللہ اس آزار بخش پر رحم کرے جو موت
کا صدمہ اپنے اس بھائی پر آ رہا ہے۔

ایک موقع پر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں اپنے دل پر جو مصائب ہیں میں زیادتی طلب
کروں تو میری دعا کی اور دشواری یہ ہے کہ جیسے ہی اور ان سرمدوں پر بھی میری زندگی بھی زندگی
پیش کی جائے تو وہ بھی ایسی زندگی کو نہیں چاہیں گے۔

(۱۵۶) میں اس باب کو ابو اسحاق الطبری شاعر کے قول پر فتح کرتا ہوں جو ان کا میرین
صاحب بن کی زبانوں پر جاری ہیں فرمایا۔

کہ ہم پر گردش الیام نے وہ کچھ ادا اب جس کی ہم میں طاقت نہ تھی جیسا کہ کوئی ہوئی پڑی
پر پٹی باغی جاتی ہیں۔ ایک کہنے والے نے جس کو سیاہ خمر نے غمیر رکھا تھا۔ اور اس سے جدا نہ
ہوتا تھا اور اس خمر نے کسی حالت میں ان کا ہاتھ نہ چھوڑا شکایت کے لب و لہجہ میں وہ اس طرح
تعبیر کرتے ہیں چہ وہ ہیں کی جانہ نے زمین کو شرف و بارش کر دیا لیکن میری ساری کی جگہ
اس سے تاجیک اندھیر سے میں ہے۔

ایک صاحبِ علم کی فقر و فاقہ کے ہاتھوں آدھو بکا:

(۱۵۷) امام ناصر بیہ محمود بن عمر الفاروقی جن کی تالیفات مشرق و مغرب میں حیرت
پہنچنے سے دل برداشتہ ہو کر فرمایا کہ میرے دوست ایک سحر سے فساد کا کھ کھنصیب
والا کر دیں گے۔ جبکہ میں کسی چال سے بھی ادا نہ تھا نہیں ہوں۔ اور میرے ذمہ میرے لانا و
اقران کے جو حقوق ہیں ان کا کیا بنے گا جبکہ دنیا زاریوں پر وافر ہو گئی اور میں حق نے مجھ کو کڑی
کیا ہے وہ یہ کہ شاہ سوار میرے فساد کا ظلم میں گاتے ہیں دور دراز شہروں تک میرے قصائد
پہنچے گئے ہیں اور جہاں تک وہ پہنچتی ہے میرے سرساک تک پہنچ گئے ہیں میرے کئے اہلی اور
معتضات ہیں کہ ان کی وجہ سے میرا ذہن جن زوروں کے قطع ہونے تک پہنچا وہ آداب سے مستثنی
ہیں۔ لیکن جب میں اپنے ہاتھ کو دیکھتا ہوں تو اس میں سوائے انگلیوں کے کچھ نہیں ہائے انہوں

کہ میں غنی ہوں اور غلام اور غصلا کا سر وار نہ ہوں اور فرمایا کہ میں زمانہ کی شکایت تو کرتا
ہوں۔ لیکن اس شکایت کو رفع کرنے والا کوئی نہیں دیکھتا جو میری پرانہ اور بگلی حالت کو دیکھے
ہائے انہوں کوں ہے میرے لئے تجارت کی جگہ میں فائدہ مند سامان لینے والا جبکہ اس سال
صرف فضیلت ہو طاقت ہو اہل علم کے لئے وہ کس طرح پہنچے رہ گئے جبکہ حاصل پوری سہیت
لے گئے۔

دوں کے ذمہ میرا فرض ہے کب وہ مجھے دیا جائے گا۔ مجھے تو اہل منزل کرنے والے
کے لئے اہل منزل سے واسطہ پڑا ہے۔ اللہ کے سامنے اور اس کی رضا کے سامنے میری شکایت
ہے۔ لوگوں سے میری امید ال کا قطع نہیں۔

فقر کو فنا پر فضیلت دینے والے علماء و اشراف عبد القادر کا قول فیصل:

(۱۵۸) فقر کے اس شدید غم کے باوجود ان علماء میں جن کے اقوال آپ نے ملاحظہ
فرمائے بہت سارے علماء ایسے بھی ہو گئے ہیں جو فقر کو فنا پر ترجیح دیتے ہیں ان میں سے
ایک امام فقیر تھت ابو جعفر محمد بن احمد بن نصر الفراء عراقی میں ابن شریک سے پہلے شوافع کے
شیخ (ولادت ۳۲۶ھ و وفات ۴۰۵ھ رحمہ اللہ) ہیں۔ تاج السکون نے "طبقات الشافعیہ الکبریٰ"
میں ان کے احوال میں لکھا ہے کہ جو لوگ فنا کا فقر پر ترجیح دیتے ہیں انہوں نے ان پر خوب رد
فرمایا۔

اور انہی میں سے فقیر تھت محمد بن احمد بن زید الفراء قاضی مصر (ولادت ۳۵۶ھ
وفات ۴۲۶ھ رحمہ اللہ) ہیں یہ بھی فقر کو فنا پر فضیلت دیتے ہیں انہوں نے ایک کتاب
"تحریف المقربلی الفراء" تصنیف کی خود قاضی ابن زید الفراء میں سے نہیں تھے جیسا کہ ابن حجر
کی کتاب "دفع الفراء عن فقہ العصر" میں ان کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱۵۹) اور اس طرح امام حافظ ابوسعید بن العربی امام بن محمد بن ابی داؤد کے راوی
(ولادت ۳۲۶ھ و وفات ۴۲۰ھ رحمہ اللہ) نے بھی ایک کتاب "تحریف المقربلی علی الفراء"
تصنیف کی۔ جس میں انہوں نے ابو بکر بن احمد بن زید کی کتاب "تحریف علی المقربلی" پر رد کی

ہے اور متوسلین امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال فقہ کے بارے میں پہلے گذر چکے ہیں امام حنفی ابن القیوم رحمہ اللہ نے ایک صاف اور سچ حکم کیا ہے فقہی شاکر اور فقیر صابر کی فضیلت کے بارے میں ان کے ارشادات ان کی کتاب ”مدارج السالکین“ میں طرہ حلقہ کے جانتے ہیں۔

(۱۶۰) فتاویٰ فقہی کی فضیلت کے بارے میں بہت اشعار کہے گئے ہیں۔ اویب الشافعی نے اپنی کتاب ”تَحْسِینُ الْقَلْبِ وَ تَطْوِیْعُ الْحَسَنِ“ میں کہا کہ فقہی حقیقین کے بارے میں جو بہترین بات کہی گئی ہے وہ ابو ابراہیم کا قول ہے۔ فرمایا تم کہیں دیکھے کو فقیر کے لئے تو مالدار کی امید رکھی جاتی ہے اور فقہی پر فقہ کو خوف رکھا جاتا ہے۔

عمود الوراق نے کہا: ”اے فقہ پر عیب لگانے والے کیا تو باز نہیں آتا خدا کا محبوب بہت بڑا ہے اگر تم سمجھو فقہ کے شرف اور فضیلت میں سے یہ بات ہے اگر تمہاری تخریج ہو تو خدا کا طلب کر کے مٹھ کی تافرمانی کرتے ہو اور جب فقیر بولتے ہو تو اللہ کی تافرمانی نہیں کرتے ہو۔ کسی دوسرے نے بھی فتاویٰ اور فقہ میں موازنہ کرتے ہوئے اور خدا کو فقہ پر فضیلت دیتے ہوئے کہا علم کے حصول میں ایشام کی وجہ سے ہم خدا کے حصول سے بے نیاز ہو گئے یہی اکیسی لوگ علم کے حصول سے بے پروا ہو گئے ہیں یہ مال کے فراوانی کی کوشش ان کا حصہ حاصل اور مال میں ہو گیا اور ہمارا حصہ علم و فقہ میں۔

(۱۶۱) عبداللہ بن مسعود نے کہا: ”کثافت“ ہے یعنی لوگوں سے انسان کا بے پروا ہونا۔ خود اتنا فقہ ہونا چاہیے کہ انسان بعض مرتبہ کفر کی حد تک پہنچ جائے۔ اور نہ شاکر کی والداری ہو۔ اور نہ شاکر کا سبب بنتی ہے۔ اور اس میں بہترین اقوال جو میں نے کتب میں سنے تھے وہ امام محمد بن ابراہیم بن ابی الوثریؒ ”ابو الیاس علی بن یحییٰ“ جیسی محدث اور نقیب سنہوں کے مصنف (ولادت ۱۵۷ھ وفات ۲۱۹ھ رحمہ اللہ) کے ہیں۔

فرمایا۔ ”میری حقیر ہے کہ تو نے مجھ کو ایسے فقہ میں جتنا دیکھا کیا جو مجھ پر گراں ہو اور نہ ایسی فحاشی جتنا کہ جو میرے دل کو کٹھنی اور لہجہ میں جتا کر دے“ مجھے تو نے علم اور مردود کا لئے فارغ کر دیا اور دل بھی اس کے لئے صاف کر دیا اور تو برابر میری راہنمائی بھی کرتا ہے۔ بندہ میں

مضمون ہوں اور نہ سائل اور نہ خبر ضروری چیز میں مشغول۔

فقہ و فقاہ سے پیدا ہونے والے آفات کا مختصر تذکرہ:

(۱۶۲) حافظہ ابی احمد بن علی البصری (ولادت ۵۷۷ھ وفات ۶۸۳ھ رحمہ اللہ)

نے اپنی کتاب ”الانکاز و المخلوط“ میں ایک خاص باب ہذا ہے۔ جس میں انہوں نے وہ آفات ذکر کئے جو فقہ و فقاہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو فقاہ و فقاہ کو سزاوار اس کا مقصد یہاں فرماتے ہیں کہ یہ آفات حدود حساب سے زیادہ اور فقاہ کی برداشت سے باہر ہیں ان میں سے بچنے کی غلی ہے۔ جلدی پیش میں آتا ہے۔ اور لوگوں سے ایک حلقہ ہوتا ہے اس لئے کہ کفر و سرور والی طبیعت سے وسعت اخلاق اور وسعت صدر پیدا ہوتا ہے اور فقاہ و فقاہ والی طبیعت سے غصہ کی غلی اور لوگوں سے انتہا میں پیدا ہوتا ہے اور ان میں سے ضد ہے جو فقاہ فقیر کے ساتھ لازم ہوتا ہے۔ اور اس میں ردی اخلاق پیدا کرتا ہے جس میں جھوٹ چال بازی خفا و غیرہ کئے اور ان میں سے حسد ہے اربابِ فقاہ کے ساتھ اور اس کی کثرت کے زوال کی محبت تاکہ وہ اس کے ساتھ برابر ہو جائے حالت فقہ اور حالت غلی میں اور اس کو کسی کی کثرت کے زوال سے عقلی ہوتی ہے کہ نہ ماننے ان سے اس کے لئے انتقام لیا فقیر اپنے آپ کائناتوں کا زیادہ مستحق سمجھتا ہے محسوس سے کلہاڑی خراشوں میں لوگوں کے ارد گرد چل رہا ہوتا ہے۔ ان سے نگاہ بھیرنا اور ان کی نصیحت کرنا اس لئے کہ جو شخص دوسرے کو اپنے سے اعلیٰ دیکھے اور اس کی برابری سے عاجز ہو تو وہ اس کی برائیوں اور ذلتی پوشیدہ باتوں کی جستجو میں رہتا ہے۔ اپنی برائی کی تاب نہ کرنے کے لئے اس میں جو موصوم برائی ہے یہ اس سے برتر ہے۔ یادہ اس کے لئے فحاشی گھڑتا ہے۔ جو اس کے لئے جان کرنا ہے۔ اور اپنے بارے میں یہ شعور رکھتا ہے کہ میں صفات کمال سے شصت ہوں۔ اور یہ ایک کوشش ہوتی ہے کسی فاضل کی قدردانی و منزلت سے لوگوں کی نظر میں ہونے کے لئے یا اس طرح و شصت سے لذت اندوز ہونے کے لئے۔ اور انہی فحاشیوں میں سے ہے کہ فقہ انسان کو کمال زبان و بدن اور جان کو ضعیف و کمزور بناتا ہے اس کے فقیہی یونان ہے اور فقیر کو نکال دیتا ہے۔ اور بعض مرتبہ جہد ایک بات یا ایک فعل پر فقہ اور فقاہ مختلف ہوتا ہے۔ اگر

انہوں نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو کھانے کے لئے منداہا ہے وہ میری دقت تک میرے ذوق کا ضامن ہے۔ تم نے مجھ کو تھوڑے سے مال سے محروم کیا لیکن میرے محروم ہونے سے تمہارے مال میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

سلمان کو جب یہ بات پہنچی تو ان کا خلیفہ جمال کر دیا گیا اور ان کو کام سے سبکی کر دیا گیا۔
طلحہ کو انہوں نے حضرت عیسیٰ اور خلیفہ دنا کر دیا۔

ان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے کہا کہ میں حسبِ کی ایک ایسی قسم حدیث کروان چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بھی بازار جائے تو اس پر بھی کوئی علم نہ کر سکے، وہ سہر میں داخل ہونے اور گھراسی کام میں لگا ہوا تھا کہ ایک شہنشاہ کے ساتھ گھر کے اس گھر میں اسے شہنشاہ کے کہان کو شہنشاہ کی فریختی اپنی پشت پر کر پڑے جس کی وجہ سے موت واقع ہوئی زمرۃ اللہ علیہ۔

مہذب بنیہ کا طریقہ:

(۱۶۵) حافظ خلیفہ بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں علامہ فقیر ابو یوسف رزاک کا قاضی ابو عبد اللہ شریک بن عبد اللہ بنی الکوفی (ولادت ۹۵ھ بخاری میں وفات ۱۷۵ھ کو قوفہ میں زمرۃ اللہ) کی سوانح میں لکھا ہے۔

مجھے یقین پڑا کہ یہ کہتے ہیں کہ قاضی شریک کا ستمبر بن مروان بنی برکاتہ اور ان کی مجلس میں بیٹھ گئے مستمیر نے ان کو کہا کہ ابو عبد اللہ تم کو تیز کر کے سکھائی انہوں نے کہا کہ تہذیب میرے نفس اور بھر پور تہذیب دارک واقعی نے اس فرسان بخاری میں پیدا ہوا۔ میرے ایک چچا زاد نے وہاں سے مجھے اٹھا کر ہجرہ خرمز کے پاس لاکر میرے دوسرے چچا زاد کے پاس ڈال دیا میں نے ان کے معلم کے پاس بیٹھا شروع کر دیا اور تیس قرآن کے ساتھ میرا دل مضیق ہو گیا۔ میں ان کے شیخ کے پاس آیا اور عرض کی چچا جان آپ جو کچھ مجھے یہاں دیتے ہیں وہ مجھے کو فہم میں دینے تاکہ میں وہاں مستند (مدیٹ) کا علم حاصل کروں اور اپنی قوم کو پیکار میں لڑان انہوں نے یہاں کر لیا فرماتے ہیں کہ میں کو فہم میں لگئی انہیں بتا کر فروخت کرنا ان کا فہم کیا شیخ نے بتا دیا اور اس پر علم اور مدیٹ پر توجہ نہ کرنا پھر میں نے فقہ حاصل کی اور اس میں یہ مقام حاصل کر لیا ہر آپ دیکھ

رہے ہیں۔ مستمیر بن مروان نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ میں نے تم کو بہت تہذیب سکھائی مگر مجھے تمہاری کامیابی نظر نہیں آ رہی اس لئے تم میں سے ہر ایک از خود تہذیب سیکھنے کی کوشش کرنے جس نے اچھا کیا تو اپنے غاۃ کے لئے اور جس نے برا کیا تو اپنے نقصان کے لئے۔

علم فقہ کا ذائقہ چکے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا:

(۱۶۶) امام دارالمرہ امام مالک (ولادت ۹۵ھ وفات ۱۸۱ھ رح اللہ) کے بارے میں قاضی عیاض نے جو اپنے زمانہ میں مالکیہ کے شیخ تھے نے اپنی کتاب "ترغیب المبادک لعلوم اعلام مذہب مالک" میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کو گھرنے اس طرح مجبور کیا تھا کہ انہوں نے گھر کی محبت کی نگہاں فروخت کر دیں۔

ابن القاسم کہتے ہیں کہ امام مالک طلب علم میں اس طرح مشغول ہوئے کہ ان کے گھر گر گئے تو انہوں نے اس کی نگرہاں فروخت کر دیں پھر بعد میں دنیا ان کی طرف متوجہ ہوئی قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ علم فقہ کا ذائقہ چکے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

امام ابوحنیفہ کی سخاوت

(۱۶۷) خلیفہ بغدادی نے تاریخ بغداد میں اور موثق الخوارزمی نے ”مناقب ابی حنیفہ“ میں قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الکوفی بغدادی امام ابوحنیفہ کے شاگرد (ولادت ۱۳۱ھ وفات ۱۵۰ھ) کا سوانح بیان کیا ہے۔ کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ حدیث اور فقہ حاصل کرتا تھا اور میں بہت غریب اور خشد حال تھا۔ میرے والد ایک دن آئے۔ میں امام ابوحنیفہ کی مجلس میں تھا۔ میں اپنے والد کے ساتھ وہاں چلا گیا۔ میرے والد نے مجھے کہا بیٹا امام ابوحنیفہ کی ہمسری نہ کر، کیونکہ ابوحنیفہ کو گرفتار نہیں کیا اور تو معاش کا محتاج ہے میں نے والد کے فرمان پر درباری کو ترجیح دی اور حریہ طلب علم سے رک گیا۔

امام ابوحنیفہ نے ملنے والی دن مجلس سے بغیر حاضر پایا تو میرے حلق پر چھا پھر میں نے ان کی مجلس میں آنا شروع کر دیا بغیر حاضری کے بعد جب میں پہلی مرتبہ ان کی مجلس میں آیا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ تم کو ہماری مجلس کی حاضری سے کس چیز سے روکا میں نے کہا کہ گرفتار معاش اور والد کی فریادیں برداری نے میں ان کی مجلس میں جتنے کام چاہتا ہوں چلے گئے تو انہوں نے مجھے ایک چمکی دی اور فرمایا اس کو اپنے کام لاؤ میں نے چمکی میں دیکھا تو ایک درم تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ حقہ درس میں پاندی رکھو اور جب یہ ختم ہو جائے تو مجھے بتا دیا میں پاندی سے آئے لگ گیا ابھی تو رات ہی عرصہ نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے مجھے ایک دوسری چمکی دی اسے دیکھ کر وہ برابر مجھے دیتے ہی رہے میں نے بھی ان پر حجتی ظاہر نہیں کی اور نہ کبھی کسی چیز سے ختم ہونے کے ہاتھ میں بتا دیا وہ اس طرح تھے کہ وہاں کو خوش و خوشم ہو جانے کا علم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے مستفی ہو گیا اور صاحبِ مال ہو گیا میں ان کی مجلس میں ۳۹ سالے اس پر رہا اور میں اپنی حاجت کو کفیل کیا اللہ کریم نے مجھ پر ان کی برکت اور حسن نیت سے۔ وہ برکات و علم وہاں کھوئے جو اس نے کھولنے تھے اللہ میری طرف سے ان کو اچھا بدلہ سے عاوان کی مسرت فرمائے۔

امام ابو یوسف کا شوق اور امام ابوحنیفہ کی دور رس نگاہ

(۱۶۸) یہاں پر ایک دوسرا واقعہ بھی جس کو خلیفہ بغدادی نے ”تاریخ بغداد“ میں نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسف کے والد فوت ہو گئے اور ابو یوسف چھوٹے بچے رہ گئے ان کی والدہ نے ان کے لئے امام ابوحنیفہ کی مجلس کی حاضری پانچ سو مسکن بنی ابی بکر نے اس طرح بیان کیا اور حسن بن محمد حلقہ ش نے کہا کہ مجھے محمد بن عبدالرحمن السامی نے بتایا کہ ان کو پہراگانے خبر دی کہ مجھے علی بن ابیہود نے بتایا کہ مجھے یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف القاضی نے بتایا کہ میرے والد ابراہیم بن صہب فوت ہو گئے اور مجھے چھوٹا چچا والدہ کی گوش چھوڑ گئے۔ میری والدہ نے مجھ کو دھوپ کے حوالہ کر دیا۔ میں اس کی خدمت کرتا رہوں میں دھوپ کو چھوڑ کر ابو حنیفہ کے حقہ درس میں چلا جاتا اور وہاں جتنے کتب میری والدہ حقہ درس میں میرے پیچھے آ جاتی اور مجھے ساتھ سے بکڑ کر دھوپ کے پاس لے جاتی۔ امام ابوحنیفہ نے یہ بات میری حاضری اور شوق طرکی وجہ سے محسوس کی جب میری والدہ کا بار بار آتا اور میرا ہاتھ اٹھانے سے باز نہ کیا تو میری والدہ نے امام ابوحنیفہ کو کہا کہ اس بچے کو فربہ کرنے کا اصل جملہ تو یہ ہے یہ ختم چھپے اس کا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں ان کا کہنا کہ اس کا پتہ پائی ہوں میں چاہتی ہوں کہ یہ کم از کم ایک واقعہ (درم کا پانچ سو حصہ) تو کما لے جس کو اپنے اوپر خیر کرے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر یہ اس طرح علم حاصل کرتا رہا تو روغنِ پست کے ساتھ کالود کھائے گا میری والدہ وہاں سے واپس ہوئی اور کہا کہ تو بڑا حاسن کیا ہے میری مرض ختم ہو گئی امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ کی مجلس کو لازماً بکرا دیا اور میری مالی امداد کیا کرتے تھے اور انہوں نے میری کوئی حاجت و ضرورت نہ بنے نہیں دی اللہ نے مجھے علم کے ذریعہ ناکارہ پایا اور مجھے اتنا بلند کیا کہ مجھ کو قصداً کاہدہ لیا گیا اور میں ہادون الرشید کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگ گیا اور اس کے دُحر خواہن پر اس کے ساتھ کھانے لگ گیا ایک دن ہادون الرشید کے سامنے فالودہ پیش کیا گیا ہادون الرشید نے کہا یعقوب کھاؤ یہ ہمارے لئے بھی برازات تاریں کیا جاتا میں نہیں چاہا انہوں نے بیٹنے کا سبب پوچھا تو میں نے کہا اللہ امیر المؤمنین کی زندگی و راز کرے کوئی ایسی

بات نہیں انہوں نے کہا تم ضرور مجھے بتاؤ گے میں نے ان کو پورا قصہ سنایا۔ انہوں نے اس پر بہت تعجب کیا اور فرمایا مجھے قسم ہے مگر انسان کو بلند کرتا ہے اور دین دنیا کا نفع پہنچاتا ہے اور ایو ضیقہ رحمانہ کے لئے انہوں نے رحمت کی دعا کی اور کہا کہ وہ عس کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھتے ہیں جو سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا۔

طاہرہ کوثری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابو یوسف کے والدہ والا واقعہ درست اور والدہ والا غلط ہے اس لئے کہ اس کی سند میں مشہور کذاب حسن بن زیاد و کذاب شافعی ہے جو بیعت کفر نے میں مشہور و معروف تھا۔

علی دنیا کا بے تاج بادشاہ اور مامون الرشید کی علم دوستی

(۱۶۹) اور یہ امام ابو نعیم "تحت شجر ادب" حدیث کے امام نصر بن حنیبل المالونی (ولادت ۱۶۹ھ وفات ۲۴۵ھ رحمہ اللہ) ہیں۔ قاضی ابن عسکرن نے "وقایات الامان" میں ان کی سوانح میں لکھا ہے جس کو "ابو سعید" نے اپنی کتاب "مشابہہ" میں نقل کیا ہے کہ نصر بن حنیبل پر بصرہ میں معاش کی آبی غلی ہو گئی کہ انہوں نے غراسان کی طرف نکلے گا ارادہ کر لیا جب وہ جانے لگے تو ان کو الوداع کہنے کے لئے تین ہزار افراد ان کے ہمراہ نکلے اور ان میں کوئی بھی نہ تھکتا "عروسی اور عروغ کے علاوہ نہ تھا۔ جب سز بدستقام پر پہنچے تو جیتے گئے اور فرمانے لگے کہ اسے اصل بصرہ تم سے جدا کی جھ پر شاق ہے اللہ کی قسم اگر مجھ کو یہاں پر روزانہ ایک کیلو پیاز بھی ملتا تو میں بھی تم کو چھوڑ کر نہ جاتا۔ لیکن ان تین ہزار حاضرین میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جو یہ بوجہ برداشت کر سکتا۔ مجمع کو الوداع کہنے کے بعد جب وہ غراسان پہنچے گئے تو بہت بڑا مال ان کے ہاتھ آیا وہاں ان کی اقامت نرۃ میں تھی۔

ان کی اقامت نرۃ کے زمانہ میں ان کے دور مامون بن ہارون الرشید کے درمیان عجیب و غریب واقعات و حوادث پیش آئے نصر بن حنیبل کہتے ہیں کہ میں مامون کی رات کی آنکھ کی مجلس میں جایا کرتا تھا۔ ایک رات جب میں گیا تو میرے کپڑوں کو بچو نہ لگے ہوئے تھے تو مامون نے کہا نصر یہ کیا شگ! زہد اندازنگی ہے کہ تم امیر المومنین کی مجلس میں ان پچھلے ہائے کپڑوں میں آئے ہو میں نے کہا امیر المومنین میں بڑھا اور کزور شخص ہوں اور فرو کی گری بہت زیادہ ہے میں ان پچھلے پرانے کپڑوں سے ذرا غصہ ک حاصل کرتا ہوں انہوں نے کہا ان میں تم زہد شگ ہو۔

پھر حدیث پر بحث شروع ہو گئی۔ مامون نے عورتوں کا ذکر شروع کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو ہم نے خالد سے "قصی" سے "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت جان کی مول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"انما فرق الرجل المرأة لجمالها وجمالها كان فيه سدا من غوز"

کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ اس کے جمال اور دین کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو یہ غریب کے لئے بھدر رکاف گذر رہا کہ بدست ہوتا ہے۔ یہاں پر ہامون نے سہ سہ اوسین کے حج کے ساتھ چڑھا میں نے کہا امیر المؤمنین عظیم نے کہا ہے مجھے خوف بن ابی حمیلہ نے جان کیا کہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو روایت بیان کی اس میں (بداد) سین کے کسرہ کے ساتھ ہے فرمایا کہ ہامون کب لگائے ہوئے تھا اور سیدہ حبیبتہ کیا انہوں نے کہا آخر تم نے یہاں بداد کیوں چڑھا میں نے کہا اس لئے کہ "بداد" چڑھنا غلط ہے اس نے کہا کہ تم کھوکھلا چڑھنے والا کہتے ہو میں نے کہا کہ غلطی عظیم کی ہے وہ بدست غلطیاں کرنے والا تھا امیر المؤمنین اس لفظ کی تفتیش میں لگ گئے اور کہا کہ ان میں کیا فرق ہے میں نے کہا کہ (بداد) سین کے حج کے ساتھ دین اور راستے میں استعمال اور میانہ روی کو کہتے ہیں اور "بداد" سین کے کسرہ کے ساتھ بھدر گذر رہا کو کہتے ہیں اور جس کے ساتھ آپ کسی چیز کو بند کریں تو وہ "بداد" ہے ہامون نے کہا کہ کہ عرب اس فرق کو جانتے ہیں میں نے کہا ہاں یہ عربی شاعر کا شعر ہے۔

اصاعونی وانی فنی اضواء "الیوم تجویہۃ وسداد لغو"

ترجمہ "انہوں نے مجھ کو ضائع کر دیا اور کسی نوجوان کو انہوں نے جنگ اور مردہ بن کر کرنے کے لئے ضائع کیا۔ ہامون نے کہا اللہ اس شخص کا راز ہے جس کے پاس ادب یعنی علم لاپتہ نہ ہو کافی دیر وہ خاموش رہا پھر مجھے کہا کہ تم کہتا رہے پاس مال و غیرہ کیا ہے میں نے کہا کہ خزاہ میں تھوڑی سی زمین ہے جس پر میں گذر کرتا ہوں اس نے کہا کہ کیا تم کو کچھ اس کے ساتھ پیہ نہ کر دیں میں نے کہا کہ میں اس کا ضرورت مند نہیں ہوں۔

اس نے کاغذ لیا مجھے زندہ کہا کہ کیا لکھ رہا ہے لکھ اس نے خادم کو کہا کہ یہ خط لکھ کر ان کے ساتھ فضل بن سعل کے پاس جاؤ جب فضل نے خط چڑھا تو کہا اے نصر۔ امیر المؤمنین نے قہار سے لئے چپکاس ہزار درہم دینے کا حکم لکھا ہے اس کا سبب کیا ہوا میں نے جھوٹ نہیں بولا اور سارا واقعہ بیان کر دیا تو اس نے اپنی جانب سے تیس ۳۰۰۰۰ درہم دینے کا حکم کر دیا۔ تو اس طرح میں نے اسی ۸۰۰۰۰ ہزار درہم لئے لئے ایک حرف کے بدلے جس کا اس نے مجھ

سے استعارہ کیا تھا۔

(۱۷۰) حافظ ابن عبد البر نے اپنی کتاب "الاشیاء فی تھناک اشیا فی فائدہ البھارہ" میں اپنی سند کے ساتھ امام شافعی تک (محمد بن اور بنی ولادت ۱۵۰ ولادت ۲۰۰ھ) میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں ادب عرب میں ہی علم حاصل کرتا تھا اور میرے پاس مال و غیرہ نہیں تھا۔ اس وقت میری عمر ۳۳ سال سے بھی کم تھی۔ میں دجوان جاتا تھا اور ان سے لکھے ہوئے کاغذ لاتا تھا اور ان کی پشت پر اپنا سہتی لکھتا۔

مناقب امام شافعیؒ

(۱۷۱) امام تائقی نے اپنی کتاب "مناقب الشافعی" میں اور کاشی حیاض نے "ترتیب المدا رک" میں اور ذوقوت کی "تلمیذ" میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مناقب و کمالات میں آیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کچھ ہیں کہ کتب میں قاضی جویہ جویہ کو دیتے وہ میں سنتا تھا اور جو وہ کہتے اس کو حفظ کر لیتا تھا میں جیم قاضی میری والدہ کے پاس معلم کو پینے کے لئے نہیں نہیں جی۔ اور معلم اس وجہ سے مجھ سے خوش تھے کہ میں ان کے چلے جانے کے بعد ان کی جگہ ثابت کیا کرتا تھا کتب کے دوسرے لڑکے کھٹا کرتے تھے اور معلم کی اطلاع سے فارغ ہونے سے پہلے جو کچھ میں کھٹتا تھا اس کو حفظ بھی کر لیتا تھا معلم نے ایک دن مجھ کو کہا کہ تم سے کچھ لینا میرے لئے طالب نہیں مگر جب میں کتب سے نکل جاتا تو میں تمہیں پانچ کچھ کے درخت کی جڑیں اور ان سے ایک طرف کے کٹے ہوئے کاقدات ڈالتا جس کی ایک طرف خالی ہوتا اور ان پر کھتا یہاں تک کہ ایک بڑا سدا جو میری والدہ کا بھائی تھا۔

(۱۷۲) حافظہ صہد البیر نے اپنی کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" میں بھی فی ردیہ وعلو" کے باب "الحض علی استحضار الطلب والعصر علی اللزائم والنصب" میں امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔ کہ میں اپنی والدہ کے ذریعہ جیم قاضی انہوں نے مجھ کو کتب میں والدہ اور ان کے پاس معلم کو پینے کی نہیں جی۔ معلم مجھ سے اس وجہ سے خوش تھا کہ میں ان کے چلے جانے کے بعد ثابت کرتا تھا۔ جب میں نے قرآن کریم حفظ کر لیا تو میں نے صہد میں داخلہ لے لیا اب میں علماء کی مجلس میں بیٹھتا تھا کیا میں جو حدیث یا مسئلہ سنتا اس کو یاد کر لیتا تھا۔ میری والدہ کے پاس اتنا کچھ بھی نہ تھا کہ میں اس پر کاقد خریدے سکا جب کوئی بڑی سفیدی کی وجہ سے چلتی ہوئی مجھے نظر آتی تو اس کو اٹھا لیتا اور اس پر کھتا یہاں تک کہ تیار۔

پھر میں کا دلی آیا تو اہل قریش نے ان کے ساتھ بات کی کہ وہ مجھ سے جائیں میری

والدہ کے پاس اتنا کچھ نہ تھا کہ وہ مجھ سے دیتی اور میں اس سے اپنا لباس آراستہ کر لیتا میری والدہ نے سولہ درہم میں اپنی چادر رنگین رکھوائی اور وہ رقم مجھ سے دی جس سے میں نے اپنا لباس آراستہ کر لیا۔

ایثار اور قربانی کی بظہیر مثال:

(۱۷۳) مسعودی نے "مروج الذهب" میں اور کاشی حیاض نے "ترتیب المدا رک" میں اور ذوقوت لکھو نے "تلمیذ" میں۔ میری والدہ کے عالم محمد بن عمر الوائدی المدنی "م" بغدادی (ولادت ۱۳۰ھ و وفات ۲۰۰ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں لکھا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مجھ کو واقدی نے لیکن حالت میں دیکھا تو فرمایا کہ تمہیں انہوں اس لئے کہ رزق اس جگہ سے آتا ہے جہاں سے تمہیں کوگان بھی نہیں ہوتا۔ میں ایک مرتبہ اتنا طلب ہو گیا تھا کہ میں نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یعنی بن خالد نے میری تاخیر کو محسوس کیا تو میں نے کچھ سہرت کی۔ ان کو جب میرے حالت کی خبر ہوئی تو انہوں نے مجھ کو پانچ سو درہم دئے وہ رقم لے کر جب میں گھر گیا تو وہ رقم میں نے قرض کی اور اسکی اور اعلیٰ و دخیل پر خرچ کرنے کے بارے میں سوچا ہی رہا تھا کہ اہل مدینہ کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت میں سے ایک شخص جس پر راستہ میں لڑاکہ چکا تھا میرے پاس آیا اور اپنی حالت کی شکایت کی تا میرے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا وہ میں نے اس کو دے دیا اور کھڑے اندر خریدے۔

یعنی بن خالد نے پھر کھڑے گھر سے آکر ہوا پایا۔ سب پوچھا تو میں نے قاضی ثابت ان کو بتا دی وہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے ان سے رقم لی تھی لیکن جب میں نے لے کر کھر پہنچا تو قاضی انصاری میرے پاس آئے اور انہوں نے اپنی حالت کی شکایت کی تو میں نے دو درہم ان کو دیے یعنی اس انصاری کی طرف سوال کرتے ہوئے متوجہ ہوئے کہ اور ادائیگی کرتے تو رقم دی اس نے بھی ان کو بتا دیا یعنی اس صفات سے حیران رہ گیا پھر اس نے میرے لئے اور اس آل الہی بڑے کے لئے اور انصاری کے لئے ہزار ہزار دینار دینے کا اعلان کیا۔ اور میرے بیوی بچوں کے لئے پانچ سو کا بچہ اس فم کے جو

اس کو لاحق ہوا تھا جس وقت میں دو رقم دے رہا تھا۔

واقعی کہتے ہیں کہ میرے دو دوست تھے ان میں ایک باقی تھا اور ہم میں ایک چان کے لئے مجھ پر سخت تنگی کا وقت آیا اور میری بھی سر آئی میری بیوی نے مجھ کو کہا کہ اپنی جان پر کوئی اور تنگی ہم برداشت کر لیں گے لیکن بچوں کی وجہ سے ہر ادل کتنا چار ہا ہے اس لئے کہ جب یہ بڑھویں گے بچوں کو دیکھیں گے کہ انہوں نے میرا دل فخر و صورت لباس میں نہ رکھا ہے اور یہ اسی پرانے کپڑوں میں ہیں۔ اگر آپ کسی چیز کا بندہ دوست کر لیں جو ہم صرف ان کپڑوں پر خرچ کر لیں تو بہتر ہوگا کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باقی دوست کو اپنی حالت کے بارے میں لکھا انہوں نے مجھے ایک سرسبز لٹاف بھیجا اس پر لکھا تھا کہ اس میں ایک ہزار درہم ہیں میں ابھی مطمئن نہ ہوا تھا کہ میرے دوسرے دوست کا خط آگیا اس میں بھی وہی حکایت درج تھی جو میں نے اپنے باقی دوست کو لکھی تھی میں نے وہ لٹاف یا خط لایا اس طرح اس کو بھیج دیا اور یہی سے بوجہ شرم کے میری حالت کو سمجھ میں رہا جب میں گھر واپس آیا تو اس نے بھی میرے اقدام کو مستحسن سمجھا اور کسی ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔

اسی حال میں تھے کہ میرا باقی دوست دو خط لایا اسی حالت میں اٹھائے ہوئے میرے پاس آگیا اس نے مجھ کو کہا کہ کچھ کچھ تاؤ تم نے اس خط لکھا کیا تھا جو میں نے تم کو بھیجا تھا میں نے اس کو بات اسی طرح بتادی

اس نے کہا کہ جب امداد طلب کرنے کے لئے تمہارا پیغام مجھ کو پہنچا تو میں صرف اسی مقدار کا مالک تھا جو میں نے تم کو بھیج دیا تھا میں نے اپنے دوست سے ہر روزی طلب کرنے کے لئے خط لکھا اس نے مجھ کو میرا خط لایا میری ہر کے ساتھ بھیج دیا واقعی کہتے ہیں کہ ہم نے دو ہزار درہم آپس میں برابر تقسیم کر لئے اور ایک سو درہم ہم نے عزت کو بھیج دے دئے یہ قہد کسی طرح تمام مون کو پہنچا دیا اس نے مجھے بلایا۔ میں نے اس کے سامنے تمام معاملہ بیان کر دیا تو اس نے ہمارے لئے سات ہزار کا حکم صادر کر دیا ہر ایک کے لئے دو دو ہزار چار اور عزت کے لئے ایک ہزار چار۔

علم کی خدمت حالت فقر و سبکت میں:

(۱۷۴) سمرقانی کے "الانساب" میں محدث ابو عامر قحطہ بن عبد السوائی الکوفی امام احمد بخاری وغیرہ کے شیخ (وفات ۳۱۵ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ شہزادہ ولف بن ابی ولف اٹھلی قحطہ بن عبد کے دروازے پر آیا اس کے ساتھ قدم اور کتابت حدیث کے لئے نوجوان لڑکے بھی تھے اس نے دروازہ کھٹکھٹایا قحطہ نے نکلے میں فرمایا خیر کی خدمت میں دو بار دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اہم جیل کے بادشاہ کا بیٹا تمہارے دروازے پر ہے اور تم نکل نہیں رہے ہو وہ جب نکلے تو ان کی تہمت کے ایک کوٹے میں روٹی کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا شہزادے نے اپنے معاونین کو کہا کہ جو شخص دنیا کے اس مقدار پر راضی ہو وہ اہم جیل کے بادشاہ کے ساتھ کیا کرے گا اللہ کی قسم میں اس سے حدیث نہیں پڑھوں گا اور اس نے ان سے حدیث نہیں پڑھی۔

(۱۷۵) اسیر الصمدانی نے "توضیح الافکار" میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے حدیث کے بیان کرنے پر اجرت لینے کی اجازت دی ہے ان میں ابو حفص فضل بن الدین (ولادت ۳۱۵ھ وفات ۳۷۵ھ رحمہ اللہ) بھی ہیں۔ جو امام بخاری امام احمد اسحاق بن راہویہ ابن مبارک اور بہت سارے حقوق کے شیخ ہیں وہ حدیث بیان کرنے پر عرض لیا کرتے تھے اور اس طرح لیا کرتے تھے کہ اگر کسی کے پاس ہزار درہم نہ ہوتا تو پڑ گادی لیتے سالم درہم پڑ گادی کی قیمت میں جو عطاوت ہوتا تھا وہ بھی وصول کر لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مجھ کو اجرت لینے پر مجبور کرے ہیں لیکن میرے گھر میں تیرا فراہم ہیں اور ایک روٹی بھی نہیں ہے۔

(۱۷۶) کلام ابن الجوزی نے اپنی کتاب "مناقب امام احمد بن حنبل" میں ایک مستقل باب مستفاد کیا ہے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے تفصیل قرآن میں اس نظریہ کو قبول نہیں کیا تھا ان میں انہوں نے ابو حنن مغان بن مسلم بصری امام بخاری کے شیخ (وفات ۳۲۳ھ وفات ۳۲۳ھ رحمہ اللہ) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مغان بن مسلم پہلے شخص ہیں جن کو اس آزمائش میں آزمایا گیا۔

بھرانہ ابوجہزی نے اپنی سند کے ساتھ (جو قاسم بن ابی صالح تک ہے) نقل کیا ہے کہ میں نے ابراہیم بن ابیہن بن دہزل کو کہتے ہوئے سنا کہ جب عقیان بن مسلم کو اس فتنہ میں بلا گیا تو اس وقت میں ان کے گھر سے نکلا ہوا تھا جب ان پر عقیل قرآن کو قول پیش کیا گیا تو اس کو کھل کر سننے سے انکار ہی ہوئے اور ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہارا دین بیکردہ ہیں گئے ان کو برہینیں بڑا درہم دے جاتے تھے۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی "وَلَا تَسْأَلُوا لَهُمْ دَرَاهِمًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ" کہ آسمان میں ہے روز قیامت تمہارا درہم جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے جب وہ گھر واپس لوٹے تو گھر کے خواتین اور دیگر اہل خانہ نے ان کو طاعت کی ان کے گھر میں تقریباً چالیس افراد تھے۔

جب وہ گھر واپس تشریف لائے تو کسی نے ان کا روزانہ کھانا پورا ایک شخص اندر داخل ہوا جیسا کوئی بھی یا قتل فرودخت کرنے والا ہوا اس کے پاس ایک قتیلا تھا جس میں ایک بڑا درہم تھے اس نے کہا ایذا عثمان اللہ تجھے عاقبت قدم رکھے جیسا تم نے دین کو قاسم داکم رکھا۔ یہ ایک بڑا درہم تم کو میرے لئے رہیں گے۔

امام حافظ عقیان بن مسلم کا عطاء سلطان سے عطاء رخصت کی طرف اللہ کے اس فرمان "وَقُلِ السَّمَاءُ رُزْقُكُمْ وَمَا تَعْلَمُونَ" پر احتجاج کرتے ہوئے رجوع نے مجھے دیت یاد دلانے جو میں نے اپنے شیخ ابوسلمہ بن ابی الوثی انہیں رحمہ اللہ ثانی سے حفظ کئے تھے بھرانہ کے اشعار کا پتہ مجھے ان کی شاعر میں پندرہ برس پہلے جن کا لقب مرجع الکامل تھا جن کی وفات ۳۳۹ھ میں ہوئی (رحمہ اللہ) کے کلام میں چلے جن کو علامہ خیر الدین افردنگی نے "اعلام" میں ان کی سوانح میں نقل کیا۔

ترجمہ "جس روز قیامت طلب کرتے ہو اس کی مثال اس مادی کی ہے جو تمہارے ساتھ چلے ہے تم اس کے پیچھے چل کے اس کو نہیں پکڑ سکتے ہو اور جب تم دوسری طرف چل پڑو تو وہ تمہارے پیچھے پیچھے آئے گا۔

انبیاء کی وراثت حاصل کرنے کی خاطر:

(۷۷۱ھ) اور یہ امام ابو حنیفہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے امام "یحییٰ بن یحییٰ" رحمہ اللہ اور جوامام بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ آخر حدیث کے شیخ ہیں (ولادت ۱۵۸ھ وفات ۲۴۳ھ رحمہ اللہ) ہیں حافظ ابو حنیفہ نے "تہذیب المعجم" کہا "ابو حنیفہ" "المنہج الاحمد" میں ان کی سوانح میں کہا کہ ان کی ولادت ظلیہ ابو حنیفہ راسخو کے زمانہ خلافت ۷۵ھ میں ہوئی ان کے والد یحییٰ رحمہ اللہ بن مالک کے فقیہ تھے۔ بھرانہ کو اپنی کے خراج پر مقرر کیا گیا وہاں وہ فوت ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے ایک کردہ بچاں بڑا درہم چھوڑے۔ یحییٰ نے وہ قاسم رقم حصول حدیث پر خرچ کر دی تھی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس پینے کے لئے جوتا بھی نہ رہا جب یحییٰ فوت ہوئے تو انہوں نے ایک سوچو چار پائے بڑے منگ اور چار پائے بڑے منگے کتابوں کے گھر سے چھوڑے "تہذیب المعجم" کی روایت میں ہے کہ میں قیامی بھی بھرے ہوئے چھوڑے۔

وخط و فصیح پڑنے والی اجرت مگر ادبی:

(۱۷۸ھ) قاضی عبدالبارک "ملقات السحر" اور ابن الرضی کی "الامنیۃ والال" میں فقیر عالم ابو حنیفہ بن ابیہن السحری رحمہ اللہ اور جوامام بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ آخر حدیث کے شیخ ہیں (ولادت ۲۳۳ھ وفات ۳۳۳ھ رحمہ اللہ) کے بارے میں آیا ہے کہ وہ علم و تقویٰ میں بہت مشہور تھے اور روایت کی گئی ہے کہ ان کو ان کی کسی حاجت نے اتنا سخت پریشان کیا کہ وہ اپنے بھائیوں کی زکوٰۃ لیا کرتے تھے ایک دن ان کے پاس ایک تاجر آیا انہوں نے اس کی موجودگی میں خطبہ کرا کے بارے میں کچھ باتیں کیں۔ تا جرحہ یہ باتیں بہت پسند آئیں اس نے ان سے ان کے حال کے بارے میں پوچھا انہوں نے اپنی فقر کی حالت جان کی اس نے ان کے لئے پانچ سو درہم بھیجے انہوں نے وہ واپس کر دئے ان کو کہا گیا کہ بادشاہ کے مال کو واپس کرنے میں تو ہم آپ کو اس مال کے مشکوک ہونے کی وجہ سے معذور سمجھتے تھے لیکن اس مال کو واپس کرنے کی کوئی حقول نہیں ہے، جعفر نے کہا کہ کیا وہ میرے و خط و فصیح سے متاثر نہیں ہوا؟ کیا تم میرے لئے جائز سمجھتے ہو کہ میں دعوت الی اللہ اور اپنی

صیحت پر اجرت لوں اگر میں یہ وقت نہ کر جاؤں اور وہ مجھے کچھ بنا تو میں قبول کر لیتا۔

(۱۷۹) ”تذکرۃ المصنفات“ اور ”تہذیب المعنی“ اور حافظہ الہوی کی ”تہذیب الکمال“ میں محمد بن رافع بیضاہیری بغدادی، مسلم اور ان کے حلیہ کے آثار کے شیخ اور مفتاد (وفات ۲۴۹ھ) کی سوانح بیان کی ہے۔

ذکر بیان دلا یہ کہتے ہیں کہ امیر ظاہر بن محمد اللہ انحرانی نے محمد بن رافع کو پانچ ہزار درہم اپنے ایک اہلی کے ہاتھ بیچے وہ ان کے پاس مصر کی نیاز کے بعد پہنچا اس وقت یہ مولیٰ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ اس نے وہ عثمان ان کے سامنے بھیجے تو انہیں کچھ دیا اور عثمان نے یہ رقم بھیجی ہے تاکہ آپ اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں۔

محمد بن رافع نے کہا کہ یہ بے لواء اور اسی نے جاؤ مجھ کو ان کی احتیاج نہیں سورج و چاند کے اوپر والے کنارے تک آگیا ہے تھوڑی دیر بعد غروب ہو جائے گا۔ میری عمر اسی ۸۰ برس سے تجاوز ہو گئی میں کب تک زندہ رہوں گا انہوں نے وہ مال لوٹا دیا اور اپنی وہ مال لے کر واپس چلا گیا۔ محمد بن رافع کا بیٹا والد کے پاس آیا اور کہا ابا جان ہمارے پاس رات کا کھانا نہیں ہے محمد بن رافع سخت سردی کے موسم میں جب باہر نکل کر آئے تو اپنے اوپر وہ طواف لپیٹا ہوا تھا جو وہ رات کو لوڑھا کرتے تھے۔

کتاب اللہ کی خاطر غیرت کھا کر ہال ٹھکانے والا خرچ نہیں رہا:

(۱۸۰) ”عجم کا دیبا“ اور ”وفیات الاعیان“ اور ”الوفیات“ میں امام حریت ابو عثمان الدیلمی تحریر ہیں محمد بن عثمان البصری انہوی مصری امام سیبویہ کے بعد جس سے زیادہ نحو جاننے والا کوئی نہ تھا اور جنہوں نے سب سے پہلے علم صرفہ اور صرف کو دین کیا ان سے پہلے علم صرفہ محمد بن عثمان تھا (وفات ۲۴۹ھ) اور مرسلہ کے بارے میں آیا ہے۔

کہ بازاری بہت ہی پرہیزگار تھے ایک یہودی ان کے پاس ”کتاب سیبویہ“ پڑھنے کے لئے آیا اور اس کتاب کو پڑھانے پر اس نے ان کو ایک ہزار درہم دے کر کہا انہوں نے انکار کر دیا اور اس کو منع کر دیا ان کو ان کے شاگرد ”میرزہ“ نے کہا میں آپ پر قہر ہو جاؤں آپ اس

حضرت کو ٹھکر رہے ہیں اپنے قاتل اور قتل حالی کے باوجود بھی انہوں نے کہا کہ اس کتاب میں اللہ کریم کی کتاب کی جس سے زندگانیتیں ہیں اس کتاب اللہ کے لئے غیرت کرتے ہوئے میں نہیں چاہتا کہ کسی ذی کار کو میں اس کتاب پر قار بنائوں نیز دیکھتے ہیں کہ اللہ کا فیضہ واقعی کے دربار میں ایک کوٹری عربی شاعر کے اس شعر کو گائی تھی۔

”الظلم ان مصابکم رجلاً اھدی السلام بعدہ ظلم“

ترجمہ ”اے حینہ جس کو اپنے حسن پر غرور ہے تیری قاتل آنکھوں کے تیرا اس شخص کی طرف ہیں جو تمہاری طرف اس دل سے سلام کا پدہ پیش کرتا ہے یہ کسی قسم کا ظالم ہے۔ وہیں موجود لوگوں کا ”رجل“ کے اعراب میں اختلاف ہوا بعض نے اس کو امام ان کا نصب کر دیا اور بعض نے خبر بنا کر اس کو رن کر دیا کوٹری اس پر مصرعی کے میرے شیخ ابو عثمان نے مجھے

مضبوط سی سکھایا واقعی نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو مصر سے بغداد لے آئیں۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ جب میں ان کے سامنے آگیا۔ تو اس نے کہا کہ کون سے قبیلے سے ہو میں نے کہا بخاران سے اس نے کہا کہ کون سے مازن سے مازن نے کہا کہ مازن قیس مازن نے کہا کہ مازن بن حنیس سے ہو میں نے کہا مازن بن ربیعہ سے اس نے میرے ساتھ میری قوم کے لب و لہجہ میں بات کی اور مجھے کہا تمہارا نام کیا ہے ”ماسک“ کی جگہ ”ماسک“ کہا اس لئے کہ مازن بن ربیعہ ہم کی جگہ بنا پڑے ہیں اور یہاں کی حکومت میں اپنی قوم لب و لہجہ میں اس کو جواب دینا مناسب نہ سمجھا کہ مجھے

”مکر“ سے اس کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے میں نے کہا میرا مؤمنین میرا نام بکر ہے حالانکہ مجھے باہ کوہم کے ساتھ بدل کر کرکنا چاہئے تھا وہ میرے ارادے کو سمجھ کر پڑنا پھر مجھے کہا کہ تم شاعر کے قول ”الظلم ان مصابکم رجلاً“ میں ”رجل“ پر نصب پڑنا مناسب سمجھتے ہو یا

رفیع میں نے کہا امیر المؤمنین نصب زیادہ مناسب ہے انہوں نے کہا کیوں میں نے کہا اس لئے کہ ”عصا حکم“ مصدر ماضی ”اصطخمت“ ہے یہ یعنی میرے ساتھ سادہ شروع کر دیا میں نے کہا یہ بے محول ”ان صنوبک زیداً ظلم“ کے ہے ”رجل“ ”مصابکم“ کا مفعول ہے اور اسی وجہ سے مضروب ہے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ یہ کلام مطلق ہے اور جب ”ظلم“ کہیں گے تو کلام مکمل ہو جائے گا واقعی نے داد حسین دی۔

پھر اس نے کہا تمہاری اولاد ہے۔ میں نے کہا امیر المومنین صرف ایک بیٹا ہے۔ اس نے کہا کہ اولاد ع کرتے وقت اس نے تم کو کیا کہا تھا؟ میں نے کہا کہ اس نے اٹنی کا شعر پڑھا تھا۔

"تقول ابیہی حین جلا الوحیل۔ انا سواہ ومن للہ جم" ترجمہ "میری بیٹی کہہ رہی ہے جب سواری تیار ہوئی۔ کہ تم کو معلوم ہو رہا ہے کہ تم اور بیٹیم برابر ہو گئے"

ابانا فلا ومت من عیلتا "فانا بھیر اذا لم نریم" ترجمہ: ہمارے ابا جان اگر آپ ہم کو چھوڑ کر سفر پر نہ جائیں تو بھیرت ہوں گے۔

اوانا اذا اضمر تک البلاد تفتی وتقطع منا الوحیم" ترجمہ: ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ سزا آپ کو شہروں میں گم کر دے گی۔ ہم بے سہارہ ہو جائیں گے اور رشتہ دار صلہ کی چھوڑ دیں گے۔

واقی نے کہا کہ گویا میں تمہارے ساتھ تھا اور تم نے اٹنی کے اشعار کہے ہوں گے۔

"تقول بھنی وقد قریت مروتلاً یارب جنب أبی الا وصاب والوجع" "میری بیٹی کہہ رہی تھی جب میں انصت کے قریب ہوا اس پر رشتہ سفر رکھنے کے لئے میرے رپ میرے والد سے رو رو کہو اور صاحب رو رو کہو"

"علیک مقل الذی صلیت لافضعتی نوماً فان لحبت المرء مضطجعا" "تمہارے لئے ایسی ہی مضطرب آن کی دعا ہو تم اپنی نیند کی جگہ کی طرف چلی جاؤ اور آرام کرو۔"

میں نے کہا امیر المومنین آپ نے کچھ کہا لیکن میں نے اپنی بیٹی کو جبر کا ایک شعر پڑھا تھا جو اس نے اپنی بیٹی کو کہا تھا

"قالی بالہ لیس لہ شریک" ومن عند الحلیفۃ بالہیجاء

"اللہ پر اصرار کرو اس کا کوئی شریک نہیں اور علیفہ کی جانب سے کامیابی ہے" اس نے کہا کہ کامیابی پر وثوق رکھو انشاء اللہ پھر میرے لئے ایک ہزار دینار کا حکم کیا اور بائزت و باوقار مجھے واپس لوٹا یا مزد دیکھتے ہیں کہ جب وہ واپس میری طرف لائے تو مجھے کہا ابو العباس "یہ مژدگی کسیت ہے" کہ دیکھو ہم نے اللہ کے لئے سوا واپس کر دئے تو اللہ نے ہمیں اس کے عوض ایک ہزار دینار عت فرمادے۔

علم و ادب کی تقسیم

(۱۸۱) مغللی کی "ایماندار اور اعلیٰ اہل باطنیہ" میں ابو الولید محمد بن علی بن قلیں لکھری
 اقصیٰ دینی لکھنوی کی شاعر و سبب (وفات ۳۵۹ھ) کے بارے میں آتا ہے کہ ان
 کے پاس اطراف و اکناف سے علماء کی آمد رہتی تھی اور ان کا ہاتھ کھتا تھا۔ کھانے کے بہت
 شوقین تھے اور کھانے پینے میں مادی رویہ نہیں رکھ سکتے تھے کھڑے سے درم و دینار ان کے
 پاس آتے تھے لیکن وہ ان کو اپنے پاس روک نہ سکتے تھے حرم میں نہ جاسکتا تھا۔ یہ حالت دینی
 ابو عبد اللہ الدورانی کہتے ہیں کہ ایک دن میں ابو الولید لکھری کے ساتھ جہاد تھا کہ اہل
 گندڑ تھاویں پر ہوا "ان میں سے ایک شخص ان کی طرف کھڑا ہوا اور کہا ابو الولید مجھے تم سے
 بہت تکلیف پہنچی ہے اس لئے کہ اب میرا اقامت مسلمان تمہارے پاس ہو گیا ہے لہذا اب تم سے
 مجھ کو ناجائز لینا ضروری ہے۔ انہوں نے معذرت کی اور صبر کی تلقین کی۔ اس نے انکار کیا۔ اسی
 حالت میں ایک شخص کا ہم پر گزرا ہوا اس نے کہا تمہارا شیخ پرست قرض ہے اس نے کہا اس دن جاؤ
 اس نے کہا کہ بدو میرے دروازے پر مجھ سے میرے ساتھ چلو کہ میں تم کو دے دوں وہ اس کے ساتھ چل
 پڑا میں نے سمجھا کہ شاید میری کسی بھائی بھندل میں سے کوئی ہے اور میری بھئی کے کٹھن یا ان کے
 ساتھ یا احسان میری وجہ سے اس شخص نے کیا۔ جب میری بھئی کے گھر پہنچے تو انہوں نے کہا کہ یہ
 شخص جس نے میری طرف سے قرض ادا کیا یہ کون تھا۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا۔ میرے
 یہ خیال کر رہا تھا کہ کوئی آچکا جائے والا ہے اس بارے میں جب معلوم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ
 ردی لکھنوی تھا۔ اس وقت لوگ علم و ادب کی تقسیم آج کے برعکس کیا کرتے تھے۔

علم کے حصول کی خاطر پورے دن میں صرف ایک روٹی پر گزارا:

(۱۸۲) "کہ در کھانہ" میں حاجی بن الشاعر حافظ ابو جعفر بن یوسف بن حاجی انصاری
 بلبلہ اوی ان سے سوا اور اسلمی بن محمد ابو یعلیٰ ابن ابی حاتم اور کثیر لکھنوی نے روایت کی ہے
 (وفات ۳۵۹ھ) در حدیث میں آیا ہے۔

صالح بن جرزد کہتے ہیں کہ میں نے حاجی بن الشاعر کو کہتے ہوئے سنا فرما رہے تھے کہ
 میری والدہ نے میرے لئے ایک سو روپیاں جمع کیں اور میں نے ایک تھیلے میں ڈال لیں اور
 مائیں کے ایک جوان کے پاس چلا گیا میں اس کے دروازے پر سون رہا مگر نہ ایک روٹی
 نکلا اور جلد کے پانی میں بھگو کر اس کو کھاتا جب در روپیاں ختم ہو گئیں تو میں واپس چلا آیا۔
 ابیار اور قربانی کی اعلیٰ مثال:

(۱۸۳) خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد میں علامہ یعقوب بن شیبہ (وفات ۱۸۲ھ)
 وفات ۳۵۹ھ در حدیث "مسند الکبیر لعلی" کے مصنف کے اس سے بہتر مسند مغللی تصنیف
 ہی نہیں ہوئی کی سوانح میں آیا ہے۔

ابو الحسن احمد بن یوسف بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ مجھ کو
 یعقوب بن شیبہ نے بتایا کہ ایک شخص پر ایک عید کا وقت آیا آچا کہ اس کے پاس سوائے سو
 دینار کے اور کچھ نہ تھا (امرا و اہل ثروت ہے اس کے احباب میں سے کسی نے اس کو کھانا عید
 آگئی ہے اور میرے پاس بچوں پر خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں اس نے اخراجات کے لئے
 کچھ رقم کی استدعا کی اس نے وہ سونہار دیا کہ ایک لحاف میں ڈالے اس پر میری لگا کر اس کی طرف
 بھیج دئے وہ لحاف اس شخص کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اس کے دوستوں میں سے کسی کا خط اس کو
 پہنچا اس نے بھی عید کی آمد اور اپنی عید کا ذکر اس میں کیا تھا اور کچھ رقم طلب کرنے کا
 مطالبہ کیا تھا اس نے وہ جھیل اسی طرح اس کی طرف روانہ کر دیا اور پہلے دئے شخص کے پاس
 کچھ نہ رہا اس نے اپنے دوست کو کھانا یا تیر شخص سے جس کے پاس دینار پہنچے اس کو اپنا
 حال کھانا عید کے اخراجات کی استدعا کی اس نے وہ جھیل اسی طرح اس کی طرف بھیج دیا جب
 اس کے پاس وہ جھیل اسی حالت میں پہنچا جس حالت میں اس نے بھیجا تھا تو وہ جھیل اٹھائے
 اپنے دوست کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ اس تھیلے کی حقیقت کیا ہے جو تم نے مجھ کو بھیجا تھا اس
 نے کہا کہ ہم پر عید آئی اور ہمارے پاس بچوں پر خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ تھا میں نے اپنے
 بھائی کو کھانا اور بچوں کیلئے عید کے خرچے کے استدعا کی۔ اس نے یہ جھیل مجھ کو بھیج دیا۔ پھر جب

آپ کا رتھ موصول ہوا تو وہ میں نے آپ کو بھیج دیا اس نے کہا کہ تم میرے ساتھ اس کے پاس چلو یہ دونوں اس تیرے کے پاس چلے گئے اور ان کے پاس وہ تھیلہ بھی لے گئے انہوں نے آپ میں وہ راز کی بات افشا کی۔ پھر وہ رقم آپ میں تقسیم کر لی انہیں کہتے ہیں کہ مجھ کو میرے والد نے کہا کہ میں انھیں بیوقوف بن شیرازہ انسان اثر پادئی تھے اور تیرا شخص میں بھول گیا ہوں میرے والد نے اس کا نام بھی مجھے بتایا تھا۔

ابن علم کی نظر میں سونا بونٹا مٹی برابر ہیں:

(۱۸۳) قاضی ابن ظککان نے "وفیات الامہان" میں داؤد بن علی الاصغرانی کا جری اصل خواب کے تحت (روایت ۱۲۰۲) دو اوقات میں حضرت رحمہ اللہ کی علمی ریاست کی انجام دہی پر ہوتی ہے کی سوانح میں لکھا ہے۔

ابو محمد اللہ احمالی کہتے ہیں کہ میں نے حمید الغفری کی نماز ہند کی جامع مسجد میں پڑھی پھر میں نے داؤد بن علی کے پاس میدی مبارکباد کے لئے آئے کار وہ کہہ کر آیا میں جب ان کے پاس آیا تو ان کے پاس قتل میں ایک تارکہ دم کی سبزی کے پتے پڑے ہوئے تھے اور ایک پیالہ میں پھول کا عرق تھا اور اس میں آٹے کا پیرا پڑا ہوا تھا اور یہ پیچہ رکھا ہے تھے میں نے ان کو میدی مبارکباد دی اور ان کی حالت پر مجھ کو تعجب ہوا اور میں نے محسوس کیا کہ دنیا کے ساز و سامان کی کوئی حقیقت نہیں! میں ان کے پاس سے نکلا اور قریب ایک شخص کے گھر گیا جو افعال خیر کا دلدرا تھا اس کو جرحانی کہا جاتا تھا۔ وہ سارا پاؤں سے پر ہند سے لئے نکلا اور کہا کہ قاضی صاحب کیا ارادہ لے کر شریف لائے ہو میں نے کہا کہ داؤد بن علی تمہارے پڑوس میں ہیں ان کی علمی حیثیت تم جانتے ہو مگر میں نے ان کی حالت جو میں نے دیکھی تھی بیان کی کہ میں نے ان کو کہا کہ تم کیوں داؤد بن علی کی حالت سے بے خبر ہو۔

جرحانی نے کہا کہ داؤد جافظی آدمی ہے میں نے گزشتہ رات اس کے لئے ایک ہزار درہم پیسے کا تارکہ ہو جانے لیکن وہ اس نے واپس کر دئے اور ظاہر کیا کہ اس کو کہہ دوں گے مجھ کو کس نظر سے دیکھا ہے اور کس نے تم کو میری حالت اور ضرورت پہنچائی کہ تم نے یہ رقم

میرے پاس بھیجی۔

حمالی کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ تعجب ہوا اور میں نے جرحانی کو کہا کہ تم وہ رقم میرے پاس لے آؤ میں نے کرچا ہوں اس نے وہ رقم مجھ کو دے دی اور ظاہر کیا کہ ایک دوسرا تھیلہ آٹا اس نے ایک ہزار درہم دے دئے اور کہا کہ یہ ہماری طرف سے اور یہ قاضی کی حاجت کی وجہ سے میں نے ان کے لئے یہ دو ہزار درہم لئے اور ان کے پاس آگیا میں نے روزانہ کھانا کھا اعداد کیا اور تھوڑی دیر پر پیسے کے بعد وہ درہم نکال کر ان کے سامنے رکھ دئے تو انہوں نے کہا کہ جس شخص کو میں نے اپنے راز کا انکشاف کیا کیا اس کی سبکی جڑا گئی۔ میں نے امانت علمی کی وجہ سے تجھ کو اندر آئے کی اجازت دی یہ واپس لے جاؤ مجھ کو ضرورت نہیں۔

حمالی کہتے ہیں کہ میں واپس آگیا اور دریا میری نظر میں بہت فقیر ہو چکی تھی۔ واپس آ کر میں نے جرحانی کو تمام بات بتادی اس نے کہا کہ میں نے یہ رقم اللہ کے لئے نکالی ہے اب یہ میرے مال میں واپس نہیں آسکتی میں قاضی علی اس کا دوسرا ہے کہ ان کو اصل بروخت میں صرف کر دیں۔ جب کسی کی آنکھ سونے کی خواہش سے بند ہو جائے تو پھر اس کی نظر میں سونا اور مٹی ایک برابر ہو جاتا ہے۔

علم جیسے اور دستار کا محتاج نہیں:

(۱۸۵) امام داؤد بن علی قاضی اللہ کی ذات پر مطمئن سے ایک عجیب بات مرزد ہوئی جس کو میں یہاں حجاز ذکر کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہت بڑے عالم کو ان کی تقریر کی وجہ سے ہلکا سمجھا اس فقیر عالم نے اس کو علم سے جھکا یا اس کو اس میں عجیب درس ملا۔

قاضی ابن ظککان کہتے ہیں کہ میں نے کہا ہے کہ داؤد ظاہری کی مجلس میں روزانہ چار سو کھار ملا وہ دستار والے حاضر ہوتے تھے داؤد کہتے ہیں کہ ایک دن میری مجلس میں ابو یعقوب الغفری علی آئے یہاں بصرہ میں سے تھے انہوں نے دو پائے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ کسی کو اٹھائے بغیر وہ میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے مجھے کہا جو ان جو چھٹا چاہتے ہو پوچھ لو مجھے ان کے اس کہنے پر غصہ آگیا اور میں نے ازراہ استہزا ان کو کہا کہ میں آپ سے عجاوب (سگی

بچھانے) کے بارے میں پوچھا جاتا ہوں ابو یوسف ہو کر بیٹھ گئے پھر انہوں نے
 حدیث "افطر امام واحد" کے تمام طرق بیان کروئے اور کسی نے اس کو مرسل بیان کیا کسی
 نے مستدرک کی نے متوفی اور کن فقہاء نے اس کو بطور مسلک اختیار کیا اور حضور علیہ السلام
 کی نگلی بچھانے وال حدیث کے اختلاف طرق بیان کے اور حجام کو اجرت دینے کا بیان کیا۔ کہ
 اگر حجام حرام ہو تو آپ اجرت نہ دیتے پھر اس حدیث کے طرق کی کمی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے سینگ سے تنگی بچھائی بیان کئے پھر اجرت کی صحیح امارت بیان کئے پھر مستدرک
 احادیث ضعیف یعنی موضوع احادیث بیان کیں۔ موضوع مثلاً حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ
 ملاں دن اور ملاں وقت تنگی نہ کھنڈا پھر اہل طب نے جو سنگیوں کے بارے میں کہا وہ بیان کیا
 پھر بتایا کہ اصحابان واداکہ غابری کے شہر سے سنگیوں کا رواج اس طرح ہوتا وادو کہتے ہیں کہ
 میں نے ان کو کہا اللہ کی قسم میں آج کے بعد کی کو حقیر نہیں سمجھوں گا۔

زمانہ طالب علمی میں چند بار درہند گوجھی کے چے کھا کر گزرا کرانے والے:

(۱۸۹۱ء) کاوسی نے "تذکرۃ الخطباء" اور "سیر اعلام النبلاء" میں حافظ شیخ الاسلام جی بن
 قلدہ القزحی کے تذکرے میں لکھا ہے کہ انہوں نے مشرق و مغرب کا طواف اپنے پاس پر مل
 کر کیا کاوسی کہتے ہیں کہ ایسا الولید القزحی نے کہا کہ جی بن قلدہ کہا کرتے تھے کہ میں ایسے لوگوں
 کو جانتا ہوں کہ جن کے طالب علمی کے ایام اس طرح گزریں کہ جن کو کھانے کے لئے
 چند بار ہند گوجھی کے دو چے جو بیٹک دے جاتے ہیں کہ ملاو دوسری کوئی بیچ میری آتی تھی۔
 (۱۸۹۷ء) علامہ یاقوت ابوی نے "مجموعہ ادب" میں جی بن قلدہ لکھی کے تذکرے میں
 لکھا ہے کہ انہوں نے ایک دن طلبہ کو کہا کہ آج تم بھی علم حاصل کرنے کے لئے آگئے ہو کیا
 علم اس طرح حاصل کیا جاتا ہے کہ جب کسی کا کوئی دوسرا کام نہ ہو تو کتبہ جو علم حاصل کر
 لیتے ہیں۔ میں ایک شخص کو جانتا ہوں (اپنی طرف اشارہ ہے) کہ اس کے طالب علمی کے ایام
 اس پر اس طرح گزریں کہ اس کے پاس کھانے کے لئے چند کے چدن کے ملاو کچھ نہ
 ہوتا تھا اور کسی مرتبہ اس نے کافہ خریدنے کے لئے کپڑے خریدنے کئے پھر اللہ نے کسی ذریعہ

سے کپڑوں کا بندوبست کیا۔

(۱۸۸۸ء) حافظ ابن ابی حاتم الرزوی "جرح و تعدیل" کے مقدمہ میں اپنے والد امام ابو
 حاتم محمد بن ادريس الرزوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا
 کہ ۲۳ھ میں میں بصرہ میں ائمہ صبیحے بارہمیں یہ سوچ کر گیا تھا کہ ایک سال رہوں گا میرا
 خرچہ جب ختم ہو گیا تو پھر میں دفعہ رتہ اپنے دن کے کپڑے فروخت کرنے لگا یہاں تک کہ
 کپڑے بھی ختم ہو گئے اور میں بغیر خرچ کے ہو گیا میں اپنے ایک دوست کے ساتھ مشائخ کی
 مجلس میں شام تک سنا کے لئے جاتا تھا شام کو میرا دوست گھر چلا جاتا اور میں خالی ہاتھ واپس
 آ کر سخت بھوک کی وجہ سے صرف پانی پیتا رہتا۔

(۱۸۹۱ء) خطیب کی "تاریخ بغداد" میں ابن حجر کی تہذیب بغدادیہ "میں امام محمد بن نصر
 الرزوی (ولادت ۲۰۴ھ وفات ۲۹۹ھ) جو صراط کی سوانح میں آیا ہے۔

کہ محمد بن نصر فرماتے ہیں کہ میں مصر میں کئی سال رہا اور میرے کھانے کپڑے کا نقد
 سیاق اور دیگر اخراجات پر سالانہ تیس درہم خرچ ہوتے تھے۔

نصرت خداوندی:

(۱۹۰۰ء) خطیب کی "تاریخ بغداد" میں محمد بن جریر طبری اور دہم نے "تذکرۃ الخطباء"
 میں محمد بن ہارون الرزوی یا اور تاج الدین السبکی نے "طبقات الخلفاء الکبریٰ" میں محمد بن نصر
 الرزوی کے احوال میں "مصر میں محمد بن (محمدریض) کے بھوک والا اس کی حکایت لکھی ہے ابو
 الصہاس الکفری کہتے ہیں کہ مدظلہ میں محمد بن جریر طبری کی محمد بن اسحاق بن مزیدہ اور محمد بن
 نصر الرزوی اور محمد بن ہارون الرزوی کو مصر میں کیا ہے ۲۵۹ھ کا زمانہ تھا پیمان اور قنبر جو
 کئے یہاں تک کہ مسموئی گزراؤں کے لئے بھی ان کے پاس کچھ نہ بچا اور بھوک نے شدت
 اختیار کر لی کہ ان کو تکلیف ہونے لگی ایک رات یہ اس گھر میں اکٹھے ہو گئے جس میں حدیث
 خریدنے لکھا کرتے تھے یہاں بات پر متفق ہو گئے کہ قرہ اندازی کر لی جائے اور جس کے نام
 قرہ لکھے وہ اپنے ساتھیوں کے لئے کھانا تاکہ کرا لے گا جب قرہ پڑا تو محمد بن اسحاق بن

جزیرہ کے نام لکھا انہوں نے ساتھیوں کو کہا کہ مجھ کو ذرا سہلت دو کہ میں علاقہ استعمارہ پر چلاؤں انہوں نے نماز شروع کر دی یہ بانی حضرات کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی طرف روشنیاں پکٹی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں وانی مصر احمد بن طولون کے پہلی آئے اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے جب دروازہ کھولا تو دوسرا دی سے اتر اور کہا کہ مجھ کو کون ہے؟ انہوں نے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس نے ایک بڑا نکالا جس میں پکاس دینار تھے ایک بڑا دوسرا پکاس تھا کہ تم جس جگہ بن اسحاق بن حمیر کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ نماز پر چڑھا ہے دو نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو بھی ایک بڑا دوسرا جس میں پکاس دینار تھے پکاس تھا کہ تم کون بن ہارون کون ہے؟ کہا کہ یہ ہے ان کو بھی اتنی رقم دے دی۔

پھر کہا کہ کل دوپہر کے وقت امیر سائے ہوئے تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا ان کو کہہ رہا تھا کہ "علاء" یعنی تم نام والے یہ لوگ جھوک سے غل حال ہیں یہ تم کی خلیاں ان کے پاس بیٹھ دو تم پر قسم کر کے گئے ہیں جب یہ ختم ہو چا تم کو اطلاع کر دینا تاکہ حریصہ سے بچ سکیں۔

ورع تقویٰ اور فقر وفاقہ کا حسین احتراز:

(۱۹۱) خطبہ کی "تاریخ بغداد" اور ذمہ کی "سیر اعلام النبلاء" میں ابو جعفر محمد بن احمد نصر از ندی الشافعی الزہری (ولادت ۲۱۰ھ و وفات ۲۹۵ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے کہ انہوں نے انیس سال احادیث لکھیں اصحابی شافعی سے فقہ حاصل کی بغداد میں سکونت اختیار کی۔ وہاں حدیث پر حاتی احمد بن کامل ابن کثیر بن علی اور ابو حریز "المؤیدت الفاضل بین الزہری والوافی" کے مصنف ابو جعفر مسلم قرطبی نے ان سے علم حدیث حاصل کی۔

دارقطنی کہتے ہیں کہ آپ فقہ کا بڑا زہاد اور فیہر ضرر رساں تھے ہمہ تن کمال کیجئے ہیں کہ میں نے عراق میں شانہ کا ان سے بڑا آدمی ان سے زیادہ متقی اور کم خوراک کھانے والا شخص نہیں دیکھا وہ فقرا اور فقیر پر صبر کے عظیم حالت پر تھے۔

ابراہیم بن اسلمی الزہری کہتے ہیں کہ میں ابو جعفر کو ہمینہ کے چار دوسرے یاد کرتا تھا جن

سے وہ اپنا گزراؤ چلاتے اور کسی سے کچھ مانگتے نہ تھے۔ محمد بن سوہبی بن حوادہمیری کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے خبر دی کہ ایک سہینہ انہوں نے صرف پانچ بیویوں پر گزارہ کیا میں نے ان کو کہا کہ یہ کس طرح آپ سے گزارہ کیا تو فرمایا کہ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہ تھا تو میں اس پر شام پڑھتا اور روزانہ ایک کھانا تھا ۹۰ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

تن کے پکڑے فروخت کر کے کاغذ خریدتا:

(۱۹۲) علامہ ابو زید عبد بن "الحالم ایمان بن مسروقہ رطل العیمر دان" میں ابو جعفر احمد بن عبد الرحمن انصاری (وفات ۳۳۰ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں لکھا ہے کہ وہ فقیر صانع کثرت سے روئے والے تھے روایت کی کتب اور صحیح کتب کے ساتھ ان کو خاص شغف تھا اور کہا کرتے تھے کہ ان روایات میں لکھنے کی کثرت کی وجہ سے چالیس سال سے میرا ہلم خشک نہیں ہوا کبھی وہ اپنے پکڑے فروخت کر کے کتاب یا کتبے کے لئے کاغذ خرید کرتے تھے۔ ابو بکر باقی کہتے ہیں کہ ابو جعفر سوس ہجری میں عراقی ملاقات کے لئے وہاں پہنچے تو چہ چاہا کہ انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی ان کے پاس اتنا کچھ نہ تھا کہ کاغذ خرید کر کتاب اپنے لئے نقل کر لیتے انہوں نے اپنی قیاس فروخت کی اور اس سے کاغذ خریدے کتاب لکھی پھر اس کا نقل کیا اور وہاں قیروان آ گئے۔

تیس ہزار طالب علموں کا ہجوم:

(۱۹۳) ابن الجوزی نے "المستعجم" میں اور "تذکرۃ العلماء" میں حافظ ابو علاء محمد بن عبد الرحمن بن زیاد بن "اصل" بیضاہی قریہ فقیر شافعی المعروف ابن زیاد الشافعی صاحب تصانیف (ولادت ۳۳۰ھ و وفات ۴۲۳ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ انہوں نے طلب علم کے لئے عراق شام اور مصر کا سفر کیا بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں حدیث پر حاتی حدیث اور فقہ دونوں کا علم آپ کے پاس جمع تھا فقہ اور صانع تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ شانہ میں دو عراقی میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ فصاحت اور اختلاف صحابہ کا بہت علم رکھتے تھے دارقطنی کہتے ہیں کہ مجھے اپنے مشائخ میں ان سے زیادہ سنا پند اور

متون کا حافظہ سلا متون کے اندر زیادہ الفاظ کو بھی دہ جانتے تھے جب حدیث بیان کرنے کے لئے بیٹھے تو شکر دیکھتے حدیث بیان کر دے تو وہ فرماتے تھے تم سوال کر دو سوال کرتے یہ اس سے متعلق حدیث بیان کرتے اور ملامت کر داتے۔

ابو عبد اللہ بن عبد کبیر کہیں کہیں ابوہریرہؓ کی مجلس میں حدیث کی زیادت سننے کے لئے گئے ان کی مجلس میں ساری کی دو اتوں کا تحفہ انداز میں بزار تھا۔ اس کے بعد تھوڑی سی مدت گزری تھی کہ ابوہریرہؓ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو ان کی مجلس کے دو اتوں کا تحفہ دس بزار تھا لوگوں نے تعجب کیا تھا کہ دو تہائی لوگ چلے گئے۔

یوسف بن عمر القواس کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہؓ کی مجلس میں سنا کہ تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے چالیس سال رات کو قیام کیا ہو اور رات کو تھوڑی دیر صرف گھنٹوں کے ش سویا ہو اور روزانہ صرف پانچ دانوں پر گزارہ کیا ہو اور صبح کی نماز عشاء کے خاصے پر ہی ہو پھر کہا کہ وہ میں ہوں اور یہ سب کا تمام عبد الرحمن کو بچکا سے سے پہلے تھا میں اس شخص کو کیا کہوں جس نے میری شادی کروائی میرا ارادہ تو خیر نہیں تھا ان کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

ایک کتاب کا دوسرے مطالعہ:

(۱۹۳) تاریخ ادیب صلاح الدین الفقیہ نے فقہی اسلام محمد بن محمد بن طرخان ابو نصر القارانی حکیم علامہ دارور روزگار (ولادت ۷۰۰ھ قمری ۱۳۰۰ھ وفات ۷۳۹ھ قمری ۱۳۳۹ھ) کی سوانح میں لکھا ہے۔

کردہ نئے لوگوں میں بہت زہد تھے سیف الدولہ نے ان کے لئے روزانہ کے چار درہم مقرر کئے تھے وہ مفت سے مصر گئے بعض نے یہ بھی کہا کہ وہ جب حرم سے واپس لوٹے تو بغداد میں اسطوکی کتابوں کے مطالعہ کے لئے بیٹھ گئے یہاں تک کہ نعمت میں مہارت حاصل کر لی۔

کہا جاتا ہے کہ اسطوکی کتاب "انتہی" کا ایک نسخہ جس پر ابو نصر القارانی کے خط کے

ساتھ لکھا ہوا تھا کہ میں نے یہ کتاب دوسو مرتبہ پڑھی اور خود کہا کرتے تھے کہ میں نے اسطوکی کتاب "انتہی" چالیس مرتبہ پڑھی اور مجھے پھر بھی اس کے اعادے کی ضرورت تھی یعنی وہ اتنی یاد رکھتا کہ بہت سی زبانیں بہت خوبصورتی کے ساتھ بولتے تھے اور خود اپنے بارے میں کہا کرتے تھے کہ ستر سے زائد زبانیں خوبصورتی سے بول سکتا ہوں ان سے پوچھا گیا کہ تم اس زبان کو زیادہ جانتے یا اسطوکی کہتے تھے کہ میں ان کو پانتا تو میں ان کا بڑا شکر دہاتا۔

ابن سینا کہتے ہیں کہ میں نے ابو نصر القارانی سے کتب فہرست کے لئے سنا کیا۔ لیکن میں نے ان کو نہیں پایا کاش میں ان کو پانتا تو ضرور فائدہ حاصل کر لیتا ابن سینا کہتے ہیں کہ میں نے اسطوکی کتاب "بابہ طہرید" کا مطالعہ کیا۔ لیکن وہ مجھے کچھ بھی سمجھ نہ آیا اور اس کتاب کے موضوع کی غرض میں سمجھ نہ کیا یہاں تک کہ میں نے کتاب چالیس مرتبہ پڑھی وہ مجھے یاد ہو گئی لیکن سمجھنے میں ابھی رہی تھی اس لئے کہا کہ اس کے سمجھنے کے میرے پاس کوئی نہیں۔

کتاب سمجھا جانے پر صدقہ:

ایک دن میں صحری نماز کے بعد کافد فرشتوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دلال آواز لگا رہا تھا ایک جگہ کتاب کے فروخت کرنے کی کافد فرشتے نے اس کو میری طرف متوجہ کیا میں نے سختی کے ساتھ اور اس یقین کے ساتھ وہ کتاب واپس کر دی کہ اس کے علم میں کوئی فائدہ نہیں اس نے کہا مجھ سے خرید لو صرف تین درہم میں فروخت کرتا ہوں۔ میں نے خرید لی دیکھا تو وہ ابو نصر القارانی کی اس کتاب کے فرائض پر کتاب تھی میں واپس گمراہ یا درجہ جلد اس کو پڑھنا شروع کیا تو اسی وقت مجھ پر اس کتاب کی فرائض مکمل ہیں کتاب میری سمجھ میں آ گئی دوسرے دن میں نے فقراء پر بہت ماحدق کیا۔

زندگی کے دو دور

(۱۹۵) ابن عسکان نے "وفیات الامیاء" میں عالم ادیب شاعر عاقل بن دوزیر حسن بن محمد الازدی اصفیٰ اصفہری جو وزیر اصفیٰ کے نام سے مشہور تھے (ولادت ۲۵۰ھ قمری ۸۶۴ھ) کی سوانح میں لکھا ہے۔

ان کی کوئی دوسری تعریف نہ بھی ہوتی تو ان کے تعریفات کے لئے یہی کافی تھی اور ان کی ایک کتاب "المقصودۃ المردیہ" کی شرح ہے۔ اور ایک سوادِ راق پر مشتمل ان کی ایک کتاب "مہزات وصل اور مہزات قطع" پر ہے اور ایک کتاب "اختیار النظار" ہے اور ایک کتاب "الوقوف والاہتداء" ہے اور ایک کتاب "مختارہ اشعر والجلالۃ" ہے اور ایک کتاب "تہذیب العرب" ہے۔

آپ انجمنی زائدہ سے صرف اپنے ہاتھ کی کتابیں لکھاتے تھے اور جب تک اس اور اقل نہ لکھ لیتے تو اس وقت تک مجلس قضاء یا مجلس مدرس کے لئے خط نہ لے جاتے اس تحریر میں درمجموعاً جہت لیتے ہو اس کے افراہات کے بعد ہوتے تھے ان کا تذکرہ بہت اچھا تھا پھر مجلس کی طرف لکھے بہت پاکیزہ، مفید، اچھے طور پر لکھے والے اچھے اخلاق والے تھے رحمت اللہ علیہ قطعی کہتے ہیں کہ ان کے واقعات میں نے یہاں پھر ذکر کر دئے ہیں تفصیلی احوال پر میں نے الگ ایک صفحہ کتاب "جامع المسعودی فی اخبار الدینی" لکھی ہے۔

منفرد زمانہ کتاب کے مصنف:

(۱۷۷) امام لغوی "فیہ" اور "ب" لغوی "شاعر" اور "ب" ابو الحسن احمد بن فارس بن زکریا الرازی ایک منفرد زمانہ کتاب "مفاتیح اللغات" کے مصنف ہیں آپ قرون میں سے ہوئے پھر محمد ان کا سنہ کیا وہاں مقیم ہو گئے اور فرستہ ہو کر اعلیٰ نے آپ کو آگہ کیا تھا مقروض اور تنگ دست ہو گئے تھے صلاہ ان کی شکایت میں انہوں نے افساد کیے۔

"تہذیب" احمد ان میں بارش شروع ہو گئی لیکن میں اس کا ٹکڑ نہیں سوائے اسی کے کہ آنتوں میں آگ لگا کر دہی بنے میں کیوں نہ شہر کے لئے دعا کروں جس نے مجھ کو بدلہ لیا ان کا دوا جو کچھ میں جانتا تھا۔ اور جو کچھ جانتا تھا وہ میں نہیں کیا۔ اور میں مقروض بھی ہو گیا اور میرے سر میں ایک درم بھی نہ رہا پھر محمد ان سے روٹی نکلی ہو گئے۔ وقت تک وہیں مقیم رہے۔

قاضی کی سواری پر سوار ہونے سے انکار:

(۱۷۸) حافظہ "جس" نے "معروف القراء" لکھا، دلی طبقات و انصار میں ابو الحسن قد رانی رحمہ اللہ مشعلی بن بن داؤد جامع دمشق کے امام اور قاری اور وہاں کے محدث (وفات ۷۳۷ھ رحلتہ) کی حواشی میں لکھا ہے۔

کہ انہوں نے قرآن کی ایک بہت بڑی جماعت کو قرائت پر معافی اور عام لوگوں نے بھی آپ سے قرائت پر معافی ان کے شاگرد انہاں تک تکبیر المعزی فی الدینی مشعلی تھے جن کے روایت عامر میں ان سے حواشی اور دشمنوں میں سے نہیں دیکھا۔

عبدالمعین الخوئی کہتے ہیں کہ قاضی ابو محمد اعلوی اور مشعلی کی ایک جماعت "دارینی" آئی۔ مشعلی بن داؤد جامع دمشق میں امام بنامنے کے لئے اہل دارینی نے ان کا مقابلہ کیا اور بڑے بڑے لوگوں کے بعد ہار جاتے رہے۔

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ میں نے ابن الکفانی سے سنا وہ مشعلی سے نقل کر رہے تھے کہ ابو الحسن بن داؤد۔ دارینی میں امام سے جامع دمشق کے امام فوت ہو گئے دمشق والے دارینی آئے تاکہ کثرت کو ثابت کیے جائیں اہل دارینی اس لئے کرکٹ آئے اور کہا ہم اپنا امام تم کو نہیں دیتے۔ ابو محمد دارینی میں نے عرض کیا کہ دارینی والوں کی نصیبیں بات ابھی نہیں گئی کہ لوگ کہیں کہ دمشق والے امام کے لئے اہل دارینی کے کفایت ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم راضی ہو گئے۔

قاضی کا غیر ان کو سواری کے لئے پیش کیا گیا انہوں نے انکار کیا اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر دمشق آئے اور چارہ و شراب کی سہولت اختیار کی اور یہاں برآمدہ کی شرعی جانب میں آپ قرائت پر حاضری کرتے تھے امامت پر کوئی اثر نہ تھا نہ آپ تھے اور نہ اپنے انوں سے بھی کوئی صداقت نہیں کرتے تھے۔ اپنے دارینی والے جانچا دے کہ لڑا دیا کرتے تھے۔ گدھے سے بھر کر گدھ وہاں سے لاتے۔ گدھ بیوانے کے لئے خود بھی پر نظر لیا کرتے آٹا خود کھاتے، روٹی خود پکاتے، قرآن ادا کرتے کی ریاست آپ پر فتح تھی آپ سے میرے راستہ پر

گمراہ رہے رفتہ رفتہ علیہ

"والتک الناس ان علو وان ذکرو . ومن سولهم فلعو" غیر مملود

لوگ تو جی ہیں کہ ان کو کٹا جائے اور ان کا ذکر کیا جائے اور ان کے علاوہ جو ہیں تو وہ مگر اور بیکار ہیں کسی شاعر کے نہیں۔

سات سو فقہاء کا مجمع:

(۱۹۹) تاج اسکی نے "حقیقات الشیعہ الکبریٰ" میں ابو حامد الاسطرہانی (ولادت

۳۳۳ھ) قاتل احمد بن محمد فاسطرہانی حاکم المذہب اور امام مذہب تھے، علم کے

کے شیخ ابو حامد احمد بن محمد فاسطرہانی حاکم المذہب اور امام مذہب تھے، علم کے بھانڈوں میں بلند پہاڑ اور علامہ احمد بن ربیع الشان عالم تھے، اسطرہانی میں پیدا ہوئے اور جوانی میں بغداد آئے ابو انیس بن مرزبان اور ابو القاسم ہزاری سے فقہ حاصل کی یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے بیکار و روزگار ہو گئے اور عبداللہ بن عمری (ابو بکر ہاشمی) ابو الحسن الدارقطنی، ابراہیم بن محمد بن مہدک فاسطرہانی وغیرہ سے حدیث حاصل کی ان سے ان کے عقائد میں قاضی القضاۃ ابو الحسن المادوری، فقہ سلیم المرآزی، ابو علی اسیی، ابو انیس الحاشی اور بہت سے دوسرے حضرات نے روایت کی۔

شیخ ابو اسحاق الطبریزی کہتے ہیں کہ بغداد کی دینی و دنیاوی سربراہی ان پر تھی غرض زمین ان کے اصحاب سے بھری تھی ان کی مجلس میں میں سولہ سو فقہاء بیٹھتے تھے۔ ساقی اور مخالف ان کی فقیہی صلاحیت ان کی فضیلت اور تقدم حسن نظر خلافت علم پر مشفق تھے۔ خلیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ کہہ کر دے تو سنا کہ ان کی مجلس میں سات سو فقہاء حاضر رہتے تھے اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر امام شافعی ان کو دیکھ لیتے تو بہت خوش ہوتے۔

بادشاہوں کے ہاں ان کا بدعا تھا۔ قادیان میں وافر زرخیز زہد و تقویٰ میں پایہ کمال تھا، تمام اوقات کو تدبیر میں مناظرہ، چھوٹی چھوٹی باتوں پر نفس کا مواخذہ اور زبان کی لغزشوں کے مواخذے پر، اگرچہ دور ان احسان زبان جلدی چل جاتی، صرف کرتے تھے۔

خلیفہ وقت امیر المومنین کے ساتھ ان کا معاملہ چلا، انہوں نے امیر المومنین کو لکھا۔ جان لو کہ تم مجھ کو میری حکومت جرائد نہ مجھ کو دی ہے معزل نہیں کر سکتے ہو۔ اور میں اس بات پر قدرت رکھتا ہوں کہ میں دو تین ملکوں کا ایک دفعہ خراسان نگہ دوں تو تم کو تباہی کی خلافت سے معزل کر سکتا ہوں۔

ان کے شاگرد سلیم المرآزی کہتے ہیں کہ شیخ ابو حامد ابتدائی زمانہ میں پچاس گھنٹے پر چوبیس اری کیا کرتے تھے۔ اور چوبیس اری کے نکل سے مطالعہ علم کرتے تھے۔ اور چوبیس اری کی اجرت سے کھاتے تھے انہوں نے ستر و ستر کی عمر سے فتویٰ دینا شروع کیا تھا، اور پچاس برس مفتی رہے یعنی وفات تک جب ان کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو فرمانے لگے کہ جب ہم فقیر ہو گئے تو موت آگئی۔

(۲۰۰) تاج اسکی نے "حقیقات الشیعہ الکبریٰ" میں امام فقیر حسین بن محمد طبری الکفعلی، کفعلی طبرستان کے بستیوں میں ایک بستی ہے (وفات ۴۳۵ھ بغداد میں ہوئی) (رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کفعلی کے بعض شاگردوں نے ان کے پاس فاقہ کی شکایت کی اور یہ کہ اللہ کی طرف سے جو فرج چاہتا تھا اس میں تاخیر ہو گئی شیخ نے طالب علم کا ہاتھ پکڑا اور حلقہ دیا کہ جسے جہر کے پاس لے گئے تو اس کے لئے تاخیر سے بچاؤ دینا فرض لے۔ تاخیر نے کہا پہلے تم کو کھانچے ہیں تو دوسرا خوان بچھا گیا۔

پھر تاجر نے کوڑی کو کہا مال لے دو وہ مال کافی تو اس نے بچاؤ دینا رکھ کر ان کو دے دئے جب یہ کفر سے ہوتے تو انہوں نے اس طالب علم کے چہرے کو دیکھا تو اس کا رنگ بدل چکا تھا شیخ نے کہا تم کو کہا ہو کہ اس نے کہا میرے دل میں اس کوڑی کی محبت چھوٹی شیخ ان کو لے کر پھر تاجر کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ تم کو ایک دوسرے غصے میں مبتلا ہو گئے تاجر نے کہا وہ کیا ہے شیخ نے کہا کہ ان فقیر صاحب کو کوڑی سے محبت کرنے کوڑی کوڑی کی محبت ہے کہ ان کے دل میں بھی اس کی محبت چھوٹی ہو جیسا ۔ ۔ ۔ دل میں پیدا ہوتی ہے۔

چندوں اور فضیلت کو والد کی جانب سے چھوڑنا شروع کر دیا تھا تو اس نے تاجر کو لڑائی کی قیادت اور پکاس دینا یاد دلا دیا۔

چاند کی روشنی کا استعمال:

(۲۰۱) حافظ ابن عساکر کی کتاب "تجہیں کذب المعرفی" میں ابو منصور محمد بن حسین الامام بی ایشیا چرمی (وفات ۳۱۳ھ) کے احوال میں آیا ہے ان کے القاب میں ہیں درج ہیں الاستاذ الامام حمید الدین صاحب البیان والکلیہ والبرہان والامان والنجیح والکفر والصحیح امام اشعری کے مذهب پر حقد شین و متافریبن میں سب سے بالغ و کفر اہل اصول میں ان کی تصانیف مشہور و مقبول ہیں شمس "فیض الدلائل" وغیرہ کے۔

انجمن ہی میں استاد بنیں بزرگ کی شان و اہمیت رہی۔ انہی سے فارغ التحصیل ہوئے اور ان کے طریقے کو لازم پکڑا فقر اور تنگدستی کے باوجود بھی خوب محنت کی یہاں تک کہ اسباق پر تعلیمات اور مطالعہ کے لئے تیل خرچ کرنے کی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام چاند کی روشنی میں کیا کرتے تھے اس کے باوجود بھی فقر سے تنگدستی نہ ہوئے اور عروج و قعود کو لازم پکڑا اور کبھی مشتبہ مال سے کچھ نہ لیا۔

تنگدستی کی وجہ سے کوئی کرنا:

(۲۰۲) قاضی غسٹ الدین ابن خلیکان نے "وفیات الامیاء" میں قاضی عبد الوہاب بن علی بن نصر المالکی اہلہ اوی الخلیفہ "ولادت بغداد ۳۶۲ھ وفات مصر ۴۲۲ھ" کے احوال میں لکھا ہے۔

ابن یسام نے ذخیرہ میں ذکر کیا ہے کہ آپ اہلہ الناس تھے اور صاحب قیاس کی زبان تھے میں نے ان کے کچھ اشعار دیکھے ہیں۔ کہ ان کے معانی میں صادق سے زیادہ واضح اور الفاظ کا بیانی پر حق حاصل کرنے سے بھی زیادہ بے غلو اور بے ان کے ساتھ وہی حال کیا جو کہ بلا واسطہ اہل فضل کے ساتھ کرتے ہیں جیسا کہ گوش ایام کا فیصلہ ہوتا ہے محسنین کے ساتھ۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو چھوڑا اور وہاں سے پانی اور سایہ کو الوداع کہا کچھ بیان کیا گیا

ہے کہ جس دن وہ بغداد سے چارے تھے وہاں کے اکابر اور اہل علم فضل کا ایک جم غفیر ان کے ہمراہ تھا۔ انہوں نے ان لوگوں کو کہا کہ اگر تمہارے درمیان سے کچھ ہوئے کچھ کچھ شام دو روایاں بھی ملتی تو میں بھی تمہارے شہر کو اپنے آرزو کی جھیل کے لئے نہ چھوڑتا اسی سے حقیق کہا گیا ہے۔

"سلام علی بغداد فی کل موطن۔ وحق لہا بنی سلام مصنف"

برجہانہ علی سلام ہوا، ہر کسی طرف سے وہ کئی کئی بار سلام کا حقدار ہے۔

لو اللہ ما فارقتہا علی طلیق لہا۔ وانی مشطی جانبہا لعارف"

پس اللہ کی قسم میں نے اس کو اس سے ناراض ہو کر نہیں چھوڑا میں اس کی

دونوں جانبوں کے کناروں کو چاہتا ہوں۔

ولکن حفاظت علی باسرها۔ ولم تکن الا رزاقا ضاعف"

بلکہ یہ مجھ پر بالکل ہی نگہ ہوا اس میں مدد کی ضرورت پہنچی نہیں کرتا۔

و کنت کفعل کنت اعوی ذنوبہ واخلاصہ تنانی بہ و تحالف"

میں دوست کی طرح اس کے قریب ہونا چاہتا تھا اور اس کے اخلاق اس کو مجھ سے دور اور مخالف کر رہے تھے اور اسی بار سے میں کہا گیا۔

بغداد دائر لاهل المال طیبة وللمفسدین دار العنکب والعنق"

بغداد مالداروں کے لئے پاکیزہ مگر بے اور مفلسوں کے لئے ٹھکانہ اور گتھی کا

گھر ہے۔

ظلمت حیران ہستی فی لوقائہ کفشی مصنف فی بیت زلیخ"

میں اس کے لگی کوچوں میں اس طرح حیران و پریشان پھر رہا ہوں

زہد حق کے گھر میں قرآن ہوں۔

بغداد سے مصر جاتے ہوئے وہ حلب کے قریب شہر "مرواہ اہلسمان" سے گزرنے وہاں کے کسے اس وقت اہل الخطا و المعری تھے انہوں نے ان کی ضیافت کی۔ ان کے علم و ادب اور شعر نے ان کو تعجب کر دیا انہوں نے اشعار کہے جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

والملک بن نصر زار فی سفر "ہلما ففتحنا الشام" وغیرہ
ابن نصر باگلی نے دورانِ سفر سے شہر کی زیارت کی جس میں نے اس دور
ہونے والی سافر کی تقریب کی۔

إذا تفرقت أسيما مائلاً جلاً "وہیں الملک الفضل بن شعر"
قد تم بخت و بدل کے وقت امام مالک کو زندہ کر رہا ہے۔ اور جب
اشعار کہتا ہے تو ملک شہلی امر کا نفس کو زندہ کر رہا ہے۔

پھر مصر کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے جمنہ سے کو بھڑکیا اور اس کے زمین و آسمان و بحر
سے بھر دیا۔ وہاں کے اکابر و مسادات نے ان کی اتباع کی غرض ان پر ختم ہو گئے۔ اور
مغربت ان کے ہاتھ میں لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ سب سے پہلے وہ اپنی خواہش کو پختہ کیا۔ اور
جس چیز کی ان کا شہسوار تھی وہ انہیں نے کھائی، بعض لوگوں نے کہا کہ جب وہ مرض وفات میں
اٹ پڑا تو اس نے کہا۔ اور ان کی جان نکل رہی تھی۔ تو اس وقت وہ کہہ رہے تھے "لا ایلہ الا
اللہ" کہ جب ہم کو زندگی ملی تو موت بھی آگئی اس پر کہا گیا۔

من یصل العطاش إلى أنواء "إذا استفت الجاحون من الزکایا"
جب پیا سا شخص یا اس بجائے کے لئے پہنچا ہے تو اس وقت سمندر
کو نہیں سے پانی طلب کرتا ہے۔

ومن یصلی الأصاغر من مراد "وقد جلس الاکابر فی الزوايا"
اور کون پھر یک چھوٹوں کو ان کے مقصد سے جب اکابر کونوں پر بیٹھ
جائے۔

وإن ترفع أنفوضعا يوماً "صلی الزفءاء من إحدى الزوايا"
اور اگر ایک دن بچے کے لوگ بڑے لوگوں سے بڑے ہو گئے تو یہ بڑی
معبیت ہوگی۔

اذ سموت الأسافل والأعالی "لقد طابت منادمة العتالی"
جب بچے اور اچھے عالمی اور سافل برابر ہو جائیں تو بے شک خوش ہو جائے گا موت کا ہم

لشکن۔

گھر کا سامان فروخت کرنا:

(۲۰۳) قاضی ابن ابی علی نے "طبقات النحاة" میں قاضی ابی علی محمد بن الحسن
(وادی ۳۳۵ھ تا ۳۸۵ھ بغداد) کی سوانح میں لکھا ہے۔

ابی علی بن شکر نے کہا کہ ہم نے فقہاء کی ایک جماعت جمع کی اور قاضی ابی علی الہامی کے
پاس ملے گئے۔ ہم نے ان کے سامنے اپنا فقر اور تکلیف بیان کی تو انہوں نے کہا "میر کر اللہ تم
کو وسیع رزق دے گا اور میں تمہارے سامنے کچھ بیان کروں جس سے تمہارا دل خوش ہو
جائے گا۔ میں ایک سال کا ذکر کرتا چاہوں گا۔ کچھ پرانی تھی آئی کہ میں نے گھری سواری
فروخت کر دی اس کی رقم ختم ہوگئی۔ پھر میرے گھر کا درمیانی حصہ کر گیا۔ میں نے وہ ٹکڑیاں بیچ
کر گزار دیں۔ میں مشتعل گھر میں بیٹھ گیا پھر تہہ نکلا تھا۔ سال بھر میں میاں ہی رہا۔ سال کے بعد
مجھ کو پیڑی نے کہا کہ کوئی دروازہ کھٹکنا رہا ہے۔ میں نے کہا دروازہ کھول دو۔ اس نے دروازہ
کھولا ایک شخص اندر داخل ہوا اس نے مجھ کو سلام کیا۔ جب اس نے میری حالت دیکھی تو بیٹھا
میں اور کمرے سے کمرے پر اشارہ کیے۔

لیس من شدہ نصیبک الا سوف تمضی۔ وسوف نکشف کشفاً.
یہ مصیبت جو تجھ پر آئی ہے یہ غریب پہل جائے گی ختم ہو جائے گی۔

لا یضلل زرعک الوحب فان النار یعلو لہبہا عالم طلقاً.
تیری حالت مبارکادی سے غم نہ ہو اس لئے کہ آگ کھٹکے اور اگھٹے
ہیں پھر بجھ جاتے ہیں۔

ولقد لیتنا من کان شفی علی الہلک۔ فوافقت نعالاً حین شفی.
بہت سارے سارے لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ بیمار ہوئے تو قریب ہو چکے
ہوتے ہیں جب بالکل بیمار ہوئے تو تھے تو نجات پزیر آئی اور مصیبت
سے نکل گئے۔

وہ میرے پاس سے نکل گیا بیٹے میں نے اس سے نیک شگون لیا وہ ابھی نکلا ہی تھا کہ امیر المومنین کا در باندہ کا بچی آیا اور اس کے پاس پہنچے تھے۔ دینار اور مجرین سمیت تھا۔ اور اس نے کہا کہ امیر المومنین جا رہے ہیں۔ اور مجھے کچھ سے دینار اور مجرین دے دیئے میں نے اپنی حالت بدلی حرام میں داخل ہوا اور کا در باندہ کے پاس چلا گیا۔ مجھے انہوں نے کوڑی نقد اور گورنری حوالے کر دی اور میری حالت ثروت والی ہو گئی۔

ایک سال میں سات مرتبہ صبح مسلم لکھتا:

(۲۰۳) علامہ یاقوت الحموی نے "معجم واد" اور حافظ دہلوی نے "تذکرۃ المصنفات" میں امام ابو بکر محمد بن احمد ابلہ اوی۔ المعروف ابن غضب (وفات ۳۹۹ھ مراد) کے احوال میں لکھا ہے۔

محمد بن ابلہ اوی کہتے ہیں کہ میں نے ابن غضب سے شناسنے ان کے سامنے بیان کیا کہ بعض پاشیمان نے اصفہان میں مجھے بیان کیا کہ ابو یوسف بن محمد بن ابلہ اوی کے طرف داس ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو علم نہیں لیکن میں تم کو ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔

جب ابلہ اویں سیلاب والے سال میرا گھر میری کتابوں اور کچھ دوسری چیزیں گھر گیا اور میرا بچہ بھی اس کے علاوہ تھا میرا کنبہ میرا والدہ بیوی بچیاں میں میں کتابیں لکھا کرتا تھا اور ان پر خرچ کرتا تھا مجھے یاد ہے کہ اس سال میں نے حج مسلم سات مرتبہ کی تھی۔

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک پکارنے والا پکار رہا ہے کہ ابن غضب کہاں ہے۔ مجھے اس کے سامنے حاضر کیا گیا تو اس نے مجھ کو کہا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جب میں دروازے سے اتر رہا تھا وہ داخل ہو گیا تو چپ لیٹ گیا اور ایک پاؤں دوسرے پر رکھ لیا میں نے کہا شرع کے لکھے سے میری جان چھوٹ گئی میں نے عرض کیا تو یک بھر ایک لڑکے کے ہاتھ میں تھا ہوا تھا۔ میں نے کہا یہ کس کا ہے اس نے کہا کہ شریف ابو یوسف جو فرق ہوا ہے گا ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس کی موت کی خبر آئی۔

محمودی کے علاوہ ہر چیز میں ان کا حصہ کم تھا:

(۲۰۵) ابن خلکان نے "وفیات الامیاء" میں ابو محمد عبد اللہ بن محمد انہری کی اویب ابن صارۃ الاندلسی المعروف "مشیر شاعر" (وفات ۳۵۹ھ مراد) کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ وہ ماہر شاعر تھے۔ نظم اور شعر دونوں میں مہارت تار تار کہتے تھے محمودی کے علاوہ ہر چیز میں ان کا حصہ بہت کم تھا۔ فقر اور تنگدستی کی وجہ سے وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی فروخت کر دیا کرتے تھے۔ بہت کوشش کے بعد وہ کسی والی کے شفی کے درجے تک پہنچے۔ جب بادشاہوں کا اندلس سے افتخار ہوا تو انہوں نے ایشیہ میں پناہ لی۔ ان کی حالت رات کی تاریکی سے زیادہ حوصلہ خیز اور وہ زیادہ مسرور تھے سبیل ستارے سے کتابوں کی کتابت میں ان کو بڑی مہارت اور بصیرت تھی۔ لیکن کساد بازاری کی وجہ سے یہ راستہ بھی ان کے لئے خالی نکلا اس بارے میں انہوں نے کہا ہے۔

انما الولوقه لعلی لیکه حرفة "لور افہا و شمارھا الحرمان"

کارت ایکسچینج نہ وقت ہے پاس کے وقت اور اس کے نکل کر دی ہے۔

تشیہٹ صاحبہا بحالۃ البؤہ "تکسر العرافۃ وجسمہا حرمان"

میں اس کام کرنے والے کی تعبیر سوتی ہے دیتا ہوں کہ تھکوں کو تو

کپڑے پہنتی ہے لیکن اس کا پناہ نہیں لگا سکتا ہے۔

زعمی بکر کا فقر:

(۲۰۶) قطبی کی "اعلام اراء" اور ابن خلکان کی "وفیات الامیاء" اور سیوطی کی "تذکرۃ المصنفات" میں ابن خضر باطنی ابھی الحموی (وفات ۳۹۹ھ مراد) کے احوال میں جو بائیں کا خلاصہ ہے۔

وہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن خضر بن عبد اللہ بن مسطر "حموی الحموی" کثیر المصنف فاضل اور ادبوں میں پکا تذکرہ نگار متفہم تصانیف والے تھے۔

مصلیٰ میں پیدا ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں بڑے ہوئے۔ پھر عقیق شہر میں عقل ہوتے گئے یہاں تک کہ مغرب میں داخل ہو گئے۔ فریقہ اور اندلس میں گشت کیا، مصلیٰ میں ایک مدت قیام کیا وہاں فریقوں کے ساتھ لڑائی کا انہوں نے مشاہدہ کیا، مسلمانوں سے ان کی موجودگی میں وہ جکر فریقوں نے بقت کی۔

پھر مصلیٰ عقل ہو گئے پھر مصلیٰ چلے گئے پھر مصلیٰ آگئے پھر مدینہ میں مقیم ہو گئے۔ وہاں انہوں نے ایک بہت بڑی تعمیر تصنیف کی پھر شیعہ کی فسادات ہو گئے۔ قویاتی سامان کے ساتھ ان کی کتابیں بھی لوث فی گیس، مگر وہ "حق" شریعت چلے گئے اور اس کو اپنا وطن بنا لیا اور بڑا جان حال انہوں نے کیا۔

تغذات الاحوال ہی کافی "ولیت امر" صاحبہ الاکافی

مصائب جھکا اور دھر پھینک دے ہیں گویا کس آقا کی پناہ کا کام

میرے حوالے کیا گیا ہے۔

ضرورت اور حاجت کی وجہ سے انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح غیر کھوس کر دیا تھا۔ اس کا شوہر اس کو "حق" سے لے گیا اور کسی دوسرے شہر میں اس کو گرفت کر دیا۔ ان کو "حق" میں قبولیت حاصل ہوئی وہیں مقیم ہو گئے۔ طلبہ کو بہت فائدہ پہنچایا ان کو جو مشاہیر و پادشاہان و اہل کی ضرورت سے بہت کم تھا دوسرے دم تک حق کو پہنچنے سے لگے ہوئے تھے رحمت اللہ علیہ

وہ عالم صالح، زامہ اور متقی تھے۔ ضروری امور میں صرف اور اپنی حالت پر صابر تھے۔ انہوں نے آپ میں بہترین کتب تصنیف کیں اور قرآن کریم کی بھی ایک بہترین تفسیر "الہدایہ" کے نام سے لکھی۔ تقریباً تیس تصانیف منکر اور عجیب نوعیت کے چھوڑ گئے تھے اور گویا کہ انہوں نے اپنے اوپر کثرت مصائب کبھی سے پانا آپ ہی پر اولیٰ (رحمہ اللہ) نے فرمایا

علی قدر فضل العزہ نفعی عظیمہ "ويعرف عند الصبر طمعا يصيبه"

آدھی کی فضیلت کے مطابق اس پر مصائب آتے ہیں اور آدھی پہنچے

ہوئے مصیبت کے وقت کچھ بچا ہوتا ہے۔

ہوئے مصیبت کے وقت کچھ بچتا ہے۔

وم من قلیمہ بتقلیمہ اصطلاح "لقد قلیمہ بتقلیمہ نصیبہ"

اور جس چیز سے انسان چٹا جاتا ہو اگر اس میں اس کا صبر کم ہو تو جس چیز

کی وہ قنکر کرتا ہے اس میں اس کا صبر کم ہوتا ہے۔

آدھے وینار پر قناعت:

(۲۰۷) حافظ ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" اور ابن الجوزی نے "طبقات الشافعیہ"

انکبریٰ "میں امام متقدم شیخ ابو العزیز کا کمال الدین محمد ابن عثمان بن محمد بن عبد اللہ الانباری

نزیل بغداد کی سوانح میں لکھا ہے

کہ ابو منصور ہارث ازاد وغیرہ سے آپ نے نظامیہ میں فقہ حاصل کی امام شافعی کے مذہب

میں کمال حاصل کیا۔ اور تفاتیات یعنی "فکر القاری" پر بھی اور انبار میں سماع حدیث اپنے والد

خلیفہ ابن محمّد سے اور بغداد میں ابو منصور بن خیرون سے "عبد الوصاحب انباری سے" قاضی ابو بکر

بن محمد الفخر زوری سے اور کسی ایک سے انکھ نظامیہ میں احادیث کا حدیث بھی وہاں پڑھائی اور

وعدہ بھی کیا انہیں ابو جلیلی ابو العزیز ابن العزیز سے علم ادب حاصل کیا اور کسی دوجہ انہوں کی

شرح کی اور ان کو شریک اور پادشاہ مقابل ادب میں عراق کے شیخ ہونے بڑے بڑے آئمہ نے ان

سے علم حاصل کیا انھوں میں بھی آپ بہت بڑے امام تھے۔ آپ شریف مناظر، صبر، علم

والے متقی زامہ اور پادشاہ تھے کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے۔

کھانے پینے میں تنگ گذران والے تھے دنیا کے کسی چیز کے ساتھ آلود نہیں ہوئے

سیدھے راستہ پر چلے۔ ابن ابی شامہ نے ان کی بہت تصانیف نقل کیں۔ ان سے استفادہ کے لئے

دنیا کے تمام اطراف کی طرف سے سڑ ہوئے۔

ان کے شاگرد موسیقی بن عبد اللطیف الجبلہ اوی کہتے ہیں کہ کمال ہمارے شیخ تھے۔ عبادت

کے لئے نیکو ہو کر اس راستہ پر چلے والوں میں ان سے زیادہ قوی ہم نے کوئی نہیں دیکھا اور اس

اسلوب میں ان سے زیادہ سچائی کوئی نہیں تھا۔ وہ بالکل سچائی کے تھے ان میں کسی قسم کا تصنع نہ تھا۔

شر اور احوال دنیا سے ناواقف تھے والد سے ایک گھر ملا تھا کسی میں رہا کرتے تھے اور ایک دکان تھی جس کا کرایہ میسر نہ کا آدھا دینا تھا۔ اس پر قہر محسوس کیا کرتے تھے اور کسی سے کاغذ خریدتے۔ غلیظ شخص بن گئے تھے ان کے لئے پانچ درم بھیجے لیکن قبول نہ کئے واپس لوٹا دے انہوں نے کہا کہ قبول کر کے بچوں کو دے دو تو فرمائے گئے کہ اگر میں نے ان کو بیچا کیا ہوتا تو میں ہی ان کو رزق دیتا روٹی نہیں چھایا کرتے تھے ان کی ٹکڑی کے تحت پرانے کے کپڑے اور عمامہ ہوتا جمعہ کے روز بچوں کے جمعہ کے لئے لکھے جمعہ کے علاوہ باہر نہیں نکلتا کرتے تھے گھر میں پرانے کپڑے پہنتے ایک سو تیس کتابیں انہوں نے تصنیف کیں ان کی مشہور کتاب "نزهة القلوب" فی طبقات وادباء ہے۔

تنگی احوال سے سفر کرتا:

(۲۰۸) ابن طلحان نے "وفیات الاعیان" میں عبداللہ بن اسعد المعروف ابن الدحان الموصی القیصر شافعی (ولادت ۵۳۲ھ و وفات ۵۸۹ھ در حارثہ) کے احوال میں لکھا ہے۔ کہ وہ قیصر قاضی اور بیٹے القیصر اشعار کہتے تھے الفاظ خوبصورتی سے ڈھالتے تھے یہ اہل موصل سے تھے جب ان کے احوال تک ہو گئے تو انہوں نے مصر کے وزیر صالح بن اذیک کے پاس جا کر نقد کر لیا لیکن اس نے وسائل نہیں تھے کہ یہی کو ساتھ لے جائے کہ تو انہوں نے شریف ضیاء الدین بن حیدر اشاعر موصلی میں مکتوبیں لکھ کر ان اشعار لکھ کر بھیجے۔

وفات شہو اسأل الین عبرتھا . وکانت تؤمل بالفضیہ امساکہ .

حاجت مندرجہ موت نے آسہ بہا دے اور ان کے ختم ہونے پر گھم گور دیا جا آئی ہے۔

لنحت فلما وائس لا اصبح لها . بکت فطرح قلبی جلیبا الباکہ
اس نے بہت غمناک دعا جزی کی جب اس نے دیکھا کہ کس متاوش ہوں اس کی آواز پر تو رو رو پڑی کہ اس کے دے حال چکے تھے میرا دل بڑی کر گیا۔

قالت ولقد رأت الاجمال مملجة . والین قد جمع المشکو والشامی

جب اس نے اونٹوں پر کھے ہوئے کھاد دیکھے اور مال پر تھا کہ جدائی

فکایت کرنے اور جس سے فکایت کی چارہ ہے کو جمع کیا تو اس نے کہا

من لی اذا غبت فی ذا المعمل قلت لها . قلت الله وابن عبد الله مولاک

میراں جگہ کن فی ذا المعمل کہتا رہی عدم موجودگی میں میں نے کہا اللہ ہے میراں

کے بعد ترجیحا ان بن عبد اللہ

لا تحزعی بالحباس الغبت عنک فقد . سالت نوة القربا جود مضایک

تم ہارش کے رک جانے کی فریاد نہ کرو میں نے ستاروں کی محرم سے

حیر سے لیے کافی فکایت کا مٹا لیا۔

شریف مذکور نے ان کے ایام فوجیہ بت میں اس قانون کی جملہ ضروریات کی کفالت کی۔ یہ خود مصر چلے گئے اور صالح بن اذیک کی مدد کی۔ ان کے احوال بدل گئے پھر یہ مصر شہر میں رہے اور ۵۸۹ھ میں اپنے وطن اور اہل موصل سے دور تھیں جگہ میں فوت ہوئے رحمت اللہ علیہ اور بزرگانِ حال کہا۔

قد قضی الله ان موت طریبا . فی بلاد اسیا کمرها

اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس میں جگہ طریبا بن کر مرے ہیں جس میں بھیجی ہے اسیا

فی فوادى مخبات معان . نزلت آية الحجاب علیها

میرے دل میں قائم افغانی کے لئے یہ شہرہ قرار نہیں جس میں جن پر حجاب

والی آیت نازل ہو گئی۔

تاجین شخص کا سفر:

(۲۰۹) حافظ ذہبی نے "میر اعلام الغلاذ" اور "معریف القراء الکبار" میں انام شافعی کے

احوال میں لکھا ہے شیخ عالم انام شافعی متقدم سید القراء ابو محمد ابو القاسم بن حیرہ بن خلف الرومی

الاندلسی اللطیفی "چنا" شاطیہ" اور "رائیہ" کے نام۔ یہ دونوں کتابیں قرآن اور احکامات کے بارے میں ہیں۔ اتنی کثیر تعداد میں لوگوں نے ان کتابوں کو حفظ کیا کہ گوشتورکس کیا جاسکتا۔ بڑے بڑے شعراء اور بڑے بڑے مبلغ اور حافظ قراء ان کے سامنے جھک گئے تھے۔ انہوں نے نیا اسلوب اختصار کے ساتھ اپنا اور مشکل کو آسان بنایا۔

۹۳۳ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ اپنے شہر میں ابو عبد اللہ بن ابی العاصی بخاری سے سہ پر مبنی "مختصر" تالیف "کاسز کی" وہاں ابو الحسن بن حمدیل سے قرآن میں اور ان کو ابو عمرو اندالی کی "تیسیر" جو انہوں نے حفظ کی تھی سنائی انہوں نے بھی اور دوسروں نے بھی کتابوں کا سماع کیا۔ کچھ کے لئے گئے اور ابو طاہر السلفی سے سماع کیا۔

بہت دشمن تھے قرأت، نحو، علمائے فقہ اور محدث میں ان کو حرس حاصل تھی۔ علم میں ان کے عمدہ واضع ہیں۔ اس کے ساتھ فتویٰ للنبیہ اور دعا ربی تھا۔ مصر کو انہوں نے وطن بنایا۔ ان کا ذکر حاتم شان بڑی اور آواز دور دور تک پھیل گیا تھی۔ قرآن کی ریاست اور سربراہی ان پر شتم ہو گئی تھی مختلف اطراف سے قرآن کے پاس آتے تھے ۹۵۹ھ کو مصر میں فوت ہوئے رحمتہ اللہ علیہ

ابو شامیہ کہتے ہیں کہ کم کو سلامی نے خبر دی کہ علامہ شاطیہ کا اپنے شہر سے خٹل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ان کے بارے میں سوچا گیا کہ ان کو خطیب بنایا جائے قرآن میں نے ج پر جانے کی وجہ سے خطابت سے معذوری ظاہر کی۔ ج پر تخریف کے لئے اور وہاں اپنے شہر میں آئے۔ خطیبانہ جو الزامات لگائے جاتے ہیں کہ وہ امراء کا ان اوصاف کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں جو ان کی نظر میں درست تھے ان الزامات سے بچنے کے لئے انہوں نے خطیب بننے سے معذوری ظاہر کی اور حق پر مبر کیا۔

امام جزوی کا حال:

(۲۱۰) "وفیات الامعان" اور "تیسیر اعلام المشلاہ" اور "الفتاویٰ والصلوکون" نے امام جزوی امام ابو موسیٰ یحییٰ بن عبد اللہ بن ابو عمرو البزوفی البزوفی الراشکی (وفات ۹۷۷ھ) مراکش

میں مدراشد) کو کے امام اس کے دھن اور فرایت اور شاذ پر مطلع کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ انہوں نے ج کا اور مصر میں عبد اللہ بن زکی کی مجلس اختیار کی حریت اور لغت میں دسز حاصل کی "مصحح النظار" کی جامع ابو محمد بن عبد اللہ بن زکی کی "مغرب" (مراکش) وہاں آئے اور "نہج" شہر میں ایک حد تک قیام کیا "نہج" وغیرہ میں بھی صدر نقیہ رہے بہت بڑے بڑے علماء و مطلق کثرت نے ان سے سند حاصل کی ایسے امام تھے کہ ان کی مسطر کی کس کی جاسکتی تھی اور جو میں ایسی علامت تھے کہ ان کا غبار چٹ نہیں سکتا تھا عبارت اور دم میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

دیکھتے کہیں کہیں نے محمد بن المرقی کا لکھا ہوا پڑھا کہ جزوی نے مصر کے قیام کے دوران بہت خرد رکھا۔ مدرس میں آپ داخل نہیں ہوئے ہاں زینبوں پر جا کر لوگوں کی امامت کرتے اور اس سے جو کچھ حاصل ہوتا انتہائی مبر کے ساتھ اس پر گزارہ کرتے۔

انتہائی فکر کے عالم میں مغرب (مراکش) وہاں آئے جب "نہج" وہاں پہنچے تو ابن السراج کی کتاب جو انہوں نے ابن المظری سے پڑھی تھی زمین رکھوئی اس پر ان کا خط لکھا ہوا تھا مرقس نے ان کا سماع شیخ ابو العباس المرقی جو کہ بہت بڑے زائد تھے کے پاس پہنچایا وہ عبد المؤمن کے بیٹوں کے ساتھی تھے ابو العباس نے یہ سماع بادشاہ تک پہنچا دیا بادشاہ نے ان کو بلوایا اور جب یہ آئے تو ان کے ساتھ احسان کیا۔

چھ ماہ سے مسئلہ کی تحقیق کی وجہ سے چار دن دھوکے:

(۲۱۱) علامہ ابو ہاشم النکئی ماکی کی کتاب "نیل الاقناع بطر الدبیاج" میں علامہ فقیر ابو محمد بن عبد اللہ بن ابو عمرو البزوفی الراشکی (وفات ۹۷۷ھ) مدراشد) کی سوانح میں آیا ہے

ابن الخلیفہ الطحطاوی نے "سراہ" میں کہا ہے کہ مجھ کو بعض فقہاء نے کہا کہ میں عبد اللہ بن زکی کے پاس گیا وہ چار دن میں اپنے ہوئے تھے اور فقہ کی کتاب ان کے سامنے پھیلی ہوئی تھی پیتہ کر رہا تھا ان کی چادر بہت زیادہ مٹی تھی میں نے ان کو کہا کہ اپنے شہر پر دم کرو اور

اپنی چادر و مولو اتھویں نے کہا کہ میں جو ۶ ماہ سے اس کے دھونے کا ارادہ کر رہا ہوں لیکن ایک مسئلہ کی تحقیق اور اشہاک کی وجہ سے میں اس کے دھونے کے لئے وقت نہ نکال سکا میں نے تجب کیا اور واپس چلا گیا۔

(۲۱۲) ہمارے شیخ علامہ محمد انور حسین انٹونی مصری "ولا رستہ ۱۳۹۱ھ تو نس میں وفات پائی ۱۳۹۳ھ قاہرہ میں زمرہ اللہ" جب پہلی مرتبہ قاہرہ آئے تو جی پابلو میں ایک کمرہ میں رہنے لگے یہ ایک انتہائی خراب محلہ ہے پھر وہ قاہرہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اسکندریہ چلے گئے تاکہ دھن واپس چلے جائیں ان کے سفر کے ارادے کا علم علامہ محمد تیور پاشا کو ہوا وہ سفر کرنے سے پہلے شیخ کے پاس پہنچ گئے اور ان کو واپس قاہرہ لے آئے اور "دارالکتب مصر" یہ "مسیح مقرر کر دیا۔

ان کی پریشانی رفتہ رفتہ ختم ہوتی گئی اور کچھ اصول الدین میں استاد مقرر ہو گئے پھر حریہ وسعت ہوئی اور شیخ اپنے مقام تک پہنچے اور شیخ اذھر مقرر کئے گئے غیر مصریوں میں یہ پہلے شخص ہیں جو شیخ الاذھر مقرر کئے گئے انہوں نے اپنے عہد و سر کے احوال اپنے کئے بھائی زین العابدین تولی کو اس طرح لکھے کہ قریب آدمی کے احوال مصر میں حرف "م" کی طرح تک جتھے پھر حرف "م" کی طرح مکمل کئے پھر حرف "نا" کی طرح اوجھ ہو گئے یہ بات مجھے میرے بھائی اور دوست استاد دھام الدین القدری رحمہ اللہ نے بتائی۔

”چوتھا باب“

”بھوک پیاس برداشت کرنے کی اخبار“

قلّت دنیا حفظ علم میں زیادہ موثر ہے

(۲۱۳) امام بخاری رحمہ اللہ نے باب حفظ العلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ لوگ کہتے ہیں ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ احادیث نقل کرتے ہیں مہاجرین و انصار اجماعی کثرت سے نقل نہیں کرتے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر قرآن کریم کی دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا۔

"ان الذين يكتفون ما اتوا من السنة والهدى من بعد ما
بيناه للناس في الكتب اولئك بلعنهم الله وبلعنهم الاعيون"
الا الذين تابوا واصلحوا وابتوا فاولئك توب عليهم وانا
التواب الرحيم"

پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ مہاجرین بھائیوں کو تو بازار کے خرید و فروخت نے مشغول کر رکھا تھا اور ہمارے انصار بھائیوں کو ان کے مال نے مشغول کر رکھا تھا اور ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کو لازم پکڑنا صرف کھانا میسر آ جانے پر اور وہاں حاضر رہنا جہاں یہ دوسرے حضرات حاضر نہیں کیجئے تھے اور وہ چیزیں حفظ کرتا جو یہ دوسرے نہیں کر سکتے تھے۔ حافظ ابن جریر نے فتح الباری میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ دنیا کی قلت حفظ علم میں زیادہ موثر ہے۔

میں نے تین دن سے کوئی چیز نہیں سیکھی:

(۲۱۴) امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک مرتبہ کفری کہنے کی وجہ سے غلیظہ عباسی المحدث کی تباہ کاریوں کی وجہ سے روچش ہو گئے۔ محمدی نے ان کو سزا دینے کے لئے تلاش کرنے کا حکم صادر کیا کہ کمرہ میں جہاں وہ تھے وہیں روچش ہو گئے اور لوگوں سے میل جول بھی چھوڑ دیا۔ ان

دوں میں ان کو سخت فحرو قات نے گھیر رکھا تھا، وہ اسی قات اور قتل میں تھے کہ ان کی ہمشیر نے کوفہ سے ان کے ساتھی ابو شہاب الخٹاط کے ہاتھ خشک روٹیاں بھیج دیں۔ مشہور روایت حسب ابن سعد نے اپنی کتاب "المطبوعات الکبریٰ" میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی سوانح میں لکھا ہے۔

کہ ابو شہاب الخٹاط کہتے ہیں کہ سفیان ثوری کی ہمشیر نے مجھ کو ایک قھیلا یا سفیان ثوری کے لئے۔ وہ کہہ کر دم میں تھے۔ میں اس خشک روٹی تھی۔ میں نے سفیان کے ہارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ کب سے پیچھے جب الخٹاطین کے پاس بھیجی تھی، جیسا ہے ابو شہاب کہتے ہیں کہ میں ان کو وہاں دیکھنے کے لئے آیا وہ میرے پیچھے سے بھی دوست تھے میں جب آیا تو وہ چٹ لپٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ تو انہوں نے نہ تو میرے سلام کا جواب دیا اور نہ حق تپاک سے میرے احوال پوچھے۔ جس طرح مجھ کو ان سے توقع تھی۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ کی ہمشیر نے مجھ کو ایک قھیلا دیا ہے جس میں ایک اور خشک روٹی ہے انہوں نے کہا جلدی لاؤ اور ادھر کرسیدھے بیٹھ گئے۔

میں نے کہا ابو عبد اللہ! میں تیرے پاس آیا حالانکہ میں تمہارا دوست تھا نہ تو آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا اور اسی طریقہ سے مجھ سے خوش بھی نہیں آئے، لیکن جب میں نے آپ کو کہا کہ میں ایک اور روٹی لایا ہوں تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ مجھ کو آپ نے روٹی کے برابر بھی ت سمجھا۔ انہوں نے کہا ابو شہاب مجھ کو اس معاملہ میں ملامت نہ کرو میں نے تین دن سے کوئی چیز نہیں کھائی کہتے ہیں میں نے ان کے اس طے رکھ کوئل کیا۔

شدت مجھ کو سے مٹی کاٹا:

(۲۱۵) ابن عباس صری نے "مرح الخلیفہ" فی شرح رسالہ ابن زید ان "میں ابراہیم بن سہار نظام البصری مسخری" (۱۸۵ھ) ۳۲۱ھ ۳۶۲ھ سال کی عمر میں جو کہ نہا کے لڑکپن ترین افراد میں سے ایک ہیں ان کے معاصر چاند نے "چاند چاند" کہہ کر "ان کے بارے میں کہا کہ حقد میں کہا کرتے ہیں کہ ہزار برس میں ایک ایسا شخص ہوتا ہے جس کی کوئی

تفسیر نہیں ہوتی کہ بات صحیح ہے یا ابراہیم نظام انجی میں سے ہیں کی سوانح میں آیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نظام سے ایک سرخ بدقالی والی بات پر اتفاق کیا انہوں نے کہا کہ میں کھڑا ہوں کہ مجھ کو کتنی جھوک لگی کہ ایک دن میں نے مٹی کاٹائی میں اس پر تپ آیا وہ ہوا کہ میں نے اپنی طرف تہذیب کی قہم کو یہاں کوئی ایسا آدمی یاد پڑتا ہے کہ جس کے پاس ہم دو چہرہ زیارت کا کھانا کھا سکیں اس پر مجھ کو قدرت نہ ہوئی مجھ پر ایک چہرہ اور قہمیں تھی میں نے وہ قہمیں فروخت کر دی۔

پھر میں نے اصوات جانے کا ارادہ کر لیا، لیکن وہاں میں کسی کو نہ جانتا تھا۔ یہ میرے ساتھ حیرت اور پریشانی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ میں نے میری اس جگہ کیا جہاں سے کشتی میں سوار ہوا جاتا ہے۔ وہاں کشتی نہیں تھی۔ میں نے اس کو بدقالی سمجھا پھر میں نے ایک کشتی دیکھی جس کے درمیان میں چگروٹی ہوئی تھی۔ میں نے اس کو کشتی بدقالی سمجھا میں نے صلاح کو کہا کہ قہم مجھ کو اس میں سے چلو گئے اس نے کہا ہاں میں نے اس کو کہا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا "ذوقا اور" یہ قاری میں شیطان کا نام ہے میں نے اس سے بھی بدقالی پکڑ لی اور اس کے ساتھ سوار ہو گیا جب میں اترنے کی جگہ کے قریب ہو گیا تو سامان اٹھانے والے کو بولا تو سب سے پہلے جو سامان اٹھانے والا آیا وہ ایک آنکھ والا تھا پھر میں نے ایک تیل والے کو بولا اور اس کو کہا کہ تم اپنے تیل پر کتنا کر لیتے ہو فلاں مرا سے تنک جانا کہ جب وہاں میرے قریب ہوا تو اس کے تیل کا ایک سینک میں تھا۔ اس سے میری بدقالی میں اور اضافہ ہو گیا میں نے دل میں سوچا وہاں جانا بھڑے پھر مجھے اپنی مٹی کھانے والی وہ حالت یاد آئی اور میں نے کہا ہاں میری موت۔

جب میں سرائے پہنچا تو میں حیران تھا کہ میں کیا کروں! اسے میں میں نے دروازہ کھٹکھٹائی کی آواز سنئی۔ میں نے پوچھا کون! کہا کہ کوئی شخص تم کو گھٹے آیا ہے میں نے کہا کہ میں کون ہوں! کہا کہ تم ابراہیم بن سہار نظام۔ میں نے دل میں سوچا شاید کوئی گامگو نے والا ہے یا کوئی دشمن یا شیطان کا کوئی لڑاکا ہے۔ میں اٹھا دروازہ کھولا اس نے کہا کہ ابراہیم بن عبد الصخر نے مجھ سے کہا ہے کہ ہمارا اور تمہارا راز ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اختلاف ہے لیکن اخلاق اور شرف نفس کو دیکھتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ تمہارا جس حال پر گذر ہو وہ حالت

مجھ کو پسند نہیں لیکن ہے تم کو تمہاری حاجت نے شہر سے باہر نکالا ہو تو آپ اس جگہ مہینہ دو مہینہ قیام کر سکتے ہو لیکن ہے ہم آپ کو اتنا کچھ دے سکیں جو آپ کو ایک وقت کے لئے کافی ہو جائے اور اگر وہاں جانا چاہتے ہو تو ہمیں دینار لے کر وہاں چلے جاؤ تم کسی معذور شخص سے زیادہ اس کے حقدار ہو سکتے ہیں کچھ یہ بات وارد ہوئی، پہلی بات یہ کہ میں پہری زندگی میں بھی تمہارا دینار کا ایک نہیں بنا دوسری بات یہ کہ میں نے بھی اتنا عرصہ باہر نہیں گزرا تیسری بات یہ کہ کچھ پر واضح ہو گیا کہ بد فاقی کی کوئی حقیقت نہیں۔

عبدالفتاح کہتے ہیں کہ چوتھی بات جو نظام سے روکی۔ وہ ان تینوں باتوں کا مجموعہ یا ان تینوں سے بھی بڑھ کر ہے وہ اس عالم کا رویہ ہے جو کہ اخلاق، شرافت اور انسانیت کا ادراک رکھنے بغیر نظام کی لہر سے ان کو مارے اور مذہب کے اختلاف نے انہیں روکا بلکہ اختلاف کے باوجود ابراہیم بن عبدالعزیز نے ان کی طرف سے مروی کچھ بات چنایا۔

ابراہیم بن عبدالعزیز کی نظام سے دوری بھی اللہ کے لئے تھی اور اس کے ساتھ صلہ شرافت اور انسانی حقوق کی پاسداری تو یہ بھی اللہ ہی کے لئے، یہ تمام اسلام ہی کی وجہ سے تھا نظام کے ساتھ مارے کے اختلاف نے ان کو ان کے ساتھ مروی کرنے سے روکا نہیں۔ ان کی شریعت اور احکام کی سمجھ تھی غی بے صورت تھی اور خدا اور غضب میں ان کو اس کی جگہ پر رکھنا کتنا خوبصورت اور نالا تھا۔ قرب و بعد پسند و ناپسند دوست اور دشمن کے ساتھ کہ نہ تو اس میں بڑبائی ہو اور نہ کی۔ اللہ کی رحمت ہو اس عالم اور سرداران انسان پر کہ اس کو اسلام کی تقنی مقسق اور رک تھی۔ یہ جالب قاریع الہاں بڑی عمدی فطیہ اور عالم بننے اور کھلوانے والوں کو ہم اور اندوہ کی وجہ سے اپنا گناہوں کا کمر جانا پڑ جیتے۔

نماز میں سبکی کی عجیب و غریب وجہ:

(۲۱۶) ان ابی یعلیٰ کی "طبقات اہلباء" میں اور تالیسی کی "اختصار" میں امام احمد کے شاگرد ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب ابو زہر جانی "دقائق" ۲۵۹ھ و ممد اللہ کی "سوانح" میں آیا ہے۔

ابو بکر بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نے ابو زہرہ اصغر سے سنا وہ ابراہیم بن یعقوب سے نقل کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا امام احمد بن حنبل ابو زہرہ کے ہاں نماز پڑھا کرتے تھے ایک دن عبد الزہاق کو کھو گیا تو انہوں نے امام احمد بن حنبل سے کچھ سبب پوچھا انہوں نے کہا کہ میں نے تین دن سے کوئی چیز نہیں کھائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت:

(۲۱۷) حدیث دوسری نے "ذکر اہل اہل" اور "سیر اعلام النبلاء" میں امام ابن المقرئ رحمہ اللہ نے ابراہیم بن ابی طالب (دولہ دست ۲۸۵ھ) حدیث ۳۸۱ھ (دست ۳۸۱ھ) کی سوانح میں آیا ہے۔

ابو بکر بن ابی طالب سے روایت کی گئی ہے کہ ابن المقرئ نے کہا کہ میں ابو زہرہ جانی اور ابو شعیبہ ابن حیان مدینہ منورہ میں تھے تو خرچہ میں ہمارا کچھ بہت تنگ ہو گیا ہم نے اس دن صوم وصال رکھا۔ جب عشاء کا وقت آ گیا تو ہم دوسرا قدس کے پاس گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم بھوکے ہیں اطہرانی نے بھوکہ کہا کہ بیٹو چاہو تو رزق مل جائے گا یا ہم نہیں مرجائیں گے میں اور ابو شعیبہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ دروازے پر ایک طلوی آیا ہم نے اس کے لئے دروازہ کھولا۔ اس کے ساتھ دوڑے تھے۔ ان کے پاس دو کریانیں تھیں اور ان میں بہت کچھ سامان تھا۔ اس نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب میں دیکھا۔ آپ نے حکم ارشاد فرمایا کہ تم کو کچھ دے کر آؤں۔

نزال احسن اتفاق:

(۲۱۸) حافظ ابن رجب حنبل نے "ذیل طبقات اہلباء" میں قاضی ابو بکر محمد بن عبدالباقی بغدادی الانصاری ابو آرزو قاضی دارستان کے نام سے مشہور تھے حافظ اصغر (دولہ دست ۳۳۲ھ) وفات ۵۵۳ھ (بلد اوش دہر اللہ) کی سوانح میں لکھا ہے کہ

شیخ صالح ابو القاسم الخزاز اصبہانی بغدادی اسی مرد اللہ نے کہا کہ میں نے قاضی ابو بکر محمد بن عبدالباقی بن محمد ابو آرزو الانصاری کو کہتے ہوئے سنا کہ

میں کہ کمرہ میں جاؤ تھا ایک دن مجھے سخت بھوک لگی بھوک دوڑ کرنے کے لئے مجھے کوئی چیز دستیاب نہ تھی مجھے ایک رشتہ کا خلیلا ماجور شہر کی رہی سی کے ساتھ نہ جا سکتا تھا میں وہاں تک گھر لے آیا جب میں نے اس کو کھانا اس میں سے موتیوں کا پار لٹکا اس جیسہ ہمار میں نے بھی نہیں دیکھا تھا میں باہر نکلا تو ایک شخص اس کو تلاش کرنے کے لئے آواز نکال رہے تھے اور ان کے پاس ایک کپڑا ہے جس میں پانچ سو بنا رہے ہیں وہ کہہ رہا تھا کہ پار لٹکا جیلا جیلا ہو جائیں کرے گا یہ پانچ سو بنا رہا اس کے ہیں میں نے سوچا کہ میں محتاج اور بھوکا ہوں میں یہ سوتا لے لیتا ہوں اور خلیلا اس کو واپس کر دوں ہوں میں نے اس کو کہا کہ میرے ساتھ آ جاؤ میں اس کو گھر لے آیا اس خلیلا نے اس کو بندھے ہوئے رہی اور موتیوں کی علامات اس سے پوچھیں اس نے وہ بتا دیں میں نے وہ خلیلا نکال کر اس کو دے دیا۔ اس نے مجھ کو پانچ سو دھوئے میں نے اس سے وہ اس سے نہیں لے لئے اور میں نے کہا کہ بغیر غرضی کے مجھ پر ان کا آپ کو کوئی واجب تھا انہوں نے میری بہت منت سماجت کی لیکن میں نہ مانا انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

اس کے بعد میرے ساتھ یہاں کہ میں کمرہ سے نکلا اور کشتی میں سوار ہو گیا سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی تمام لوگ اور ان کے اسباب غرق ہو گئے اور میں ایک تختے پر محفوظ رہا یہاں تک کہ میں ایک جزیرہ میں پہنچ گیا وہاں کچھ لوگ رہتے تھے میں ایک مسجد میں چلا گیا انہوں نے مجھ کو سنا کر قرآن پڑھا ہوا ہوں اس جزیرے کا یہ باشندہ میرے پاس قرآن پڑھنے کے لئے آیا اور اس سے مجھ کو ان لوگوں سے بہت مال حاصل ہو گیا۔ پھر اس مسجد میں قرآن کریم کے کچھ اور امان بھی لے۔ جب انہوں نے مجھ کو وہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو انہوں نے مجھ کو کہا کہ تم کھانا جانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں ادا اپنے بچوں اور جوانوں کو لے کر آ گئے اس سے بھی مجھ کو بہت مال کیا پھر انہوں نے کہا کہ یہاں ایک عظیم بستی ہے اس کے پاس مال بھی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں میں نے انکار کیا لیکن انہوں نے کہا کہ یہ ضرور ہو کر رہے گا پھر میں نے ان کی بات قبول کر لی۔

جب سہاگ کی رات میں نے اس کو دیکھنے کے لئے اس پر نظر ڈالی تو عین وہی ہار میں نے اس کے گلے میں پڑا ہوا دیکھا تو میرا کام صرف اس ہار کو دیکھنا ہی رہ گیا انہوں نے کہا کہ

شیخ تم نے اس ہار پر نظر رکھ کر اور بستی سے صرف نظر کر کے تم نے اس کا دل تو زودیا میں نے اس کے سامنے پورا قصہ بیان کر دیا انہوں نے اونچی آواز سے اللہ اکبر سے تحیر کی آواز بلند کی اور لا الہ الا اللہ پڑھا یہ واقعہ تمام اصل جزیرہ میں پھیل گئی میں نے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا کہ وہ شیخ جس نے تم سے ہار لیا تھا وہ اس بستی کا والد تھا وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے دنیا میں اس شخص جیسا کوئی مسلمان نہیں دیکھا۔ جس نے یہ ہار مجھ کو واپس کیا تھا۔ وہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ اس کو میرے ساتھ ملا دے تاکہ میں اپنی بستی کی شادی اس سے کر دوں۔ اب ان کی یہ دعا بھی پوری ہو گئی۔ میں ایک مدت تک اس کے ساتھ رہا۔ اللہ نے مجھ کو دیکھا اس کی اس میں سے عطا کیس۔ پھر وہ فوت ہو گئی اور ہار مجھ کو اور میری بچیوں کو میراث میں مل گیا پھر وہ بچیاں بھی فوت ہو گئیں اور ہار بچا میرے پاس رہ گیا میں نے وہ ہار ایک لاکھ دینار میں فروخت کر دیا یہ مال بچہ دیکھ رہے ہو یہاں مال کا بانی مانو ہے۔

اپنا کھانا دوسرے کے احصا پر رکھنا:

(۲۹) حافظ ابن رجب حلی نے "ذیل طبقات النبیؐ" میں امام شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (۱۰۹۷ھ) سے نقل کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں بڑوں کا کذا کر کرتا تھا اور درویشوں کے بچے نہر کے کنارے سے چن کر تھا وہ اندو میں گرانی اس انتظار کا کچھ بھی نہ تھی کہ کسی دن تک میں بغیر کھانے سے رہا۔ بلکہ لوگوں کی پینگی ہوتی چڑی اٹھا کر کھا کر تھا۔

ایک دن میں سخت بھوک کی حالت میں نہر کے کنارے کی طرف گیا کہ شاید کھاس یا مہری کے بچے وغیرہ گمراہ سے لے لے جاؤں۔ میں جس چیز کی جگہ تک پہنچا تو کوئی دوسرا مجھ سے سخت لے جا چکا تھا اور اگر کسی جگہ کوئی چیز ملی تو فقرا اس پر بچھنے ہوئے تھے فقرہ کی محبت کی وجہ سے میں نے اس جگہ کی طرف بڑھنا پسند نہ کیا۔

میں اسی طرف واپس آ گیا اور شہر کی وسط میں چلنے لگا جہاں کوئی چیز گری پڑی تھی تو کوئی دوسرا پہلے پہنچا ہوا ہوتا مجھ کو گروہی نے بہت مشقت میں ڈال دیا تھا۔ میں اپنے آپ کو کھانے

سے بھی عاجز آ گیا میں پہلے پہلے سوچ رہا تھا کہ میں کب پہنچا اور کب چلا کر بیٹھ گیا۔ میں موت کے ساتھ مصافحہ کرنے کے قریب ہی تھا کہ ایک عجیب فوجان سپہر میں داخل ہوا اس کے پاس روٹی اور بھرتا ہوا گوشت تھا۔ وہ بیٹھ کر کھانے لگا۔ وہ بیٹھ گیا ہاتھ میں لقمہ کرمت کے قریب کرتا تو شدت ہلک کر وہ میرا مت کھل جاتا، میں نے خود بھی اس بات کو اپنے حق میں نامناسب سمجھا میں نے کہا اسے اللہ ہی کیا ہے؟ یہاں اللہ کے سوا کوئی نہیں اور یا جو اس کی قضا یعنی موت ہے۔

اس عجیب نے مجھے دیکھا اور کہا بھائی! ہم اللہ کیجئے میں نے انکار کیا اس نے مجھے قسم دی میرا قسم مجھ سے جلد بازی کا غالب تھا لیکن میں نے اس کی مخالفت کی۔ اس نے پھر مجھ کو قسم دی میں نے اس کی دعوت قبول کی اور قہراً سا کھانا کھا دیا وہ اس کے بعد مجھ سے پوچھنے لگا آپ کیا کام کرتے ہیں اور کہاں کے رہتے والے ہیں؟ اور کس کام سے بچپانے جاتے ہو؟ میں نے کہا میں جیلان کا قاضی حاصل کرنے والا ہوں اور جیلان کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں۔ کیا تو ایک جیلانی تو جران جس کا نام عبدالقادر ہے اور عبدالقادر صوفی زہد کی اولاد کی نسبت سے معروف ہے جانتے ہو میں نے کہا وہ ہیں۔

وہ پریشان ہو گیا اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس نے کہا کہ میں بلند و پنجہ اور میرے پاس میرے خرچ کا کچھ بچا ہوا تھا۔ میں نے تمہارے بارے میں بہت پوچھا لیکن کسی نے تمہارے بارے میں میری رہائی نہیں کی میرا خرچ بھی میرے پاس نہیں دن سے ختم ہو چکا ہے۔ میرے پاس معمولی گڈا رہے کے لئے بھی کچھ نہ بچا سوائے اس چیز کے جو آپ کی میرے پاس تھی اور میں اس حالت کو پہنچ گیا کہ مردار میرے لئے حلال ہو چکا تھا تمہاری امانت ہی سے میں نے یہ روٹی اور گوشت خریدا ہے اب اس کو پا کیزہ کچھ کر کھاؤ! اب میں تمہارا مہمان ہوں جبکہ پہلے تم میرے مہمان تھے۔

میں نے کہا کہ تمہارے کیا ہے کہا کہ جب میں آ رہا تھا تو تمہاری والدہ نے تمہارے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار پیسے بھیجے تو ہمارے بھائی میں نے یہ کھانا خریدا میں صدمت خواہ ہوں۔ میں نے اس کو ملی دی ہمیں ان دلا یا اور بچا ہوا کھانا اس کو دے دیا اور میرے خفقہ کے لئے کچھ سوتا دے دیا اور اس نے قبول کر لیا اور واپس چلا گیا۔

طلب علم کے شدائد شہد سے زیادہ شیریں ہیں:

(۲۲۰) امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صید القاطر" میں طلب علم کے ابتدائی زمانہ کے علاوہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنی طلب علم کی حلاوت کی وجہ سے بہت شدائد میں مبتلا ہوا جو کبیر سے زیادہ کبیر شیریں تھے بعد میری طلب اور میرے امید کے ومن تکلن العبادۃ حمۃ نفسہ "فکل الذی یلقی فیہا محبت" جس کی بہت لکھیں بلکہ مریت کی طالب ہو تو اس کے لئے جس چیز سے اس کو واسطہ نہ دے وہ اس کو پسند ہوتا ہے۔

میں اپنے بچپن میں اپنے ساتھ خشک روٹی لیتا اور حدیث پڑھنے کے لئے چلا جاتا اور بعد ازاں میری عمر بڑھتی کے قریب بیٹھ جاتا کیونکہ پھر پانی کے دو روٹی مجھ سے لگی نہ جاتی تھی۔ جب میں لقمہ لیتا تو اس پر پانی کا کھونٹ لیتا اور میری دست کی آنکھ کو قسملی علم کی لذت کے علاوہ کھانہ پھر قسملی قسملی آتا تھا اس کا شرہ مجھ کو یہ سزا کہ میرا اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امادیت کی کثرت نامہ اور اس کے آداب اور مکاریاں دیکھیں نہ جانتے ہو۔

(۲۲۱) اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فن پر قاعدت نہیں کی بلکہ میں حدیث اور فقہ کے سماع کے ساتھ زہد دل کی مجلس میں بھی جاتا۔ پھر میں نے وقت پڑھی اور میں نے کسی روایت کرنے والے اور دھوکہ دینے والے کی مجلس کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی کسی آنے والے انہی کی مجلس کو ٹھکر میں اس میں حاضر ہوا اور فضائل کا افسانہ کیا۔ اس حدیث کے لئے میں مشائخ کی مجالس کے چکر لگایا کرتا تھا بھانجے بھائی میرا جسم لٹکا جاتا تا کہ مجھ سے کوئی سہقت نہ لے جائے اور میری صحت و کام اس حالت میں ہوتی کہ میرے پاس کھانے کو کب نہ ہوتا تھا لیکن اللہ نے مجھ کو تقویٰ کے سامنے بھی ذلیل نہیں کیا اگر میں تفصیل سے اپنے احوال لکھوں تو شرح بہت طویل ہو جائے گی۔

کتاب خریداری ہر چیز پر مقدم ہے۔

(۲۲۴) حافظ دہلی نے "مذکر الکفا" میں اپنے شیخ علی بن مسعود بن یحییٰ موصیٰ صبیہ و شقی (۱۱۱۰ھ - ۱۱۳۳ھ) کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ ہمدانیہ کے احوال میں لکھا ہے کہ وہ شیخ امام محمد بن ابوالحسن علی بن مسعود الرضوی تھے جس نے ان کی مجلس کا اہتمام کیا اور ان سے تمام علوم کی حاصل کی وہ بہت دیندار پندہ و صوفی اور عارف تھے انہوں نے اپنا چرچا حاکم اس کی کثرت بیان نہیں کی چاہتے انہوں نے اصول حاصل کر کے حق راہ جو بحک و افلاس کے کتب کی خریداری کیا کرتے تھے۔

علم کی قدر و قیمت:

(۲۲۵) میں کہتا ہوں کہ وہ امام ابو محمد بن حزم رحمہ اللہ ہی کے مسلک پر تھے جو علم کے طالب صادق اور اس کی نظر میں علم کی قیمت کے بارے میں فرماتے ہیں:

من لم یز العلم اغنی من کل شیء، یصاب، فلیس یفلیح حتی

یحمی علیہ العراب

جو شخص اپنے کو کچھنے والی ہر چیز سے زیادہ قیمتی علم کو نہ سمجھے تو وہ موت تک

کامیاب نہیں ہو سکتا۔

دینی خاموشی والی بھوک:

(۲۲۶) میں نے اپنے شیخ امام شیخ الاسلام مصطفیٰ جری دولت عثمانیہ کے آفری شیخ (۱۲۸۰ھ - ۱۳۵۰ھ) کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ ہمدانیہ کے بھوک کے واقعہ پر اس باب کو ختم کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا جب میں نے اپنے دین کے تحفظ کے لئے ترکی سے ہجرت کی جبکہ ترکی نے طاغوت مصطفیٰ کمال پاشا کو ان کے دیرینہ صفت کا حکم ہو چکا تھا "تفت ممالک سے ہونے ہوئے معر میں اقامت پذیر ہوئے سخت بھوک و افلاس کے عالم میں مصائب کو ظاہر ہی نہیں اور

خود سوچتی ہے برداشت کرتے رہے ان ایام میں عالمی ذرائع ابلاغ نے ہندوستان کے سیاسی راجہا گاندھی کے برت (روزہ) کی خبر نشر کی تو دنیا اسلام کے تمام اطراف لرز اٹھے اخبارات نے خوب بڑھا چڑھا کر اس خبر کو نشر کیا۔ اس موقع پر ہمارے شیخ نے کچھ اشعار کہے جس میں انہوں نے اپنے دینی خاموشی والی بھوک اور گاندھی کے زور و شور والی بھوک کا تقابل کیا ہے جبکہ اس کے بھوک کو عالمی صحافت بھی اچھال رہی تھی۔

ترجمہ "کہ حند کے گاندھی نے پیٹھ کا روزہ رکھا اور مجھ کو ظفر آ رہا ہے کہ موت کے کنارے پکارا ہے میں شیخ ہند اور سند کے بے خوف کو"

دونوں روزوں میں عجیب فرق ہے جس کو میں ظاہر کر رہا ہوں اس نے سب کچھ ہوتے ہوئے روزہ رکھا اور میں نے عدم دستیابی کی وجہ سے روزہ رکھا میرے ساتھ فقر بھیڑ رہا جب سے میں مصر آیا جیسا کہ میرا ایمان ہو اس کا روزہ تمام لوگوں کا موضوع بن گیا اور میں اپنے روزے کو ایک لای چانتا ہوں اسلام کے لئے برداشت کی ہوئی تکلیف میں ہی چانتا ہوں جو میں نے برداشت کیا اگر میں صریحاً تو وہ میرے بعد زندہ رہے گا مسلمانوں کے مقابلہ میں اس کو زندہ رہنے کا حق ہے کیونکہ انہوں نے دین کو ضائع کیا اور اس جہد کو چار نہیں کیا میرے جیسا آدمی بھوک سے مر جاتا ہے اور کسی کو خبر نہیں ہوتی "کاش کہ ان کا شیخ ہند و شیخ ہوتا۔

مخبر و برے سفر کی مشقت:

(۲۲۷) امام ابو حاتم الرازی طلب علم کے لئے اپنے سفر اور اس میں مشقت و احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم نے سمنند کا سفر اختیار کیا اور چل پڑے ہوا ہمارے سامنے کی جانب سے تھی جس کی وجہ سے ہم تین سمنند میں رہے اور اس کی وجہ سے ہمارا دم گھٹنے کا اور زہر و راکھ ہونے کو تھا معمولی کچھ باقی تھا۔ ہم جب خشکی کی طرف نکلے تو جو باقی ماندہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا اور پانی بھی ختم ہو گیا تین دن ہم برابر پیٹتے رہے اور ہم نے نہ کوئی چیز کھائی اور نہ فی روز نہ ہم صبح سے شام تک پیٹے "جب شام ہو جاتی تو ہم نماز پڑھ کر اپنے آپ کو جہاں کہیں ہوتا ڈال دیتے" بھوک "جاس" تھا کہ انت کی وجہ سے ہمارے بدن ٹھیک اور کمزور ہو چکے تھے

اگلے دن جب ہم سے چلنے کا ارادہ کیا تو ہم میں چلنے کی سکت نہ تھی شیخ مرادی بے ہوش ہو کر گر پڑے ہم نے ان کو بلایا جتنا یا سکن ان کو ہوش نہ آیا ہم ان کو چھوڑ کر چل پڑے ابھی ہم دوسری فرسخ گئے ہوں گے کہ کسی نے ہوش ہو کر گر پڑا میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ برابر چلنے رہے کہ انہوں نے ایک کشتی کو دیکھا جو خشکی کے قریب آ رہی تھی جب کشتی کے مسافر غریب مومنی علیہ السلام پر اتارے تو انہوں نے ان کی طرف اپنی چادر پھائی اور لوگ ان کے پاس آئے ان کے پاس رہتے تین پانی تھا انہوں نے ان کو پانی پلا یا اور ہاتھ سے پکڑا اس نے ان کو کہا کہ میرے ساتھ میرے دونوں ساتھیوں کے پاس جاؤ جو کہ بے ہوش ہو کر گر چکے ہیں میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص میرے چہرے پر پانی ڈال رہا ہے میں نے اسے آگے کھولتے ہوئے کہا کہ مجھ کو پانی پلاؤ انہوں نے پانی کے برتن سے مجھ پر پانی ڈالا اور مجھ میں جان آگئی میں نے کہا مجھ کو پانی پلاؤ انہوں نے مجھ کو کھڑا سا پانی مزہ پلا یا ابھی تک انہوں نے مجھ کو پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا مجھ کو پانی پلاؤ انہوں نے تمہارا سا پانی پلا یا اور میرا پکڑ لیا میں نے ان کو کہا کہ مجھ سے پیچھے بھی ایک شیخ گرے پڑے ہیں ان کے پاس بھی کچھ لوگ تھے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور میں پاؤں ٹھمت رہا تھا اور وہ وقت وہ وقت سے مجھ کو تھوڑا تھوڑا پانی پلاتے رہے ابھی تک کہ وہ مجھ کو اپنی کشتی کے پاس لے آئے اور اتارے میرے ساتھی شیخ کو بھی لے آئے ان کشتی والوں نے ہماری بہت خدمت کی اور ہماری جان میں جان آئی پھر انہوں نے راہِ شہر کے والی کے نام خط لکھا اور ہم کو پانی روٹی اور ستودے دیے ہم چلنے رہے یہاں تک کہ روٹی ستوا اور پانی پھر ختم ہو گیا۔ ہم بھوکے پیاسے سمندر کے کنارے چلے رہے یہاں تک کہ ہمارا گھڑا ایک کبوتر سے چڑھا جو سمندر کے کنارے پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ایک بڑا چھتر اٹھا کر اس کی چھتہ پر دسے مارا اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس سے اڑنے کی زور دی کی طرح کی کچھ چیزیں ٹھٹھا سمندر کے کنارے جو چھپاں پڑی تھیں وہ ہم نے اٹھائیں اور وہ زرد جسم کی چیز ہم نے کھجور سے چٹا شروع کی جس کی وجہ سے ہماری بھوک اور پیاس کچھ ختم ہوئی۔

(۳۳۹) حافظ ذہبی نے "المعبر فی اخبار سن عمر" اور "میزان الاعتدال" میں ۲۸۸ھ کے واقعات میں لکھا کہ اس سال میں حافظ ہارنہ قادیان جو محمد عبدالرحمان بن یوسف بن الخراش

المرادی القلید اوی فوت ہوئے وہ اپنے زمانے کے حافظ تھے ان کے طوٹا اسفار میں مصر اور خراسان کے درمیان بحرین عمان المرادی نے کہا کہ میں نے ابن الخراش کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علم حدیث حاصل کرنے کے دوران انتہائی مجہوری اور زندگی وسعت کی تکلیف کی حالت میں پانچ مرتبہ اپنا شباب بیا۔

اس کی کوہست اس وقت آئی جب وہ بنگلہ جیان میں صلہ علم سے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے جاتے تو راستہ میں سخت پیاس لگی اس مجہوری میں ان کو یہ کام کرنا پڑا۔

نہیں ادا ہو:

(۳۴۰) خطیب بغدادی نے "درج بغداد" اور حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الفقہاء" میں امام محمد بن نصر المرادی جن کا پہلے بھی تذکرہ ہو چکا ہے کے احوال میں دونوں نے ابو عمرو عثمان بن عصفہ الحلبی کی سند سے لکھا ہے کہ محمد بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ میں مصر سے کٹر مردم کے ستر لے کر نکلا میرے ساتھ میری ایک لونڈی تھی۔ میں پانی میں ڈوب گیا اور مجھ سے دو ہزار جز رضائع ہو گئے میں اور میری لونڈی ایک جزیرے میں پہنچ گئے کہ وہاں کسی نے نہیں دیکھا مجھ کو وہاں سخت پیاس لگ گئی میں نے پانی کے لئے بہت کوشش کی لیکن پانی حاصل نہ کر سکا میں نے اپنا سر لونڈی کی ران پر اپنے آپ کو سوت کے حوالے کرتے ہوئے رکھ دیا ایک شخص کوڑھ لے کر آئے اور کہا کہ میں نے بے پرواہی لونڈی نے بھی اپنا کام مکمل کر دیا۔ کہ وہ کہاں سے آیا تھا وہاں کہاں چلا گیا۔

”پانچواں باب“

”اکثر برہنہ رہنا اجنبیت میں مال اور
نفقہ ختم ہونے کے بیان میں“

سفر میں زادِ راہ ختم ہوتا

ان واقعات کو پڑھنے والا یا سننے والا ضرور ان کبار علماء کے حال سے متعجب ہوگا کہ ان کے دلوں نے ان عقیدوں کو کس طرح برداشت کیا جبکہ عام انسان میں تو اس کے سننے کی جانب بھی نہیں لیکن ان کے دل اللہ پر ایمان سے معمور تھے اور اللہ کی جانب سے ثواب اور اللہ کی رضا مندی کا ان کو کامل یقین تھا۔ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی سختی برداشت کر جان کے لئے آسان تھا۔ ایک شاعر نے کہا ہے:

اذا صبح سبک الزود لالکلی حین "وکل الذی فوقی الثواب ثواب"

جب تم میں بچتا ہے سب کچھ سارا ہے مٹی پر جو کچھ ہے وہ مٹی ہی ہے۔

اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث متعارف نہ ہوتی:

(۲۲۸) حافظ دہلوی نے تذکرۃ الحفاظ میں حافظہ چیمہ شیخ الاسلام امام الحدیث حافظ و درایت میں ابو بصرہ شعیبہ بن کاچ الوداعی البصری (۱۰۱ھ تا ۱۸۲ھ وفات ۱۷۱ھ رحمہ اللہ) جن کے بارے میں امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ تھا اس شان میں ایک امت تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث متعارف نہ ہوتی۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے بڑا شہر کا عالم نہیں دیکھا کے احوال میں لکھا ہے کہ عبد الرحمن بن یونس البصری نے کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ابو حدیث کا خطاب بود و عطف ہو جاتا ہے میں نے اپنی والدہ کی سچائی سات دنار میں فروخت کی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المعلل فی معرفۃ الرجال" میں فرمایا: میں تم میں مینہ کے پاس اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے گھر کے چکر بھی فروخت کر دیے تھے۔

قاضی کے پاس متبادل لباس نہیں:

(۲۲۹) امام بخاری کی "اختیار القضاۃ" اور خطیب کی "تاریخ بغداد" میں قاسم ابو عبد اللہ

شریک بن عبد اللہ لکھی انکوئی بیتا زمانہ کے بارے میں لکھا

عربین صبا جان معید احمد اپنی کہتے ہیں کہ میں شریک کے ساتھیوں میں سے تھا ایک دن میں ان کے گھر جلدی آیا تو دھڑ بڑی تھی۔ وہ ایک پستین پہنے ہوئے تشریف لائے کچھ نہیں تھی اور ان پر چادر تھی میں نے ان کو کہا عدالت میں جانے سے آپ کو تھک ہوئی فرمایا میں نے کل اپنے کپڑے دھوئے تھے ابھی تک وہ خشک نہیں ہوئے میں ان کے خشک ہونے کا اصرار کر رہا ہوں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیچہ کر رہا ہوں اس باب میں خدا کرے مجھے کہ اگر حکام موسوی کی اجازت کے بغیر شادی کر لے تو اس کا کیا حکم ہے۔

خلیفہ بارون الرشید کی والدہ جیزمان نے ایک نصرانی بیٹے کو کوفہ بھیجا تھا اس کا رخانے کی عمرانی کے لئے جس میں بادشاہ کے لئے معتقل کپڑا تھا اور راجہ کو قسوسی بنی ہوئی کو لکھا تھا کہ اس کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کی جائے کوفہ میں اس نصرانی کی اطاعت کی جانی تھی۔ اس دن وہ بیٹے کی طرف جانے والی تھی سے ہماری طرف نکل آیا اس کے ساتھ صابون کی ایک جماعت تھی۔ وہ خود ایک خوبصورت عربی نسل گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے آگے ایک شخص کا تھوڑے سے بگڑا ہوا تھا اور وہ کسی انداز کرنے والے کا مشعر تھا جب قاضی شریک پر اس کی نظر پڑی تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے اللہ و طلب کرتا ہوں میرا اس کے بعد قاضی کی امان میں ہونا اس نے قاضی شریک کو سلام کیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ کوڑے کے ٹکڑے اس کی پیٹھ پر تھے۔ اس صرطاب شخص نے قاضی کو کہا کہ میں اللہ کی امان میں ہوں میرا اس کے بعد آجکی امان میں اللہ آپ کی اصلاح فرمائے میں کپڑوں پر نقش و نگار بنائے دلا ہوں اور میری جھکی مزدوری کرنے والا شخص مہینہ میں ایک سو درہم کما تا ہے۔ اس نے مجھ کو پارہا پارہ سے اس کا رخانے میں رکھا ہے مجھ کو صرف کھانا دیتا ہے۔ میرے اصل وصال ضائع اور ہلاک ہو گئے ہیں ایک دن میں اس سے بھانک گیا اس نے مجھ کو آگیا اور میری پیٹھ کا حال کر دیا چوہا کچھ رہے ہیں۔

قاضی شریک نے کہا اے نصرانی اللہ کر اپنے دلی کے پاس بیٹھ جاؤ اس نے کہا ابو عبد اللہ یہ حکم کا غلام ہے آپ اس کو قید کرویں انہوں نے کہا تیری بلانت ہوئے تھو کہ اس کے

قرعہ بیٹھ جاؤ جیسا تم کو کہا جا رہا ہے۔ وہ مظلوم کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ قاضی نے اس سے پوچھا اس کی پیٹھ پر یہ کیا نثارتا ہیں۔ اس نے کہا اللہ قاضی کی اصلاح فرمائے میں نے اس کو ہاتھ سے چند کوڑے لگائے ہیں یہ اس سے بھی زیادہ کا ستم تھا آپ اس کو قید کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

قاضی نے اس کی چادر اتار دی اور اندر سے زہد کا پٹا باندھا ایک کوڑا لائے بکھرا پئے ہاتھ سے نصرانی کے زانہ کپڑے اتار دے اس کو گر بیان سے بگڑا۔ اس شخص کو کہا تم پہنے گھر جاؤ اور نصرانی کے موئے جسم اور چوڑی گردن پر کوڑے مار دے گئے وہ چیخ کر کہتا بائے میری حرمت میں آج کے بعد کسی مسلمان کو نہیں ماروں گا۔ اس سے ساتھیوں نے ارادہ کیا کہ اس کو قاضی کے ہاتھوں سے بچھڑائے۔ قاضی نے وہاں موجود محلے کے نوجوانوں کو کہا کہ ان کو بچا کر قتل خانے لے جاؤ وہ تمام لوگ بھاگ گئے اور نصرانی کو تباہ چھوڑ دیا قاضی نے نصرانی کو مارا۔ نصرانی رو رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا تجھے پتہ چل جائے گا میں تجھ کو تاروں گا۔

قاضی نے کوڑا ہاتھ سے نیچے دینے پر رکھے ہوئے کہا ہاں ابو حفص تم اس غلام کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر شادی کر لے بات اس اعزاز سے شروع کی جیسا کہ تم کہہ ہو ہی نہ ہو۔

نصرانی گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے کھڑا ہوا تو گھوڑا بڑک گیا اور نصرانی کے لئے گھوڑا بکڑنے والا کوئی نہ تھا نصرانی گھوڑے کو مارنے لگا تو قاضی نے کہا تیری حرکت ہو اس کے ساتھ نرمی والا معاملہ کرو۔ یہ تجھ سے زیادہ اللہ کا فرمانبردار ہے نصرانی چلا گیا۔ قاضی نے ہر گھج کو کہا اجمادہ مستر شروع کر جس پر ہم منتظر کر رہے تھے میں نے ان کو کہا کہ ہم کو اس نصرانی سے کیا تھی آج آپ نے اپنا کام کر لیا میں کا انعام بہت برا ہوا آپ کے حق میں قاضی نے کہا خاصش ہو جاؤ اللہ کے حکم کی عزت کرو اللہ تم کو عزت سے نوازے گا وہ مستر شروع کر جس میں ہم تھے۔ نصرانی ابھر کوفہ موسوی بن جیسی کے پاس گیا اس نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا تیرا یہ مشرکس نے کیا وہ بھی فلسفہ میں آ گیا اور اس کی پریس بھی۔ نصرانی نے کہا

شریک قاضی نے میرا یہ مشرک یا میر کو فہ نے کہا اللہ کی قسم میں کلاشی شریک سے تعرض کرنے پر قادر نہیں ہوں نصرانی بعد ازاں چلا گیا اور پھر واپس مڑ کر کوٹ نہ آیا۔

دروازے کا بطور ستر استعمال میں لا تا:

(۲۳۰) "میر اعلم اختلاف" میں ذی بن الحباب انحراسانی الکونی (ولادت ۱۳۰۵ھ) کے احوال میں آیا ہے کہ انہوں نے حصول علم کے لئے شرق جمہود شاہجان سے سفر شروع کیا مصر تک گئے۔ یہی کہہ گیا ہے کہ وہ اندیشہ بھی گئے۔

ان سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کی اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ بہت دان صاحب حیثیت ہیں۔ حدیث کے لئے انہوں نے مصر اور قرمان کے سفر کئے ان سے زیادہ فخر پر مصر کرنے والا کوئی نہ تھا۔ میں نے ان سے کوٹہ اور بغداد دونوں میں کتابت حدیث کی۔ علی بن حرب کہتے ہیں کہ ذی بن الحباب ہمارے پاس آئے اور ان کے پاس کوئی فیضان تھا جو بہت کمزور و بیمار تھا جس میں آسکتے ہمارے داران کے درمیان دروازہ بطور پردہ کے استعمال ہوتا تھا وہ دروازے کے پیچھے بیٹھ کر حدیث بیان کرتے تھے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ابو نعیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

إذا بقت الدنيا على المرأة ذنبه فماتة معها فليس بعدها
و لا بيب کسی انسان پر اس کا دین باقی رہے تو جو کچھ اس سے اس
دین کا فوت ہو جائے اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں۔

میں اپنی نیت تبدیل نہیں کر سکتا:

(۲۳۱) ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن ابراہیم نے "کنز العمال" میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے احوال میں لکھا ہے:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس ۷۵ھ میں منعاجر گئے اور امام یحییٰ بن یحییٰ اس سفر میں ساتھ لایا امام یحییٰ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا عہد الرزاق کے پاس

یمن کی طرف نکلے تو ہم نے حج کیا میں طواف کر رہا تھا کہ یکساں امام عبد الرزاق بھی طواف کر رہے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا اور عرض کی یہ آپ کا بھائی احمد بن حنبل ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اس کو زندہ سلامت رکھے اور جنت قدم رکھے ان کے تمام بہترین کام گھٹک پیچھے ہیں میں نے امام احمد کو کہا۔ اللہ نے ہمارا سڑک کر دیا اور نقد بھی دیا اور ایک مہینہ کے سفر سے ہم واپس گئے۔ امام احمد نے کہا کہ میں نے بغداد سے نکلے وقت نیت کی تھی میں منعاجر کا امام عبد الرزاق سے مل کر اس لئے میں اپنی نیت تبدیل نہیں کر سکتا۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ جب ہم منعاجر کے لئے نکلے تو راستہ میں امام احمد کا رخ چہ فرست ہوا امام عبد الرزاق نے ان کو بہت سے درم دینے چاہے لیکن امام احمد نے انکار کر دیا پھر انہوں نے کہا اچھا یہ قرض لے لو انہوں نے قرض لینے سے بھی انکار کر دیا۔ ہم نے اسے خرچ کیا ان کو کچھ دیا چاہو تو انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا ہم نے ان کی نگرانی شروع کی کہ کفارہ کس طرح کرتے ہیں تو وہ ازار بند کی ملائی کیا کرتے اور اس کی مزدوری سے روز و افطار کرتے تھے۔

امام احمد نے پائی رہن رکھوائی:

(۲۳۲) "مشکی" کہتے ہیں کہ جب امام احمد یمن میں تھے تو انہوں نے ایک دوکاندار کے پاس پائی رہن رکھوائی سلیمان بن داؤد الشاذلی کوئی کی سوجرگی میں اور دوکان دار سے ضرورت کی اشیاء لیا کرتے تھے پھر وہ یمن کی رقم لے کر آئے پائی واپس لینے کے لئے تو دوکاندار نے ان کے سامنے دو ہاتھیں رکھیں اور کہا کہ آپ کی پائی ان میں سے کون سی ہے۔ انہوں نے کہا مجھ پر تیز کرنا مشکل ہو گیا ہے مجھ کو اختیار ہے پائی اور اس کے یمن کی رقم میں۔ شاذلی نے دوکاندار کو کہا کہ تم نے ایک مٹی اور پیر کا ٹھنڈا کر دیا ہاتھ اس میں دیکھو تو ایک سی جیسی ہوئی یمن دوکاندار نے ایک پائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کی پائی ہے۔

مجھ کو کسی سے کچھ قبول کرنے کی عادت ہی نہیں:

(۲۳۳) "قاضی ابن ابی مصلیٰ نے" طبقات الخلفاء میں اور ابن الجوزی نے "طبقات الخلفاء" میں امام احمد کے شیخ امام عبد الرزاق بن یحییٰ کے احوال میں لکھا ہے کہ عبد الرزاق

نے ایکہ دن امام احمد بن حنبل کا ذکر شروع کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پڑے اور فرمایا کہ امام احمد ہمارے پاس دو سال سے کچھ عمر مر رہے ہیں اس انٹیم میں کو پتہ چلا کہ ان کا فرقی ختم ہو چکا ہے میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور دو دروازے کے پیچھے کھڑا کر دیا وہاں ہمارے غلام دوسرا کوئی نہ تھا۔ میں نے ان کو کہا میرے پاس بھی دو دروازے نہیں ہوتے جب ہم ان کی فروخت کرتے ہیں تو اس رقم کو کسی کام میں لگا دیتے ہیں خواہ جس کے پاس مجھ کو کسی دروازہ مل گئے ان کو آپ اپنی ضروریات میں صرف کر دیں مجھے امید ہے کہ یہ ابھی آپ کے پاس ختم نہیں ہوئے ہوں گے کہ ہمارے پاس کوئی دوسری چیز تیار ہو جائے گی کہتے ہیں کہ مجھ کو امام احمد بن حنبل سے کہا کہ اگر مجھ کو کوئی سے کچھ قبول کرنے کی عادت ہوتی تو میں ضرور آپ کا یہ مال قبول کرتا۔

پھر ابن الجوزی نے اسحاق بن راہویہ کے احوال سے نقل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب امام احمد امام عبدالرزاق کے پاس جانے کے لئے نکلے تو راست میں ان کا خرچ ختم ہو گیا۔ تو انہوں نے شہر بانوں کے ساتھ حوری پر اپنے آپ کو لگا دیا یہاں تک کہ مضطرب ہو گئے ان کے ساتھ اصحاب نے ان کی مدد کرنی چاہی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔

نائبانی کو جو تپاں دے دیں:

(۲۳۳) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ”البدایہ والنہایہ“ میں امام احمد بن حنبل کی ان مختصر کا ذکر کیا ہے جو ان کو یمن کے سفر میں پیش آئیں۔ فرمایا کہ امام احمد تحصیل علم کے لئے یمن میں مقیم ہو گئے۔ ایکہ دن ان کے کپڑے گم ہو گئے تو انہوں نے اپنے کپڑے کے دروازے بند کر دیے اور اندر بیٹھ گئے۔ جب ان کے ساتھیوں نے ان کو قید حاضر پایا تو ان کے گھر پر چھا احوال معلوم ہو جانے کے بعد ان کی خدمت میں پہنچ کر چاہا۔ انہوں نے سوائے ایکہ دینار کے کچھ قبول نہ کیا۔ دو بجی اس شرط پر کہ اس دینار کے بدلے ان کو کتاب لکھ کر دیں گے۔ احمد بن سنان داسلی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ امام احمد نے یمن سے جاتے وقت اپنی جوتیاں ایک تان یا کوبے دی تھیں ان دونوں کے عوض جوتیوں نے اس سے لی تھیں۔

امام بخاری کی خالیت:

(۲۳۵) خلیفہ بغدادی نے ”تاریخ بغداد“ میں امام بخاری کے بارے میں لکھا ہے کہ عمر بن حفص الاشقر نے کہا کہ میں نے بصرہ میں جب کی دن امام بخاری کو سنی سے غیر حاضر پایا تو ہم ان کے گھر گئے ان کو ہم نے بے ہوش حالت میں پایا۔ ان کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو چکا تھا کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا۔ ہم تمام ساتھیوں نے پندرہ گز امام بخاری کے لئے کپڑے خرید کر ان کو پہنا دئے۔ اس کے بعد وہ ہمارے ساتھ تباہت حدیث کے لئے جانے لگے۔

میں صرف پانی پیتا:

(۲۳۶) تاج الدین ابن اسکی نے ”طبقات الشافعیہ“ لکھ کر ”اور ابن حجر نے فتح الباری کے مقدمہ ”حدیث الاساری“ میں امام بخاری کے احوال میں لکھا ہے کہ امام محمد بن حاتم اوراق بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مستقلاً آدم بن ابی ایاس کے پاس گیا۔ میرا سفر فرقی ختم ہو گیا تھا یہاں تک میں زین کی گھاس پھوس کھانے لگ گیا تھا وہ میں نے کسی کو اس کی خبر نہ کی جب تیسرا دن ہو گیا تو ایک شخص آیا جس کو میں جانتا نہ تھا۔ اس نے مجھ کو بتا دیا کہ کیا قبیلہ ایادہ اور کہاں اس پہنچا اور فرقی کر

۷۷

(۲۳۷) حافظ ابن ابی حاتم الرازی اپنی کتاب ”المرج و المنع“ میں اپنے والد امام ابو حاتم محمد بن ادريس الرازی کو طب علم میں جو تپاں در پیش آئیں گے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں بصرہ میں میرا شہر میں رہا میرے دل میں تھا کہ میں ایک سال دیوں گا۔ لیکن میرا فرقی ختم ہو گیا تو میں آجستہ آجستہ اپنے دل کے کپڑے فروخت کرنے لگ گیا یہاں تک کہ فروخت کرنے کے لئے کپڑے بھی نہ رہے اور میں بغیر خرچ کے ہو گیا میں اپنے ایک دوست کے ساتھ شہر کے پاس جا رہا تھا۔ شام تک ان سے سنا کر رہا۔ میرا دوست چلا جاتا اور میں بالکل خالی اپنے گھر واپس آ جاتا۔ سخت بھوک ہوتی لیکن میں صرف پانی پیتا رہتا۔

تھا اس کے بعد وہ ہم کو گوشت کھانے لگے پھر ہم نے ان کے ہاں سے جانے کا ارادہ کر لیا جب ہم جانے لگے تو انہوں نے ہم کو ڈار اور ڈاڑھیاں تک کہ ہم مصر میں داخل ہو گئے۔

دن کو پڑھائی رات کو کتابت:

(۲۳۸) حافظ دھمی نے "الجزیر" میں اور حافظ ابن حجر نے "تہذیب المعیذ" میں حافظ یعقوب بن سلیمان الفارسی الخوصی کے احوال میں لکھا ہے کہ ابو اسحاق بن عزہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یعقوب بن سلیمان نے کہا کہ میں تیس سال سفر میں رہا ہوں۔ سفر کے دوران ہی سفر فریق تم پر گیا میں رات کو پابندی کے ساتھ کتابت کیا کرتا تھا اور دن کو پڑھا کرتا تھا ایک رات میں چراغ کی روشنی میں بیٹھا گھر ہاتھ سرد پاؤں کا موسم تھا میری آنکھوں میں پانی آ رہا تھا مجھے کچھ کھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں علم کے فوت ہونے اور شہر سے دور ہونے کی وجہ سے رونے لگ پڑا مجھے اس حالت میں نیند آ گئی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے مجھ کو آواز دی یعقوب تم کیوں رو رہے ہو میں نے عرض کی حضرت میری نگاہ فطرت ہو گئی ہے اور اس وجہ سے جو چیز مجھ سے فوت ہو رہی ہے اس کا مجھ کو غم ہے۔ آپ نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ۔ میں آپ کے قریب ہو گیا۔ آپ نے میری آنکھ پر ہاتھ مبارک بھرا جیسے کچھ پڑھ رہے ہوں پھر میں جاگ گیا اور وہ نسل سے کر میں نے لکھنا شروع کر دیا امام یعقوب کی ولادت ۵۷۵ھ میں ہوئی انہوں نے ۵۸۹ سال کی عمر پائی۔ درمیانہ۔

روزانہ چودہ ورق کی تھنیف:

(۲۳۹) حافظ دھمی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں اور تاج السبکی نے "طبقات الشیعہ الکبریٰ" میں امام محمد بن جریر طبری (ولادت ۲۲۴ھ وفات ۳۲۰ھ) کے احوال میں لکھا کہ انہوں نے ۶۷ سال کی عمر پائی ان کے بارش کو پہنچنے کے بعد سے وفات تک کے ایام ان کے ستارہ نے گئے پھر ان کی تصانیف کے اوراق ان ایام پر تھیم کئے تو ہر دن چودہ ورق آئے۔ امام ابن جریر کے شاگرد ابو محمد عبداللہ بن احمد بن جعفر انصاری کہتے ہیں کہ امام ابن جریر اللہ کے

معاہد میں کسی کی حاضرت کا خیال نہیں کرتے چاہے کتنی تکلیف ان کو نہی جاتی۔ اہل علم ان کے علم زبداً دینا سے بے رشتی اور اسی پر قوت جو وہ ان کے لئے ان کے والد نے طبرستان میں پہونڈا تھا کے سحر نہ تھے۔

فرمایا کہ محمد بن جریر نے بارہ برس کی عمر میں ۲۲۹ھ میں آمل سے سفر طبرستان کیا تھا۔ والد نے ان کو سفر کی اجازت دی اور ان کے والد ان کو زندگی بھر ایک شہر سے دوسرے شہر کی مختلف چیزوں کی طرف متوجہ کرتے رہے میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ والد صاحب کی طرف سے پہنچنے والے نرسے میں تاخیر ہو گئی تو مجھ پر راجھ کا بلی قمیص کی آستین کھول کر بنگی پڑی اس زمانہ میں خواہر و سرور قمیص کی آستین الگ سے یصلوں کے ساتھ لگائے جاتے تھے۔

ایک درم پر عینہ مگر گزراہ:

(۲۴۰) حافظ دھمی "تذکرۃ الحفاظ" میں حافظ ابو بکر عبداللہ بن امام حافظ ابو داؤد اکتبتانی (ولادت ۲۲۳ھ وفات ۳۱۰ھ درمیانہ) کے احوال میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب میں کوٹہ میں داخل ہوا تو میرے پاس ایک درم تھا۔ میں نے اس ایک درم کا تین منہ لوہا خرید لیا۔ میں پہلی کوہیا تھا ہا اور کوٹہ کے محدث عبداللہ بن سعید الکندی سے کتابت حدیث کرتا رہا جب کوہیا ختم ہونے کو آئے تو اس وقت تک میں ان سے تیس ہزار موقوف اور مرسل احادیث لکھ چکا تھا ان احادیث کے لکھنے میں مجھ کو آٹھ سو دو سو روپے کا خرچہ لگا۔

ایک عینہ میں تیس ہزار کتابت:

(۲۴۱) خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں اور حافظ دھمی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں امام شیخ القضاہ وادھد شین ابو محمد بن محمد ابو بکر قانی شیخ بغدادی (ولادت ۳۳۵ھ وفات ۴۳۵ھ درمیانہ) کے بارے میں لکھا ہے۔

برگانی فرماتے ہیں کہ جب میں اسفرہین میں داخل ہوا تو میرے پاس تین دینار اور ایک درم تھا۔ مجھ سے دینار تو کم ہو گئے اور صرف ایک درم باقی رہا وہ درم میں نے ان باقی کو دے دیا۔ میں روزانہ اس سے دو روپے لیتا اور ہر شین احمد سے حدیث کا ایک جڑ کر

جامع مسجد میں چلا جاتا اور عقلاً دیکھ اس کو لکھ کر قاری کر دیتا۔ ایک مہینہ میں میں نے میں جڑو لکھ لئے اور ان ہائی کے پاس جو ترجمہ قرآنی تھی وہ بھی تم کو بتائی اور میں نے اس شہر سے سڑ کر لیا۔
آبرو کی حفاظت کے لیے قہر کا اظہار نہ کرتا:

(۲۴۲) خطیب بغدادی کی "تاریخ بغداد" اور سعدی کی "الانساب" میں امام علیہ قاضی ابو العباس احمد بن محمد بن عبد الرحمن قاہرہ کی "بغداد فی شافعی فقہ" (داؤد سنہ ۳۵۵ھ) وقایع ۳۵۵ھ (مرصاد) کی سوانح میں آیا ہے۔

کہ انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور چارے سے شرفی بغداد اور مدینہ منورہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ موسم کی اپنی اقامت کا چارے درس دیا کرتے تھے۔ اور جامع منورہ میں ان کے لڑکا کا معلق ہوا کرتا تھا۔ وہ اچھے اور عقلاً اور جلی مرتبہ تھے، فصیح اللسان تھے۔ اشعار بھی کہا کرتے تھے۔

عبد اللہ بن احمد نے اپنے سامنے بیان کرنے والے کے حوالے سے ذکر کیا کہ قاضی ابو العباس قاہرہ کی صاحبزادی نے اور اکثر افتخار دی اور تنگ سے کرتے تھے وہ فقیر تھے لیکن با مردہ تھے۔ پورا موسم سرما انہوں نے اس حالت میں گزارا کہ وہ پہننے کے لئے ایک بے کے ناکہ نہ تھے لیکن اپنے احباب کو لکھا کرتے تھے کہ میں کسی جمہوری کی وجہ سے جہنم میں مل سکتا احباب اس جملہ سے مراد کوئی باری لیتے اور ان کی مراد فقہرائی، آبرو کی حفاظت اور مردہ کی وجہ سے اظہار نہیں کرتے تھے۔

کیا میں حدیث پر غرض لوں گا:

(۲۴۳) حافظ طہاوی نے "فتح البصیر" شرح الفیہ اللہ بٹ" میں کہا کہ معین اللہ بن الہارک اسقلی نے کہا کہ ابو الفتح محمد بن علی الدجانی بغدادی بغداد میں تھے لیکن تھے بڑی وسعت والے صاحب وسعت تھے، مہور شخصیات میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ایک وقت میں زمانہ ان پر گردش کے ساتھ میران ہو گیا۔

میں ایک جماعت کے ساتھ آگئی خدمت میں سماع کے لئے گیا تھا وہ بیمار تھے۔ ہم ان

کے پاس بیٹھ گئے وہ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے ان پر ایک جہ قاضی کا اکثر حصہ آگ سے جل چکا تھا ان کے پاس ایک درم کے مساوی چیز بھی تھی انہوں نے مجھے کھانا کھا اور ہم نے اپنی حرص کے مطابق حدیث چھی بھر ہم اچھے کھڑے ہوئے انہوں نے ہمارے اکرام میں بہت شفقت اٹھائی جب باہر نکلے تو میں نے اپنے ساتھیوں کو لکھا کہ آپ کے پاس کچھ ہے جو ہم شیخ پر عرض کریں وہ اس پر آمادہ ہو گئے انہوں نے پانچ شیخ سونا بیچ کیا میں نے ان کی صاحبزادی کو بلا کر سونا اس کو دے دیا اور خوشتر کھڑا ہوا تا کہ شیخ کو حوالہ کرنے کا حال معلوم کر سکوں جب صاحبزادی اندر گئی اور مال ان کے حوالہ کیا تو انہوں نے اس کو ایک چھپرہ مارا اور بیچ کر کہا کہ بھری رسولی کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر غرض لوں گا میں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ نکلے پانچ کھڑے ہوئے اور کچھ آواز دی کہ ہمارے درمیان جو احترام کا رشتہ ہے آپ ضرور واپس آجائیں میں جب واپس آ گیا تو فرماتے لکھ گیا تو مجھ کو اور اصحاب حدیث کو رسوا کرنا چاہتا ہے موت میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے جب سونا اس جماعت کو واپس کیا گیا تو انہوں نے بھی قبول نہ کیا اور اس کو صدقہ کر دیا۔

(۲۴۴) حافظ دہلی نے "تذکرۃ الکفایہ" میں امام حافظ جمال ابو علی حسن بن علی البغلی

الوٹھی (وفات ۵۷۲ھ) درمیانہ) کے احوال میں لکھا ہے کہ دہلی نے ایک دن کہا کہ میں نے علم حاصل کیا سماع کیا سفر کیا اختیارات برداشت میں ذلت اٹھائی۔ پھر میں دہلی میں واپس آیا۔ دہلی میں علمدار کی ایک بستی ہے۔ کسی کو میری قدر نہ ہوتی اور جو میں نے حاصل کیا تھا وہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا میں نے سوچا کہ میں مر جاؤں گا اور میرے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے گا اور مجھ پر کسی کو رحم بھی نہ آئے گا۔ اللہ نے میرا معاملہ آسان کر دیا اور نظام الملک کو قیاسی غلطی کہ انہوں نے دہلی میں درسد قائم کیا اور مجھ کو یہاں اغوا یا اور اب میں حدیث کی تعلیم دیتا ہوں۔

میں مسلمان میں ان سماع سے سماع حدیث کرتا تھا کہ مجھ کو نقد کی جلی ہو گئی تھی دن میں بھر کھاتے پیتے رہا۔ میں کھینچے بیٹھا تو اس سے بھی عاجز رہا۔ کھانے کا میں ایک تان ہائی کی دکان پر گیا اور قریب بیٹھ گیا تا کہ روٹی کی خوشبو سے قوت حاصل کروں پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قوت حاصل کر دیا وہ کھولے۔

اپنے زمانے کے بلا شرکت غیرے امام کا حال:

(۲۳۵) شیخ السبکی نے "طبقات الشافعیہ الکبریٰ" میں امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی (وفات ۵۷۲ھ رحلتہ) کے سوانح میں لکھا ہے۔

کہ وہ اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے شافعیوں کی ان کا مد مقابل نہ تھا۔ ابو العباس الجرجانی نے کہا کہ ابو اسحاق الشیرازی دینا سے کسی چیز کے مالک نہ تھے ان پر فخری انتہا ہو چکی تھی یہاں تک کہ ان کے پاس پیسے کا لباس اور کھانے کے لئے روٹی نہیں ہو سکتی تھی۔

بلکہ ان کے ایک کوچہ میں دور بانٹ پڑے تھے۔ ہم ان کے پاس آیا کرتے تھے اور یہی برہنہ ہونے کے جانور سے پورے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ آدھا کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو جائے۔

(۲۳۶) کہا گیا ہے کہ جب ان کو بغیر کھائے چنے کئی دن ہو جاتے تو وہ اپنے ایک دوست جو لوگیا فروخت کیا کرتا تھا کے پاس چلے جاتے وہ لوگیا کے پانی سے ان کے لئے شربہ بنا کر بعض مرتبہ پیا ہوا کہ جب ابو اسحاق پیچھے تو وہ لوگیا فروخت کر کے فارغ ہو چکا ہوتا تو یہ تھوڑی دیر کھڑے ہو کر واپس ہو جاتے اور کہتے اس طرح واپس لوٹنا نقصان دہ ہے۔ امام ابو اسحاق الشیرازی نے خود یہاں شاعر کیے۔

سألت الناس عن حبل وحي . فقلوا ما الهی هذا سبيلی "

میں نے لوگوں سے اونچی محبت والے دوست کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس غلہ رسائی کی کوئی تکلیف نہیں۔

تمسک ان ظفرت بمذیل حمز " فان العشر فی الدنيا قليل "

اگر ہو سکے تو کسی شریف آدمی کے ہاتھ کو پکڑ لو اس سے کثیر فائدہ نیاں ملیں گی۔

مشترک قیص اور عمار:

(۲۳۷) تاریخ ابن الجوزی نے "ذیل تاریخ بغداد" میں اور تاریخ الدین السبکی نے "طبقات الشافعیہ" میں امام بنیہ شافعی قاری محدث عابد زاهد ابو الحسن علی بن احمد بن الحسن بن محمود بن ابی یوسف (وفات ۵۷۲ھ رحلتہ) کی سوانح میں لکھا ہے۔

کہ وہ نبی کو اور جس چیز سے مالک ہوتے اس میں بھی اہل بیت اور قیامت پر دستِ اشع اپنے علم پر عمل کرنے والے تھے بہت جو علم کے حافظ عابد فقیہ کثیر التصانیف تھے ان کی تصانیف حدیث فقہ زہد میں اور مختلف علوم و فنون میں پچاس سے زائد تھیں مسعانی نے کہا ہے کہ ایک قیص اور عمار ان کا اور ان کے بھائی کا مشترک تھا۔ جب ایک گھر سے باہر جاتا تو ہمیں لیتا اور دوسرا گھر کے اندر بیٹھا مسعانی کہتے ہیں کہ میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا۔ جب میں ان کے گھر چلی بن مسکین الخرقوی و اعطی کے ساتھ گیا تھا اور ہم نے ان کو برہنہ حالت میں صرف ایک تہینہ میں پایا تھا تو انہوں نے معذرت کی اور کہا کہ جب ہم کپڑے دھو لیتے ہیں تو ہم قاضی ابی یوسف الطبری کے قول کے صدق ہو جاتے ہیں۔

قوم افغا غسلا و اقب جملہہم . لبسوا البیوت الی فراق الغافل .

وہ ایسی قوم ہے کہ جب وہ اپنے زیارت والے کپڑے دھو لیتے ہیں تو

دھونے والے کے فارغ ہونے تک وہ گھر کو ہمیں لیتے ہیں۔ (یعنی یہی

برہنہ ہونے کے ان کا گھریں ان کا لباس ہو جاتا ہے)

ایک گھٹی تلی کے لیے چاہا ہوں:

(۲۳۸) حاتم بن حمی نے "سیر اعلام النبلاء" میں امام تہودہ عابد زاهد و اعلا ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن علی بن مسلم القرظی البکری الترمذی وارد بغداد و مشائخ روا کے دادا کے احوال میں لکھا۔

ان کی والدہ ۱۲۵ھ میں ہوئی اور سن پانچ سو کے بعد بغداد آئے وہاں انہوں نے

وقت اور امر بالمعروف شروع کیا۔ مفسکین بادشاہ اس کو برداشت نہیں کر سکا تھا قاضی بہت اکر توجہ بھی ہوتی تو وہ اس کو ضرور کہتے کہ اللہ کے معاملہ میں وہ کسی کی ملامت کی پروا نہیں کیا کرتے تھے وہ نئی قاضی فقیر سلطان کے نقش قدم پر چلنے والے نئی تھے۔

دلبر بھی بن سیرا کہتے ہیں کہ میں تک کے پاس بیٹھا ہوا وہ کوئی چیز چاہا رہے تھے میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ کھانے کے لئے کوئی چیز میسر نہ آئی تو ایک مصلیٰ تلی کے لئے چاہا شروع کر دی۔

انہی الشایعہ کہتے ہیں کہ علم عربیت اور اصول میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا مختلف علوم میں انہوں نے تکریم جو سب سے زیادہ تصانیف کیں عمر کا کوئی حصہ بھی انہوں نے ضائع نہیں کیا ۵۵۵ھ میں ان کی وفات ہوئی رحمتہ تعالیٰ علیہ۔

میرے لیے ناستہ لیجے آئیں:

(۶۳۹) شیخ عبدالفتاح ابو فزہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھ بھی فقہ کے فہم ہونے کا معاملہ کئی مرتبہ پیش آیا کہ طلب سے میرے گھروالوں کی جانب سے جو خرچہ آتا تھا اس میں تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ میرے پاس صرف ۱۲ قرش مصری رہ گئے یہ بصرات کا دن تھا میں نے ناستہ نہیں کیا کیا اور کلاس میں بغیر کھانے سے چلے جایا گیا جب کلاس سے واپس ہوا تو کھانے والوں سے پہلے معظم میں چلا گیا تو لکھنؤ کے خادم جلد کھانے کو میرے پاس آئے اور ایک عظیم شے کی وجہ سے انتہام کر لے لائے۔

جب میں کھانے کے لئے بیٹھ گیا تو میں نے غلام اپنے آپ کو مر بیٹھ کر کیا اور ان سے شروع ہوا اور وہی طلب کی معظم میں یہ سب سے سستا کھانا تھا پھر میں معظم سے نکلا وہی اچھی خاصی بھوک باقی تھی اور میرے پاس دس قرش باقی رہ گئے تھے جب میں اپنے رہائشی گھر میں آرام کے لئے گیا تو میری پڑوسی خاتون نے فرمایا بیچا ہوا پانچ قرش اور حار طلب کئے۔ میں سو گیا جیسا کہ میں بھوکا ہی نہ ہوں یا میرے گھر میں سو گیا کہ جھوٹی فوج کے ساتھ ناستہ کروں گا جس پر چار دانہ میرا گندارا اچل جائے گا اور کچھ پیسے بھی بیٹے جائیں گے جب صبح ہوئی

تو میں اپنے کمرے کے لان میں نکلا تو میرا ایک شامی ساتھی جو ایک مسکین شخص تھا اور میرے کمرے سے تقریباً پچاس میٹر دور سکونت پزیر تھا نے میری طرف اشارہ کیا کہ میرے پاس کچھ پیسے ہیں۔ میں نے اشارہ سے کہا کہ صرف پانچ قرش (پیسے) ہیں اس نے اشارہ سے کہا کہ مجھ کو ناستہ کے لئے پیسے چاہئے میں نے بھی اشارہ سے اس کو کہا کہ مجھ کو بھی ناستہ کرنا ہے یہ پیسے جس تہذیبی طرف پھینک رہا ہوں تم اس پر میرے لئے اور اپنے لئے قول اور روٹی خرید کر لے آؤ میں نے اس کی طرف دو پانچ قرش پھینک دیے اور اس انگار میں بیٹھ گیا کہ اب جلد ہی ناستہ آئے والا ہے۔

پھر میں اپنے کمرے میں آ گیا اور انگار پر انگار کرتا چلا گیا لیکن کوئی بھی نہ آیا بعد کی نماز کا وقت قریب آ گیا اور میں نماز بعد کے لئے چلا گیا پھر واپس آ گیا اور ہفتہ کی بیچ تک بغیر کھانے سے رہا پھر میں کانٹا چلا گیا بھوک کے اثرات میرے پیچھے سے نظر آ رہے تھے میرے بعض مہربان ساتھیوں نے جب پوچھا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے میں نے کہا کچھ بھی نہیں انہوں نے کہا کہ تمہارا چہرہ بدلا ہوا نظر آ رہا ہے اس لئے تم کو ضرور مٹلا دینا چاہئے گا اور انہوں نے میری حالت جاننے پر اصرار کیا میں نے اپنے دونوں بھوک کی حالت ان کو بتلا دی وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور میری مہمانی کی اللہ ان کو عزت بخشنے اور کچھ قرش بھی مجھ کو دے دیا پھر میرا خرچہ بھی آ گیا اللہ نے وسعت عینہ کردی اورفاقہ فہم کر دیا۔

دین کی حفاظت کے لیے ہجرت:

(۲۵۰) اس حادثہ کے بعد میرے شہر طلب سے میرا فری آ گیا۔ میں نے اپنے شیخ امام استاذ زہد انکوشی جو دولت عثمانیہ میں شیخ الاسلام کے وکیل تھے اور جنہوں نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے ترکی سے قاہرہ کی طرف ہجرت کی (۱۲۸۹ھ) ۱۲۹۱ھ وفات پائی ۱۳۱۱ھ رح اللہ) کو اپنا یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے میرے دل کے اطمینان کے لئے ان کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان فرمایا میں نے ان سے جوتا تھا آج تین سال بعد صرف اپنے حافظہ کے زور پر لکھ رہا ہوں

شیخ کوڑی نے فرمایا کہ جب میں دمشق میں مقیم تھا تو کتبہ ظاہر نے جس مطالعہ کے لئے سال بھر مصنف ہا۔ پہلے میں ہوئی میں رہا پھر بخرق کم چڑ گیا تو میں نے اور میرے ایک ترکی ساتھی نے ہوئی کی جست پر کم کر لیا کہ ایک کرمہ شہر کے طور پر لے لیا پھر میں بالکل فقیر ہو گیا۔ تعمیر کے ساتھی میری امداد اپنے اس قہوڑے سے اخراجات میں کرتا رہا۔ ہمارا کھانا چٹا مشترک تھا۔ پھر دو مہی میری طرف فقیر ہو گیا اور رزق کی تلاش کے لئے وہ عاجز رہنے لگا اور میں بھوکا بڑا سا بڑا رہتا میرے پاس ایک درم بھی نہ تھا کہ کچھ کھا سکوں۔

میں پہلے دن کی صبح کتبہ ظاہر نے حسب عادت گیا لیکن بغیر کچھ کھانے پہنچا پھر اپنے کمرے میں رہا اس آگیا۔ سخت بھوک کی حالت تھی۔ اگلی صبح میں پھر اپنے کمرے میں اسی حالت میں بڑا رہا۔ دوسرے دن پھر کتبہ چلا گیا۔ تیسرے دن بھوک بہت سخت ہو گئی جبکہ میرا کمرہ میں بیٹھنے کی وجہ سے بھوک کی شدت مجھ کو زیادہ پریشان کر رہی تھی اور علم کے ساتھ مشغولیت تکلیف کو بھگاد رہی تھی۔

جب میں ظہر کے بعد اپنے کمرے کو آنے لگا تو مجھے کے اس دوکاندار سے ہوتا ہوا آیا جس کے پاس میں نے اپنے اچھے دوست کتابت کا چھ چھوڑا تھا اور اس کا پتہ اپنے اصحاب کو دیا تھا اس نے مجھ کو بتایا کہ ڈاکہ آیا تھا اور اس کے پاس ایک رجمی جلیں تھیں وہ ذات خود آپ کے حوالے کرنا چاہتا تھا۔ میں بھوک پیاس اور کمزوری کے ساتھ ڈاکانہ چلا گیا تو وہ خط شیخ رشید حوالی کر دیا جو کہ میری کتابوں کے عالم تھے کا قہانہوں نے استیصال سے میرے لئے یہ خط مختار بنایا چار ماہ قبل ارسال کیا تھا اور اس خط کے ساتھ ایک چیک تھا میں نے (میں مصری سکے ہے) یہ چیک بھی اس عرصہ میں استیصال اور قہارہ کے درمیان خط کے ساتھ آجاتا رہا میری عدم موجودگی میں اور قہارہ کا پتہ نہ ہونے کی وجہ سے یہاں تک کہ میرے بھوک کی شدت کے تیسرے دن وہ مجھ کو مل گیا۔ میں نے چیک کی رقم لی مجھ پر اور میرے کمرے کے ساتھی پر ایک وقت کے لئے وسعت ہو گئی۔

ان مصیبتات کے جیسے کا سبب شیخ حوالی کی جانب سے یہ ہوا جیسا کہ بعد میں قہارہ میں ملاقات کے وقت انہوں نے بتایا کہ ایک دن اپنے گھر واپس آئے۔ راستہ میں انہوں نے

میرے جسم کی پچھلی خریدی وہ پیر کو کھانا کھایا اور میں ان کو یاد آ یا کہ میں اپنے ملک اور اصل وصال سے دور ہوں اور اپنے گھر سے صرف ایک جواز کیڑوں کا لے کر نکلا تھا کہ تو واپس جاسکتا ہوں اور نہ آجھانے کی امید ہے اور نہ میرے پاس کچھ ہے۔ انہوں نے یہ چیک مجھ کو ارسال کیا تھا اور انھوں نے حسب وقت پر وہ مجھ کو مل گیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لطف و کرم پر اللہ کا بہت بہت شکر ہے۔

شیخ عبدالفتاح کا واقعہ:

(۱۲۵۶) عبدالفتاح داؤدہ کہتے ہیں کہ میری طالب علمی کے دوران مجھ کو جو واقعات پیش آئے ان میں ایک واقعہ میرے آخری تعلیمی سال قہارہ سے واپس چلے پھر طلبہ جاتے ہوئے عرصہ ۱۳۵۷ء میں پیش آیا جب میں حیفا شہر پہنچا وہاں وقت انگریزوں کے زیر تسلط تھا۔ میں نے دمشق جانے والی گاڑی کی انتظار میں راستہ گذاری وہ گاڑی صبح جاتی تھی جبکہ میں نے بڑی گاڑی میں ٹکٹ لے لیا تھا اور ساتھ قرش مصری میں سے ٹکٹ کے ادوار کے تھے اور اگلی صبح کی انتظار کے لئے میں ہوئی چلا گیا میرے پاس صرف ۶۵ قرش باقی تھے جو بھوک کا کرایہ اور گاڑی کا کرایہ تھا کھانا کھانا جب میں صبح گاڑی کے وقت پر آیا تو اراکین نے مجھے دھانے سے انکار کر دیا کیونکہ میرے کس میں سامان تھا اور وہ کس کتابوں کے بھی مجھے ہوئے تھے میرے ساتھ قرش اس میں تھا کہ وہاں لوٹا دے میں نے اس کو کہا کہ تم کو وہ کھولیں گا زائد کرایہ دیتا ہوں لیکن وہ نہ مانا اور جو سامان گاڑی پر لا دیا تھا وہ بھی اس نے آ کر راستہ میں رکھ دیا اس نے گاڑی چلا دی اور میری عرض پر اس نے توجہ نہ دی میں سڑک پر ہی کھڑا رہا جس بڑی گاڑی کا ٹکٹ میں نے لیا تھا وہ صرف ایک مہینہ رہ گیا تھا جاتی تھی لیکن کو تاخیر اور اتنی پریشانی ہوئی جس کو اندھی بہتر جانتا ہے۔

مجھے ”حیفا“ کے ایک شخص نے دیکھا کہ میں گاڑی میں سوار ہونے کے لئے ڈرائیور کی منتِ حاجت کر رہا تھا اور وہ مجھ کو چھوڑ کر چلا گیا ”میرے میرانی کے اور بغیر کسی چیز کے یہاں کئے“ اس شخص نے میری پریشانی اور غم کو دیکھا تو کہا ”شیخ پریشان نہ ہوں یہاں سے دوسری گاڑی بھی

دشمن جاتی ہے یہ چھوٹی گاڑی روزانہ جاتی ہے آپ اس میں چلے جائیں۔ اس نے کبھی منگوائی تاکہ ہم اس بس سینٹر پر چلے جائیں۔ جب ہم سینٹر پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ گاڑی ٹکڑے کے بعد دو بجے جائے گی اور اس کا کرایہ ۲۵۰ قرش ہے جبکہ میرے پاس اس وقت صرف ۱۲۵ قرش تھے میں نے ان کو کہا کہ ۱۲۵ قرش مجھ سے اب نہ لو اور باقی وصال جا کر لے لینا انہوں نے قبول کر لیا ۱۲۵ قرش میں نے ان کو دے دئے اور دو بجے کے اندھا دھن باز مار گھومنے پھرنے چلا گیا جب میں دو بجے وہاں پہنچا تو کبھی کے غار میں مجھ سے مت چپا رہے تھے جبکہ سڑک مقررہ وقت بھی قریب ہے اور اس کبھی کے وقت کا اہتمام اور انتظام بھی مشہور تھا ان کے جال منول اور مت چپا نے نے مجھ کو شک میں ڈال دیا پھر مجھ کو پتہ چلا کہ چندک میرے علاوہ ان کے پاس دشمن کی کوئی دوسری سواری نہیں۔ جبکہ اس میں پانچ سوار ہیں ہوتی ہیں۔ پھر اس گاڑی کے مقررہ وقت سے آدھ ٹھنڈ زائد ہو گیا۔ میں بار بار ان کو وقت کی پابندی اور اپنی پریکٹائی سے آگاہ کرتا رہا کہ ایک اس کبھی کا ٹکڑے کا کام اب دوسرے شخص تھا۔ وہ جب اندر داخل ہو گئے تو یہ ٹکڑا اصرار کرتے ہوئے کہ میں نے ان کو اپنے معاملہ سے آگاہ کیا انہوں نے فوراً غار میں گاڑی کو لائے تاکہ وہ صرف مجھ کو دشمن پہنچانے کا کہا۔ تاکہ کبھی کی وقت کی پابندی کی روایت پر قرار رہے انہوں نے گاڑی کو لائی اور صرف میرا سامان گاڑی پر لاوا۔ میں نے ان کا شعر یہ ادا کیا اور تعریف تو صیغہ کی۔ پھر انہوں نے اپنے بیروں سے جانے کے لئے گاڑی منگوائی اور مجھے کہا کہ کیا آپ میرے ساتھ بیروں سے جانے کے لئے سوار ہوں چاہے ہیں۔ بیروں سے ہماری جگہ گاڑی دشمن جانے والی ہو اس میں آپ دشمن چلے جائیں میں نے کہا مجھ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کو صرف اپنے لئے گاڑی کی مشقت میں ڈالیں نہیں چاہتا گاڑی میں نے میرا سامان دشمن والی گاڑی سے اتار کر بیروں سے جانے والی گاڑی میں رکھ دیا۔

جب ہم انگریزوں کی عبور جگہ "الان قورہ" پہنچے تو وہاں نو عیوں اور بارڈر پر چھین میں کاروں کی کھینچ تھی۔ یہ جگہ بہت سخت اور تھیں وہ ہر جگہ کو دیکھتے اور مسافر کی ہر کتاب کو کھول کر دیکھتے میرے پاس دو بڑے بڑے کیسے کتابوں کے تھے میرا دل فخر سے بھر گیا جو تکلیف

مجھ کو ان سے ہونے لگی۔

جب چیک پوسٹ اور دفتری عمل کاروں نے میرے سامنے اب دوسرے شخص کو دیکھا وہ ان کے پاس بھی ایک صاحب حیثیت اور معتبر شخص تھے میرے احساس کے مطابق تو انہوں نے سامان اور کتابوں کی کھینچ میں ذرا ترقی دلا سوا دیا۔ انہوں نے میرے کپے صرف کھولے اور پھر بند کر کے اور ہم "الان قورہ" سے بیروں کے ساتھ نکل گئے۔ اگر یہ معتبر شخصیت میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں ان کی کھینچ کا سامان کر سکتا تھا میں نے ان کے ساتھ ہونے کا شعر یہ ادا کیا جب ہم بیروں سے پہنچے تو مغرب کی نہ کوئی فریاد نہ تھی۔ رہتا تھا "مخلصین" کبھی کی کوئی گاڑی دشمن کے لئے سڑک کرنے والی نہ تھی۔

میں نے دفتر کے ذمہ دار کو کہا کہ حسب وعدہ آپ میرے دشمن کے سفر کا انتظام کریں اس نے مجھ کو کہا مجھے انہوں سے کہ اس وقت دشمن جانے والی کوئی گاڑی نہیں ہے اور آپ کے علاوہ کوئی دوسرا مسافر بھی نہیں ہے اس لئے آپ ہماری معذرت قبول کریں اور ہٹنا کر یہ ہم نے آپ سے وصول کیا ہے یہی میں ہم آپ کا سفر براہ کرتے ہیں مزید کا مطالبہ نہیں کرتے۔ میں نے کہا جلدو میں اپنے معاملہ پر فخر کرتا ہوں۔

میرے پاس ایک بھری گاڑی نہ رہا بیروں سے میرا کوئی بچان والا بھی نہ تھا۔ جہاں سے مجھ کو قرش کی بیروں سے آتی تھی۔ یہی سوتی و پتھر میں تھا کہ وہاں کہاں سواروں کا اور کل سڑک پر کروں گا۔ میرے پاس کوئی چیز پانی بھی نہیں۔ میرا دم گھٹ رہا تھا اور مجھ پر بہت فہم و غم سوار ہوا چلا پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک رستہ کھول دیا۔

مجھے یاد آیا کہ میرا ایک ترقی پر بیروں سے ہمیں میرے اور مرص ہو گیا میری اس سے ملاقات بھی نہیں ہوتی تھی کوئی گھبراہٹ سے اس کے رہنے کی جگہ مجھے معلوم نہ تھی۔ میں اس جگہ کو دھن میں یاد کرنے لگا جس میں وہ رہا تھا پھر میں پتے پتے مغرب کے کافی دیر بعد وہاں پہنچا وہ بہت چپاک سے سڑک اور میری آمد پر بہت خوش ہوئے۔

جب ہم جگہ گیا تو انہوں نے مجھ کو کہا کہ میرے پاس دوسرا دشمنی سکہ "لیرا" میں کافی دیر سے میں ان کو دشمن بھیجتا جا رہا ہوں لیکن کوئی میری خبر نہ آیا۔ کیا آپ دو ساتھ لے

جائیں گے۔ میں نے کہا بہت خوشی سے بچاؤں گا۔ میں نے وہ رقم ان سے لی اور بے فکر ہو کر سو گیا۔ صبح مجھے کوئی فکر نہ تھی۔ تمام تر غلطیاں اس ذات کے لئے ہیں جو اپنے بندوں کو کسی حالت میں بھی نہیں بھولتا اور وہی ہے جو اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے وہ صبریان اور بندوں کے حال پر خبردار ہے۔

(۲۵۲) شیخ زہدہ الکھڑی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے بھارت میں سخت غربت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ تین دن اچھ پر بغیر کھائے پئے گذر گئے۔ تیسرے دن راستہ میں مجھ کو ایک فلسطینی ملے۔ میں نے فلسطین کے علاقہ کی مجلس میں اس کو ایک بھٹکا دیکھا تھا۔ اس نے ایک اچھی مقدار مال کی میرے سامنے پیش کی اور اس کو قبول کرنے کے لئے الحاج ذہابی کرنے لگا میں نے اس کی زیادہ منت سماجت اور اپنی سخت بھوک کی وجہ سے اس سے وہ رقم وصول کر لی۔ میں اس شخص کا نام بھی نہیں جانتا اور اس کے بعد آج تک اس کے ساتھ میری ملاقات بھی نہیں ہوئی کہ میں اس کو اس کا اچھا بدلہ دے سکوں۔ ہمارے شیخ کوثری رحمہ اللہ صحیح معنوں میں زہدہ تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے کہ اگر ان کے پاس کچھ موجود ہوتا تو بیکار کرتے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صبر و شکر کرتے تھے اللہ ان پر رحم فرمائے اور صابرین کا اعلیٰ مقام ان کو مرحمت فرمائے آمین۔

”چھٹا باب“

”کتابوں کی عدم دستیابی کے بارے میں“

قاضی جرجانی کی محبوبیت کتاب

(۲۵۳) شیخ ابو الحسن علی بن محمد طبرستان قاضی الجرجانی کتاب کی محبوبیت اور کتاب کے ساتھ زندگی کی لذت کو بیان کرتے ہوئے اپنے بارے میں فرماتے ہیں جیسا کہ "وفیات الامیاء" میں ان کی سوانح میں لکھا ہے

ما تطفئت لذة العیش حتی صرت للیبث والکتاب جلیساً
میں نے زندگی کی لذت اس وقت تک محسوس نہیں کی جب تک کہ میں گھر
اور کتاب کا ہم نشین نہ ہوں۔

لیس شیء عندی احرّ من العلم وما ابغی سواہ انیساً
علم سے زیادہ کوئی چیز مجھ پر گراں نہیں اور اس کے علاوہ میں کوئی دوسرا
محبت والا نہیں چاہتا۔

انما القل فی مصالطبة الناس . فدهمهم وعش عزیزاً ولیساً
لوگوں کے ساتھ میل جول میں لذت ہے ان کو چھوڑ دو اور لذت کے ساتھ
برادری کی بے گزاری۔

میرا مشوق چراغ ہے:

(۲۵۴) امام غزالی فقیرِ ادیب، شاعر ابو الحسن محمد بن قاسم بن زکریا ابراہیمی جن کا پہلا گویا تذکرہ ہو چکا ہے۔ زندگی کی غلیظوں کی اور خوشی کی شکایت کرتے ہوئے پھر فرماتے ہیں کہ میرے تمام دکھوں اور غموں کا دوا دینی اور میری لذت کی لذت اور میرے نفس اور روح کی تسکین ان کتب میں ہے۔ جن کے پاس آ کر میں زندگی گزارتا ہوں فرماتے ہیں جیسا کہ "وفیات الامیاء" میں ان کی سوانح میں ہے

وقلوا کیف حالک؟ قلت عیر . تقضى حاجة وتلوث حاجی.

انہوں نے کہا تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے کہا بھر ہے کہ حاجت پوری کرتا ہے اور حاجت مند کو نجات دے۔

اذ لا دحضت هموم الصدر قلنا عسىٰ يوافقك نهار افراح" جب میرے چہرے کے غم زیادہ ہو جاتے ہیں تو ہم کیسے چیر غریب ہے وہ دن جب یہ نازکی ہوں گے۔

ندیمی ہزنی وانہی نفسی دفاکری و معشوقی السراج" میری ملی میری دوست ہے اور میرے غم کا محبوب کتابیں اور میرا معشوق چراغ ہے۔

یہ اور اس سے پہلے والا واقعہ ہمارے سامنے ان علماء کی تصویر پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو علم کے ساتھ مقید کیا ہوا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کتاب کا کم ہو جانا یا کتاب کی عدم دستیابی ان کے نزدیک ایک بہت بڑی مصیبت ہے کہ نہیں ہوتا اور بہت سارے علماء کرام کا ذہن بروقت کتاب پر اوندھار بننے کی وجہ سے متحیر ہو گیا تھا۔ کتابیں ضائع ہونے سے ذہن متحیر ہوتا:

(۲۵۵) یہ مصرعے قاضی دھندلہ عبد اللہ بن سعید ہیں (ولادت ۷۶۵ھ وفات ۸۱۷ھ) حدیث کی روایت اور حفظ کے تمام ۶۹۹ میں کتابیں مل جانے کی وجہ سے اسے غم زدہ ہو گئے تھے کہ بکراں کی احادیث میں وہم اور تدلیس کا قلم ہونے لگا کتابوں کے مل جانے سے پہلے چلے جوں جوں نے ان سے علم حاصل کیا تھا ان کا علم قوی تھا ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں علم حاصل کیا جیسا کہ دھکی کی "تذکرۃ الحفاظ" اور ابن حجر کی "تہذیب المعجم" میں ان کی سوانح میں آیا ہے کہ جب ان کی کتابیں مل گئیں۔ تو امام لیث بن سعد مصری نے ان کی غمخواری اور مصیبت کو ہلکا کرنے کے لئے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے۔

(۲۵۶) حافظ بخاری نے "فتح الباری" میں فرمایا ہے کہ ابو جاب لیث بن داؤد الشافعی نے بڑے حفاظ حدیث سے اسے فتح ۲۳۴ھ میں وہبمان میں فوت

ہوئے۔ فوت ہونے کے بعد بھی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ سنانہ و تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ کریم نے میری مطلق فرمادی ان کو کہا گیا کہ کیوں؟ کہ میں وہبمان کے راستہ پر جا رہا تھا کہ بارش آگئی اور میرے پاس کتابیں تھیں۔ میں کسی چھت یا سایہ یا درجہ کے نیچے بھی نہ تھا۔ میں کتابوں پر اوندھار ہو گیا یہاں تک کہ گھبراہٹ ہوئی اور بارش بھی ختم ہوئی۔ دوسرے صبا کے ساتھ اللہ نے اس کے سبب میری مطلق فرمادی۔ وہ بار بار طبیعت آباد نہ ہوئی:

(۲۵۷) دور یہ امام احمد بن حنبلہ بن علی بن احمد بنی امام بخاری کے استاد ہیں جن کی ولادت ۱۹۱ھ میں اور وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی۔ جن کے بارے میں خطیب بغدادی نے کہا کہ یہ اس صنعت کے نقشبند اور طبیب ہیں اور اصحاب حدیث کی زبان اور ان کے خطیب ہیں انہوں نے عظیم کتاب "المسند" مختلف طرق پر تصنیف کی اور بعد ازاں ان میں اس احادیث کو بلا متعاب جمع کیا پھر مائیکہ اسلام کے خطوط شریک جو کہ تین برس پر مشتمل تھا پھر اپنے شہر بصرہ واپس آئے اور اپنی مراد کو دیکھا کہ کثیرے اس کو لکھا ہے ہیں اور اس کا کام تمام کر چکے ہیں۔ یعنی مصنف کی زندگی میں کتاب مرتب ہو گئی۔

خطیب نے "سوانح بغداد" میں لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے "المسند" مختلف طرق کے ساتھ تصنیف کی پھر اس کو کاغذوں میں لکھوا دیا حتیٰ المقدور اس متعاب سے کام لیا اور اپنی محنت میں اس کو بند کر لیا پھر جو پرورش ہوا جب میں مرسے واپس آیا تو ایک دن اپنے گھر کے کھانے کے کھانے کے لئے گیا۔ میں نے جب اس محنت کو حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ بخاری معظم ہو رہا تھا میں نے جب اس کو کھانا توڑ دیا تب تک نے اس میں تھک کر اس کو کھانا دیا تھا اس کے بعد میری طبیعت اس کو گھٹنے پر آباد نہ ہوئی۔

بخاری کی وجہ سے برکت نہ ہوئی:

(۲۵۸) امام الصری ابو منصور محمد بن احمد الشافعی المعروف (ولادت ۲۸۴ھ وفات ۳۴۰ھ درمناں) کی کتاب "تہذیب المعجم" کے مقدمہ میں آیا ہے۔

کہ حنفیہ میں خلافت میں ابو عمرو و عمر بن خذ و یاءمر دی (وفات ۲۵۹ھ) ہیں۔ ان کو علم کے ساتھ ایک سچا کا ذکر تھا۔ آغاز شباب میں انہوں نے عراق کا سفر کیا انہوں نے احادیث نکلیں۔ ابن الاعرابی وغیرہ اصل لغت سے انہوں نے لغات کی اور مختلف طرق سے انہوں نے شعراء کے دو ادب کا سامع کیا۔

اور ابو عمرو و المصنفانی ابو الزید انصاری ابو حبیہ و اور فراء کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ انہوں نے لغات کی۔ ان میں ملاز یافتہ ابو حاتم ابو یوسف ابو جعد بن مسلم ابن عاصم اور ابو حسان وغیرہ شامل ہیں۔ پھر جب خراسان واپس ہوئے تو نصر بن مسلم اور یحییٰ بن اسطر کے اصحاب سے ملے اور بہت کچھ ان سے حاصل کیا۔

انہوں نے بڑا ہمت میں سکونت اختیار کی اور لغت میں ایک عظیم المصنف کتاب تصنیف کی جسکی ترتیب حروف پر تھی اور ابتداء صرف جنم سے کی۔ جیسا کہ ابو یزید ابراہمی وغیرہ حضرات جو ان سے ملے ہیں نے بھی ذکر فرمایا۔ انہوں نے بہت اچھی اور سیر حاصل بحث کی لیکن اشعار و خواہد اور کثرت روایات اور حدیث اور اکثر لغت سے انہوں نے بحث کو طول دیا ہے اور مفسرین سے روایت فقیر اور غریب لفظ بحث کی بہت ساری اشیاء سے ان کو سیر کیا کہ حنفیہ میں ان سے کوئی ان سے سبقت نہیں لے جاسکا اور ان کے بعد ان کے بھی ان کی چالی نہ مل سکے۔

جب انہوں نے کتاب عمل کی تو اپنی زندگی میں اس سے کام لیتے ہوئے انہوں نے اپنے طالب علموں کو کتاب کھول کر نہیں۔ جس کی وجہ سے جو کام انہوں نے کیا تھا اس میں برکت نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ اپنے راستہ پر چلے اپنی فوت ہو گئے ان کے در شاہ داروں نے کتاب حد حصہ کر کے تعبیر کر لی۔ ان کا ایک در شاہ دار یعقوب بن الیث انجو کی ہضما کے پاس آ گیا تھا۔ اس نے بعض امور بھی ان کے حوالہ کر دئے تھے اور قاسم کی طرف ان میں ان کے ساتھ آ گئے۔ لیکن وہ مضر و حصر میں کتاب کو اپنے سے الگ نہیں کیا کرتے تھے۔

پھر جب یعقوب بن الیث نے عراق کی سر زمین پر بغداد کے قریب "سب بنی ملان" نہر کے قریب پڑا ۱۱۵۱۱ اور اپنی فوج وہاں ڈال دی اور اپنی فوج کے کچھ کچھ لوگوں کے ساتھ بادشاہ الموفق اور اس کے ساتھیوں سے ملنا چاہتے تھے۔ تو شری بغداد آیا بی بی خیمہ وہاں میں

خطبائی آئی تو فوجیوں کے ساتھ وہ کتاب بھی خرق ہو گئی۔

میں نے اس کتاب کے ابتدائی کچھ اجزاء اور بھی بن قصورہ کے لکھے ہوئے دیکھے ہیں نے اس کے ابواب کی تحقیق کی میں نے اس کو انتہائی کمال پہ پایا۔ انشا اللہ عمرو کی مطلق فرمائے اور ان کی لغت کو کساح فرمائے۔ علم کے ساتھ کمال فیر محبوب اور فیر مہارک ہے۔

کاغذ کے لیے کپڑے فروخت کرتا:

(۲۵۹) عبدالرحمان بن ابی حاتم کی "مقدمہ المخرج والتعادل" میں امام ابو زہرہ عبداللہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی حاتم (ولادت ۲۰۵ھ وفات ۲۶۹ھ رحمانہ) کی سوانح میں ہے

عبدالرحمان نے کہا کہ میں نے ابو زہرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں ریل سے ۲۴۰ھ میں دوسری مرتبہ نکلا اور ۲۴۰ھ میں واپس آیا یہ ستر پانچ سال کا تھا۔

میں نے ابتداً سچ سے کی پھر میں مصر چلا گیا اور مصر میں پندرہ ماہ رہا۔ میں نے ابتداً میں ارادہ کیا تھا کہ حقوڑے سے عرصہ قیام کروں گا۔ لیکن جب وہاں میں نے علم کی کثرت اور کثرت اعتقاد کو دیکھا تو قیام کی مدت بد حالی میں نے کتب شافعیہ کی جامع کا عزم نہیں کیا۔ لیکن جب میں نے قیام کا فیصلہ کر لیا تو پھر میں نے کتب شافعیہ کے بڑے بڑے علماء کا پتہ لگایا تو انہوں نے ۲۵۱ھ اور ۲۵۲ھ میں میرے ساتھ میرے لئے ان کتابوں کا لکھنا طے کیا۔ میں نے ان کا کاغذ دے دئے۔ میں نے دو کپڑے دہنی والے مصر سے اپنے سلاطین کے لئے خریدے تھے جب میں نے کتابیں لکھوائے کا ارادہ کر لیا تو کپڑے سے سے پھر ساتھ اور ہم میں فروخت کر دئے اور اس اور ہم کا کتب شافعیہ کے لئے کاغذ خریدا۔ پھر میں شام واپس آ گیا مصب خفا وہاں قیام کیا پھر میں جزیرہ آ گیا اور وہاں قیام کیا پھر میں ۲۵۳ھ کے آخر میں بغداد آیا پھر کوٹھ گیا وہاں قیام کیا پھر بعد از یادہ و شیخان اور عبد اللہ افغانی سے کتابت کی۔

پھر تقریباً مرتبہ تھے میں میں نے شام عراق اور مصر میں چار سال اور چھ ماہ قیام کیا مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کبھی اپنے ہاتھ سے ہندی یا کالی ہو۔

کتاب کا ضائع ہونا راہِ صواب کا گم ہو جانا ہے:

(۲۶۰) "علم قداماً" میں امام ابوعلی حسن بن احمد نقاشی القوسی قادس کے شہر لہا کی طرف نسبت اور پھر بغدادی اپنے زمانہ میں علوم عربیت میں یکرا (دلائل ۳۸۸) وفات کے بعد ۳۸۸ھ میں آجائے۔

علاء بن خنی نے کہا کہ کچھ کوٹیاں ابھی نے جان کیا کہ یہ اسلام بغداد میں آگ ملک ملی تھی اور وہ آگ بصریوں کے تمام علوم کو مٹنے لگی تھی۔

فرمایا کہ یہ تمام علوم میں نے اپنے خط سے لکھے تھے۔ میرا جو صندوق پہل گیا اس میں امام محمد کی کتاب الفرائض کے نصف حصہ کے علاوہ اور چھ مجھے نہیں ملا۔

اس غم پر قلی اور توقیت کے لئے میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم دوزخ کی وجہ سے دو ملائکہ میں سے کسی سے بات نہیں کی پھر میں بصرہ کی طرف آ گیا اور غلبہ فکر کی وجہ سے ایک عرصہ تک میں جیسے بھولا ہوا اور حیر رہا۔ ہاں: کتاب کا ضائع ہونا راہِ صواب کا گم ہو جانا ہے باکت اس کے لئے جس نے کتاب ضائع کی ہو۔

(۲۶۱) "فصلی کی" "لغات الراوا علی ابی انارہ" میں محمد بن یحییٰ بن سوئی اطلوی القاسی شریف رضی (دلائل ۳۵۹) وفات ۳۵۹ھ سے ۳۶۰ھ) کی سوانح نہیں آجائے۔

رضی اصل علم اعلیٰ و ادب میں سے تھے۔ یحییٰ بن یزید بن داؤد کے والد تھے اور اہل حق بن یحییٰ نے ان کے مجموعہ میں لکھا ہے کہ وہ مجھے جو انہوں نے ان کے بیچ کئے بعض مجموعوں میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ مجموعہ ان سے قادس کے سنہ کے دوران پوری ہو گیا تھا اور مرتے دم تک نہیں ملا۔

پھر یہ مجموعہ اصحابان شہر کے وقف میں ملا اور پھر جب سعید بن قتیبہ حبان طبرہ اوی اصحابان گیا تو وہ مجموعہ ہاں اس کو مل گیا۔ اس نے اپنے قلم سے ایک جلد لکھی۔ سعید کے خط کے علاوہ اور اس کا لکھا ہوا کچھ کوٹیاں نہیں ملا۔

عجیب حکایت:

(۲۶۲) "حسن الحدیث ابن عثکان نے اپنی کتاب "وفیات الامیاء ابی انارہ الخربان" میں شریف مرتضیٰ ابو القاسم علی بن طاہر کی سوانح میں ایک عجیب حکایت لکھی ہے جو ابو الحسن القاسی علی بن احمد بن سلک القالی "حدیث ادب شاعر" (وفات ۳۳۸ھ و مراد اللہ) کو پیش آئی۔ خطیب ابو زکریا یحییٰ بن علی خریزی نے صفحہ ۱۷۱ پر کہا کہ ابو الحسن علی بن احمد بن علی بن سلک القالی۔ ادیب کے پاس ابن زبیر کی کتاب "الصحیحہ" کا ایک نہایت ہی عمدہ نسخہ تھا ان کو اس کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ تو ساتھ درم میں وہ نسخہ ان سے ابو القاسم شریف المرتضیٰ نے خرید لیا۔ جب اس نے اس کی ورق گردانی کی تو ابو الحسن القالی کے خط سے لکھے ہوئے اشعار اس میں پائے۔

قست بها عشرين حولا وبها قطل وجدی بعنھا وحیی

میں اس کے ساتھ تیس برس باؤس رہا اور پھر فروخت کر دیا۔ میری تکلیف اور میرا شوق اس کے بعد زیادہ ہو گیا۔

وما کان علی اتنی سالیھا "ولو حلفنی فی السجون دیونی"

میں نے اس کے فروخت کا کمان بھی نہیں کیا تھا اگرچہ قرضوں کی وجہ سے مجھ کو ہمیشہ میں مل رہا تھا۔

ولکن لضعف وانظار وحسد علیہم "تسهل شؤنی"

لیکن ضعف فقر اور پھر بے بچوں کی وجہ سے ان کی حالت پر میرے آنسو پڑے۔

فقلت ولم املک سوا فی عیرتی "مفالة مکرری اللوات حزی"

میں نے اپنے پیچھے لگنے والے آنسوؤں پر قاریاں پاتے ہوئے ایک بات کی

ولقد نخرج الحاجات یا فم مالک "کر انم من وب بہن صنی"

اہم لک بھی ضرورت محروم رہا کیونکہ شغل رہتا ہے۔ جس نے اس کی کتب کیا وہ بیکش ہوتا ہے۔

انہوں نے یہ اشعار پڑھنے کے بعد وہ نسل ان کو دیکھ کر دیا تھا اور پھر بھی چھوڑ دئے۔
(۲۶۳) ابو الحسن افغانی کے یہ لطیف اشعار ہیں، باب کی موافقت کی وجہ سے میں ان کو ذکر کرتا ہوں کہ ان کا تعلق علم اور علماء کے ساتھ ہے ان کے کچھ اشعار ابن الاثیر نے "اکالیف" میں ۱۱۱۱ھ کے حوادث میں ذکر کیے۔ اس سال قالی کا انتقال ہوا تھا اور یا قوت الحموی نے "معجم فاوہ" میں ان کے احوال میں ان کے اشعار کا تذکرہ کیا ہے۔

لما تبليت المجالس اوجها غير الفين عهدت من علمتها
جب اہل مجالس نے چہرے تبدیل کر لئے سوائے ان کے جو جملہ تھے۔
ورأيها محفوفة بسوى الاثني "كانوا ولا صلو وها وقاتها"
میں نے اس کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں کے علاوہ دوسروں سے دعا کرتا تھا جو
اس کی صدارت اور آنگن کے مالک تھے۔

انشدت بيتا سائرا متقدما والعين قد شرفت بجاري مائها
میں نے شعر پڑھا جو پہلے سے زبان زد تھا اور آٹھ کا جاری پہلی ہنگ گیا۔
واما البقاء فانها كحماهم "وارى نساء التخي غير نساها"
جیسے تو نے کچھ عجموں کی طرح ہیں اور عجموں میں تو جس جہاں کے کسی نہیں
تھیں۔

ان کے بہترین شعر میں سے یہ بھی ہے

تصلوا للشرس كل موقوس بلبه نسفى بالظلم الممزوس
ہر بزدل والا ہے خوف و ترس کے لئے بیٹھ گیا اور اس کا نام نہیں اور وہ ترس
رکھا جائے گا۔

فحق لا هل العلم ان يمتثلوا بهب فليم شاع في كل مجلس

اہل علم کا حق ہے کہ وہ اس پرانے شعر سے قشیل کریں جو ہر مجلس میں
مطہر ہے۔

وقد هزلت حتى بدلت من ظلمة كلالها وحس مسامها كل مطلب
وہ کزور ہو گیا یہاں تک کہ کزوری سے اس کی لالچ لالچ کا ہر ہنگی اور ہر
غریب سے اس کی قیمت لگائی۔

(۲۶۴) یا قوت الحموی کی "معجم البلدان" اور دھمی کی "تذکرۃ العلماء" میں حافظ ابو
ذکر یا بخاری کی سوانح میں آیا ہے۔

دام حافظ جلال ابو ذکر یا عبدالرحیم بن احمد بن نصر التیمی البخاری حافظ یکاد زمانہ
(والادۃ ۳۸۴ھ بخاری میں) وفات ۳۹۱ھ مصر میں (درمناض) بخاری سے لکھے اور بخاری
خراسان عراق شام یمن مصر اور مصر فریقہ میں ساری کیا کندل اور بلا و طرب میں گئے وہاں کے
شیوخ سے کتابت کی جو ان سے مقام و مرتبہ میں کم تھے ان سے بھی آپ نے احادیث لکھیں
اور مرتے دم تک احادیث لکھتے رہے۔

امام ابو عبداللہ الحسین بن الحسن ابی علی جزو الحسینی ابو محمد بن احمد بن
الشیخ طلال الفارسی تمام الرازی عبدالقاسم بن سعید لا زوی المصری اور بہت حضرات سے
جن کا تذکرہ باعث خلوات ہوگا۔ آپ نے افتاد حدیث کیا۔

اور ان سے عبدالوہاب بن عبد اللہ بن ابی الجہان (جو ان کے شیخ بھی تھے) اور فقیہ نصر
المقصدی ابو شرف بن علی المصنف اور جمیل بن حسن المادری اور ابو عبداللہ محمد بن احمد الرازی اور
بہت سارے دوسرے حضرات سے روایت حدیث کی۔

آپ نے مصر میں سکونت اختیار کی۔ ابو الفتح نصر بن ابیہم المقصدی سے جان کیا کہ
انہوں نے فرمایا کہ بخاری میں میرے چودہ ہزار اجزاء ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں جا کر وہاں
سے لے آؤں مصر کے خوراکہ میں اس کا انتقال ہوا ہے۔ کئی حشر تم قبروں کے اندر ہیں۔

کتاب فروخت کرنے پر تاسف:

(۲۶۵) امام شیخ ابو الحسن علی بن محمد بن عیسیٰ بن ابی حمزہ (المعروف اللہ العبد المذنب) نے فقہ اور مجاہد شریعتی کا بیانیہ فروخت کر دیا۔ انہوں نے کہا:

قالت و بدت صفحة، كالشخص من تحت الضاع

اس نے اپنے سر پہ لٹکا کر چادر سے نیچے کرتے ہوئے کہا

بدت الضائع وهي آخر ما يباع من الضائع

تو نے کتابیں فروخت کر دیں اور یہ تو ہمارے سامان کی آخری چیز تھی جو فروخت کر دی گئی۔

میں نے اس کو جواب دیا۔ میرا ہاتھ میرے منہ پر تھا اور پھٹ رہا تھا۔

لا تعجبى ما رأيت 'فمن في زمن الضائع'

جو تو دیکھ رہی ہے اس پر تعجب نہ کر، اس لئے کہ ہم اپنے ضائع ہونے والے وقت میں ہیں۔

امام غزالی کے حفظِ علم کا واقعہ

(۲۶۶) تاریخ اسکی نے "طبقات الصوفیۃ البکری" میں امام غزالی رحمہ اللہ کی سوانح میں لکھا ہے کہ امام اسحاق اسکی کہتے ہیں کہ میں نے امام غزالی کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم پر ادا کر دیا گیا۔ نور بآذن نے عمار سب چکھ لیا اور چلے گئے۔ میں ان کے پیچھے ہو گیا تو ان کے سر پر ہانے لگے کہ کیا تمہاری ہانکت ہو وہاں پہلے جاؤ اور نہ ضائع ہو جاؤ گے میں نے کہا میں تجھ سے اس ذات کے واسطے سوال کرتا ہوں جس سے سلامتی کا سوال کیا جاوے کہ میری تعلیمات تجھ کو دلائل کوادود و قہار سے نفع کی چیز نہیں۔

اس نے مجھ کو کہا کہ تمہاری تعلیمات کیا ہیں؟ میں نے کہا اس تجیلے میں کچھ کتابیں ہیں۔ میں نے اس کی سلام کے لئے کتابت کے لئے اور معرفتِ علم کے لئے ہجرت کی وہاں پہنچا اور کہا تو کس طرح معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم نے یہ تجھ سے لے لیں تو تو بالکل خالی رہ گیا ہے پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ تھلا اس کو وہاں نہیں کرو۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ایک بولنے والا تھا۔ جس نے میرے معاملہ میں میری رہنمائی کی۔ میں جب طوفان پہنچا تو میں نے اپنے آپ کو قہار کر کے تین سالوں میں تمام تعلیمات حفظ کر لیں اور اس حال پر آ گیا کہ اگر کہیں ڈاک بڑ جائے اور وہ سب کچھ لے جائیں تو میں بغیر علم کے نہ رہوں گا۔

(۲۶۷) امام زونگی نے "اعلام" میں شاعر ابو یوسف لیبب ابو الخضر بن عبد اللہ بن عبد القادر کی القنی عرف ابن تلامس الاسکندری قاضی زہری (ولادت ۵۳۲ھ وفات ۵۹۶ھ) رحمہ اللہ کی سوانح میں لکھا ہے۔

کہ وہ ثانی چہ کے بحر احمر کے ساحل کے عیذاب کے مقام پر اکٹرا آیا کرتے تھے اور ۵۹۶ھ میں وہ عدل میں داخل ہوئے پھر بعد سے سندری راستہ پر تہمت کی فرض سے سزا کیا ان کی کشتی جزیرہ دھلک یا دھیک مقام کے قریب چٹمان سے ٹکرا کر کچھڑ میں ڈھنس گئی۔ جزیرہ میں یمن اور حبش کے درمیان یہ پانی چوٹنے کی جگہ ہے۔ ان کے پاس جو مچھلیاں اور دھنیاں تھیں

اس کا ایک گٹ خالص ہو گیا۔

انہوں نے شروع رجب میں جب ابو بکر الصدیق جوہن کا وزیر تھا کو بارہ مصلوں کا ایک خط لکھا۔ اس خط کے بعض فقرے جو اس مقام کے مناسب ہیں وہ یہ ہیں
خزہ کے سرحد کی جانب سے میراثوں کا حصہ جارہا ہے ان سرحد کی جانب جو بکر گرجیں
ساحل میں اور وہ دستار جو بکھٹ ساحل میں بھیل گیا 'فرخ اور موج ہم کو بار بار رہے تھے
یہاں تک کہ ہمارے سوال اور مال کو انہوں نے متاثر کر دیا۔

ہاں ایک باغی فتنی گویا اور گٹ بہت زیادہ ہے۔ جرہ و دھک میں سلطان مالک
بن ابی اسعد اور ہم کو مل گئے۔ اس نے پکڑے اور گندم میں دھاری لگا دی۔ میرے پاس کتابیں
تھیں مسترد کرنے ان کو مٹا دیا۔ نہ کوئی شعر بچا نہ زلفت اور نہ ٹخنیں العاصیہ کے درج ان کے علاوہ
اور کچھ نہیں بچا پانی سے تر تو وہ بھی ہو گیا تھا اور میرے تمام اشعار خالص ہو گئے اور گرجیا میری فخر
سے ان کا بوجھ۔ میں غاصد کی اصلاح اور حاسد کی ہدایت سے خالی نہ ہوا۔

(۲۶۸) قاضی ابن خلکان نے "وفیات الاعیان" میں ابو محمد حاتم ابو محمد سعید بن
الہبارک الخوی بلند ادوی (ولادت ۳۹۳ھ وفات ۵۶۹ھ حرارہ) کی سوانح میں لکھا ہے
کہ وہ اپنے زمانہ کے سیویہ ہے علم کو محسوس ان کی مفید تصانیف ہیں پھر ابن خلکان نے
لکھا ہے کہ ابو محمد نے پھر بلند اور چھوڑ دیا اور مصل چلے گئے وزیر جمال الدین اسفہانی جو حکومت
میں بہت مشہور تھے انہوں نے ان کا بہت اچھا استقبال کیا اور ایک عرصہ تک یہاں کے ہاں مقیم
رہے۔

ان کی کتابیں بلند ادویں رہ گئی تھیں۔ ہرے بلند ادویں اس سال سلاب آیا تو انہوں نے
پھر بلند ادو کا سفر کیا کہ اگر کچھ کتابیں مجھ مل جائیں تو ان کو اپنے پاس لے آئیں۔ انہوں نے
دیکھا کہ کتابیں تمام غرق ہو گئیں ہیں۔ ان کے گھر کے پیچھے چار اصاف کرنے کا ایک کارخانہ
تھا وہ بھی غرق ہو گیا تھا۔ وہاں سے پانی بہہ کر ان کے گھر کا تارہا۔ سلاب آنے کی وجہ سے
کتابیں اتنی تلف نہیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ کارخانہ کے پانی کے سبب ہوئیں انہوں نے ان کے
تفصیل میں صرف کردی تھی۔ جب کتابیں اس محل میں ان کو دی گئیں تو ان کو یہ کہا کہ ان کو

خوشبو کی دھونی دو۔ ایک دوائی جس کو ان کہتے ہیں انہوں نے اس دوائی سے اس کو دھونی دی۔
کتاب خالص ہونے کی مصیبت:

(۲۶۹) علماء کے مصائب میں سب سے بڑی مصیبت کتاب کا خالص ہو جانا ہے۔ ایسی
ایک مصیبت ساسر بن محمد جو شیخ و شہر اور اس کے قلعہ کے امیر تھے پر نازل ہوئی یہ بہت بڑے
بہادر اور اپنے زمانہ کے ادیب عالم تھے (ولادت ۳۹۸ھ وفات ۵۸۴ھ میں ہوئی حرارہ)
ان پر یہ مصیبت ۵۹۶ھ سے پہلے عادل بادشاہ نور الدین محمد حرارہ کی زندگی میں
نازل ہوئی۔

امیر اسامہ نے اپنی کتاب "الاشہار" میں اپنی مختصر سیرت اور تاریخ جمع کی ہے اور اس
میں اپنی عمر کے اس دور کا بھی واقعہ لکھا کہ وہ کہا گیا ہے۔
فرماتے ہیں کہ میری عادل بادشاہ نور الدین حرارہ کی خدمت میں چلا گیا اور مصر کے
تیک صالح بادشاہ صالح بن زید کو مصر میں میرے اصل دھیال کے اخراجات کے لئے ایک
فرمان بھی جاری کر دیا تھا۔ وہ ان کے ساتھ بہت احسان کرنے والے تھے۔

اس نے حضرت کی اور کہا کچھ کو ان پر فرمیں گے بہت خطرہ ہے اور کچھ لکھا کہ آپ
مصر واپس آ جائیں آپ کو میرے اور اپنے درمیان معاملات کا علم ہے۔ اگر محل مصر سے
آپ کو کوئی دھشت ہو تو آپ کو کمر چلے جائیں اور میں ایک فرمان جاری کر دیتا ہوں تاکہ
اسوان شہر کا انتظام آپ کے خزانے کر دیا جائے اور مصیبت کے ساتھ لے کے لئے کتب بھی
آپ کی طرف بھیجے ہاؤں اسوان مسلمانوں کی سرحدات میں سے ایک سرحد ہے اور آپ کے
بیوی بچوں کو بھی روانہ کر رہا ہوں۔

میں عادل بادشاہ کے پاس چلا گیا اور ان کو تمام معاملہ کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا اے
فلاں تو نے جی نہیں کہا۔ تو مصر واپس جا ہے۔ تو جب مصر اور اس کے مصلوں سے چھٹکارا
حاصل کرے گا۔ تو اس سے بہت کم ہے۔ میں ایک ایسا شخص بھیجتا ہوں جو فرنگیوں کے بادشاہ
سے ان کے لئے ان سے اور ایک ایسا شخص بھیجتا ہوں جو ان کو ملے آئے۔

کے ساتھی اور دوست علامہ طاقت الہوی نے ”عجم آباد“ میں ان کی سوانح میں لکھا ہے علامہ حموی کی ان کے ساتھ لمبی رفافت ہے۔ فرمایا کہ کافی کتابیں جمع کرنے کے بہت شائق تھے۔ میرا خود کتابوں کے جمع کرنے کتابوں کی خرید و فروخت کا مشغلہ ہونے کی وجہ سے میں نے ان سے زیادہ کوئی اہتمام کرنے والا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ کتابوں کا خریدیں۔ اس میں ان کو وہ کچھ حاصل ہوا جو دوسروں کو نہ ہو سکا۔ وہ طب میں بھی تھے۔

محدث ابن شاہر نے اپنی کتاب ”فوائد الوفیات“ میں ان کی سوانح میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں جمع کیں جن کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کے اطراف سے ان کا قصد کیا گیا۔ دنیوی اشیاء میں کتابوں کے علاوہ کسی چیز سے وہ بھی متوجہ نہیں کیا کرتے تھے ان کا کوئی گھر اور بیوی نہ تھی۔ طب کے محققان ناصر کے لئے انہوں نے اپنی کتابوں کی وصیت کر دی تھی۔ ان کی کتابیں تقریباً پچاس ہزار دینار کے مساوی تھیں۔ عبدالفتاح کہتے ہیں کہ اس وقت وہ دس ملین سویریہ پاں یا اس سے زیادہ کی تھیں۔

ہمارے شیخ طباطبائی نے ”اعلام العلماء“ میں ان کی سوانح میں لکھا ہے کہ صندی نے اپنی تاریخ جو انہوں نے سالوں کی ترتیب سے مرتب کی ہے۔ اس میں انہوں نے ۱۳۹۶ھ کے حوادث میں وزیر القسطنی کے احوال میں لکھا ہے کہ ان کتابوں کے دلداد ہونے کے عجیب و غریب واقعات ہیں ان میں ایک واقعہ یہ ہے کہ صغدی کی ”الانساب“ کے اصول خشکی ایک جلد تک بچ ہو گئی۔ جو ان کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ وہ برابر اس کو اپنی گمان کی حد تک تلاش کرتے رہے لیکن ان کو کامیابی نہ ہو سکی اور وہ کتاب ان کو نہ مل سکی۔

اس سے تا امید ہونے کے چند دن بعد ان کے کسی ساتھی کا قاتلین کے بازار پر طب میں گذر ہوا تو ان کو ”الانساب“ کے اس شہدہ جلد کے کچھ اوراق واپس مل گئے۔ وہ صاحب وہ اوراق نے کران کے پاس آئے اور بتائیے کہ ان کے کچھ وزیر کے پاس لے آئے یا اس نے کہا کہ میں نے اس کو ردی کے کافدوں میں خرید لیا تھا اور اس میں سے میں نے خوبیاں کے لئے کاتب بنائے ہیں اس کے بعد چند دنوں تک وہ عدالت اور وزارت میں نہیں جاتے تھے۔ واپس بیٹھنا انہوں نے چھوڑ دیا اور لوگ ان کے پاس اس طرح آنے لگے جس طرح میت کے

اہم معرکین میں کیوں سکونت پذیر ہوئے:

(۱۸۸۸) شادی کی ذمہ داری میں بکڑے جانے کے بارے میں ان کی بات وہ ہے جو کہ امام تقی الدین انس نے اپنی کتاب ”ترتیب ثقات اہل“ میں محدث کبر امام مفر بن راشد البصری کی سوانح میں نقل کی ہے۔

کہ آپ ایک شہر سے دوسرے شہر احادیث نبوی کے پھیلائے کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور ان احادیث کو بھی حاصل کیا کرتے تھے جن کا ذخیرہ ان کے پاس نہیں ہوا تھا تھا۔ جب یہ محض بصریہ بنے گئے تو اہل یمن نے چاہا کہ یہ یہاں پر ہی رہیں تا کہ ان سے کتب نقل کی جاسکے اور ان سے علم حاصل سے ہم مستفیض ہوتے رہیں انہوں نے ایک ایسی ذخیرہ تیار کی جو ان کو کنس جانے سے منع کرنے کے لئے قید یا ذخیرہ تیار کی کہ انہوں نے انہوں میں سے ہی ایک عورت کی شادی ان سے کر دی یہ ان کے لئے ذخیرہ ثابت ہوئی اور وہ اپنے اصلی وطن کی طرف ہجرت کی واپس نہ لوٹ سکے اور آخری زندگی تک وہیں مقیم رہے۔

نجلے سے عمر بن راشد کی سوانح میں لکھا ہے کہ ان کی نسبت ابوہریرہ جی بصری تھے اور صنعاء یمن میں سکونت اختیار کی بہت صالح اور شہ تھے اور بہت عاقل شخص تھے۔ ان سے ابن المبارک نے روایت کی۔ سفیان ثوری نے ان کی طرف سفر کیا اور صنعاء میں ان سے سماع کیا۔ جب یہ صنعاء یمن میں داخل ہوئے تو ان لوگوں نے اپنے ہاں سے ان کے چلے جانے کو تپند سمجھا تو ایک شخص نے جو جزی کی کان کی شادی کر دیا اور ان کو قید کر لیا انہوں نے ان کی شادی کر دیا و پھر وہ وہیں کے ہو کر رہ گئے یہاں تک کہ ۸۵۷ھ میں ان کی وفات ہو گئی۔ رحمت اللہ علیہ۔

بھڑے کی شادی کر دیا:

(۱۸۸۹) شادی کے ذمہ داریوں اور بوجھ کا بہترین اشارہ وہ ہے جو کسی عقل مند آدمی نے کیا ہے کہ لوگوں نے ایک بھڑے یا بکڑیا اور اس کو کڑا دینے کے بارے میں آپس میں جھگڑنے لگے تو ایک شیخ نے کہا کہ اس کی شادی کر دے اس کو ایسی تکلیف اور عذاب میں چھوڑ دو۔ پس

انہوں نے اپنی کتاب ”المنہل“ میں ابوہلی کی لغت میں معرفت قیاس کی قواعد متواتر کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس طریقہ پر وہ ستر برس کاظم رہے۔ ان کے عمل کو درست کرتے رہے۔ انہوں نے ہر قسم کی غفلت اپنے سے ساتھ کی تھی انہوں نے اسی کو اپنا مقصد حیات بنایا تھا اور کوئی اولاد بھی ان کو اس سے دور نہیں کر سکتی تھی۔

ابن جینی نے ان کے تجرّد کی زندگی کی طرف بھی اپنی کتاب ”المعصب“ میں اشارہ کیا اور انہوں نے ان کے علم کی بلندی سحارت کی گہرائی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جس میں صرف ان پانچ علماء کے تذکرہ پر اکتفا کرتا ہوں جنہوں نے علم کو شاہی پر ترجیح دی اور دوسرے مجرّدین کے لئے بطور نمونہ کے ہیں اور میں نے اپنی کتاب ”الاعصاب والاعصاب“ میں تقریباً تیس علماء کا تذکرہ کیا۔ قاری کو مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میں اس کتاب کا حوالہ دیتا ہوں کہ یہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

ان کبار محدثین میں محدث مصر ابو یوسف عبداللہ بن ابی نعیم اہلکی اور حافظ قاری شیخ الاسلام ابوہلی جعین بن علی الجعفی الکوفی اور حافظ محدث ابو اسحق بن حنّان بن اسحاق الکوفی اور عالم فہن حافظ امام ابو نصر الحجازی عبید اللہ بن سعید حافظ محدث فقیر قاری ابو سعید یحییٰ بن ابراہیم البصری اسماعیل بن علی اور حافظ عالم محدث بغداد ابو البرکات الزعفرانی عبدالوہاب بن المبارک البغدادی بن احمد بغدادی ہیں اور ان میں محدث ادیب قاری مفتی محدث ابن الخشاب ابو محمد عبداللہ اور ابو الفتح صالح الدین اہل سنتی نصر بن یحییٰ اور وزیر جمال الدین القفطی ابو الحسن علی بن یوسف الادیب النخعی اور الفارغ اور امام نووی مجتہد الدین ابو ذر یحییٰ بن شرف الدمشقی اور شیخ الاسلام ابن حجر عسکری جیسے کبار محدثین ہیں۔

پسماندگان کے پاس قوت کے لئے جایا جاتا ہے۔ حکومت کے سربراہ اور وہ اشخاص بھی ان کی تسلی کے لئے اس کے پاس آتے تھے جیسے کسی عزیز کی کشمکش پر تسلی دی جاتی ہے۔ ان کی کتابوں کے مشق کی داستانیں بہت طویل ہیں۔

کتابوں کے ضائع ہونے پر ذہن منتشر ہوتا:

(۲۷۲) حافظ طبری نے ”الحدود اللامعة فی القرن التاسع“ میں امام حافظ عمر بن علی بن احمد الوادی آشی المعروف ابن حلقن (ولادت قاہرہ ۳۳۵ھ وفات ۴۰۲ھ مرسلہ) ان کی تصانیف میں سو کے گنگ جگہ ہیں ان کے احوال میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ ان کے پاس لاتعداد کتابیں تھیں۔ ان کے اکثر مسودات ان کی آخری عمر میں جل گئے تھے۔ پھر اس کے بعد ان کی حالت متغیر ہو گئی اور ان کے بیٹے نے ان کی وفات تک ان کو لوگوں سے چھپائے رکھا۔ حافظ ابن حجر نے اپنی محکم میں یہ بھی کیا کہ کتابوں کے جلنے سے پہلے وہ مستقیم ذہن والے تھے۔ جب ان کی کتابیں جل گئیں تو ہمارے شیخ ابن حجر نے کچھ اشعار ان کو مخاطب کر کے کہے۔

لله الذي قرنها فقلت: والناظر مسرعة الى القربان

اللہ کے قریب ہونے کے لئے تم نے وہ چیزیں کیں تو وہ قبول ہو گئیں اور

آگ تو جلدی قربت کرانے والی ہے۔

(۲۷۳) حافظ عمر بن علی احمد الوادی آشی طیب کے محدث ابن النعمی کی اولاد نے اپنی کتاب ”الانفاد بمعرفہ من روى الانفاط“ میں کہا ہے کہ ہمارے شیخ ابن الخشاب کا ذہن بھی منتشر ہو گیا قاصر نے سے پہلے پیمان کی کتابوں کے جل جانے کے۔

سفر میں کتابوں کی دیکھ بھال:

(۲۷۴) مرتضیٰ زبیدی کی کتاب ”تاج العرواس من جواهر اللہ موسیٰ“ کے مقدمہ میں قاسم کے مصنف علامہ فیروز آبادی کی سوانح میں آیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حصول علم کا عجیب و غریب شوق:

(۲۷۶) ابو جعفر احمد بن یوسف اہلبند اوی الصمری الکاتب (متوفی ۳۳۳ھ رحلہ) نے اپنی کتاب "الکافۃ" میں کہا ہے کہ مجھ کو شہر احب بن اسلم الحاسب نے بیان کیا کہ میں نے سندن بن علی کو کہا کہ ما مون کی مجلس تک میری رسائی کا سبب کون بنا کر تو اس کے ہم مجلسوں میں سے بن گیا۔ اس نے کہا کہ میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں

کہ میرے والد کا حکم اچھے کی مناعت سے سب معاش کیا کرتے تھے ایسے لوگوں کے ساتھ جن کا بادشاہ کے ساتھ تعلق تھا یہ ان کے ساتھ محبت کیا کرتے تھے۔ میرے ناراض ہونے کے بعد کتاب تخلیق پڑھنے کے ساتھ میرا دل کتاب نگہی کے پڑھنے کی طرف مائل ہو گیا۔ ما مون کے زمانہ میں کاتبوں کے بازار میں ایک شخص معروف تھا اور وہ یہ کتاب لکھا کرتا تھا۔ محل لکھنے کے بعد وہ کتاب کو بیس دینار میں فروخت کر دیا کرتا تھا۔ میں نے اپنے والد سے اپنے لئے اس کتاب کے خریدنے کی استدعا کی۔ انہوں نے مجھ کو کہا کہ کچھ مہلت دے دو جیسا ہی بکھڑے کا تو خریدے دوں گا۔

میرا ایک بھائی تھا وہ علم کے بارے میں کسی چیز کی پروا نہیں کرتا تھا۔ (جس میں طرح بڑھ رہا تھا) لیکن والد کی خدمت اور ان پر میرا پناہ کیا کرتا تھا۔ میرے والد میری کتاب کے بارے میں آج کل ہی کرتے رہے۔ جب بات بہت ہو گئی تو میں ایک دن والد کے ساتھ ان کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ اس فرض سے کہ جہاں کہیں اور جس کے پاس جائیں گے میں ان کا گھوڑا پکڑ لوں گا۔ میری عمر اس وقت سترہ برس کی تھی۔ میرے والد جس صاحب کے پاس گئے۔ تو وہاں سے ایک لڑکا نکلا اور اس نے مجھ کو کہا کہ تم چلے جاؤ اس لئے کہ تمہارے والد ہمارے آقا سے اجازت لینے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں اور وہ لٹکے والے ہیں۔ میں وہ گھوڑا لے گیا اور اس کو اس کی زمین اور لگام سمیت تین دینار سے کم میں فروخت کر دیا۔

میں معروف کے پاس گیا اور اس سے کتاب میں دینار میں خرید لی۔ میرا ایک کمرہ تھا جس میں میں تیار کرتا تھا اس ما مون والدہ کے پاس آیا اور ان کو کہا کہ میں نے تمہارا ایک

نقصان کیا ہے اور پورا والدہ بیان کر دیا میں نے والدہ کو قسم دی کہ اگر میرے والد نے کتاب پڑھتے ہوئے مجھ کو کھسکا کر گھر چھوڑ کر دور چلا جاؤں گا۔ گھوڑے کی قیمت سے جو کچھ بچا تھا وہ میں نے ان کو واپس کر دیا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتا ہوں اور میرے لئے ایک روٹی کافی ہے۔ وہ آپ میری طرف پھینک دیا کریں۔ جس طرح قیدی کی طرف لکھا پھینک دیا جاتا ہے۔ جب تک میں کتاب نہ پڑھ لوں۔ میری والدہ نے میرے والد کے گھر کو کھنڈ کرنے کی ذمہ داری لے لی۔

میں گھر کے اندر داخل ہو گیا اور اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ میرا بھائی والد صاحب کے پاس گیا اور ان کو والدہ کی خبر دی۔ ان کا رنگ بدل گیا اور ان کی آواز میں گرج پیدا ہو گئی میرے والد کو ان لوگوں نے جن کے ہاں میرے والد تھے کہا کہ تم نے ہمارے دل کو اور جو لوگ یہاں موجود ہیں کے دلوں کو شوشل کر دیا۔ جو باتیں تم سے ظاہر ہوتی ہیں۔ میرے حق کا پاس رکھتے ہوئے تم مجھ کو ضرور نکال دے گا کہ تم نے ایسا کیا کیا ہے۔ میرے والد نے ان کو واقعہ بتایا تو اس شخص نے کہا کہ والدہ کو تمہارے بیٹے کی اس عادت نے ہم کو خوش کر دیا ہے اس کے ساتھ ہر اچھائی کا وعدہ ہم سے کر دیا پھر اپنے اصل سے ایک بہترین گھوڑا جو کہ میرے والد کے گھوڑے سے بہتر تھا اور زمین جو کہ میرے والد کے زمین سے بہتر تھی لایا اور میرے والد کو کہا کہ اس پر سوار ہو کر چلے جاؤ اور اپنے بیٹے کے ساتھ کوئی بات بھی نہ کرنا۔

سند کہتے ہیں کہ کچھ پر یہ تین سال اس طرح گزرے جیسے ایک دن ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں میرے والد نے میرے چہرے کی صورت بھی دیکھی۔ میں نے خوب محنت کر کے کتاب "مجلس" کو مکمل کر لیا۔ پھر میں گھر سے باہر نکلا اور مشکل سے مشکل شکلوں پر کچھ خوب و حسن حاصل ہو چکی تھی۔ میں نے کتاب کو اپنے حیلے میں رکھا اور پوچھا کہ کیا محمد سین حساب دانوں کی کوئی ایسی جگہ ہے جہاں وہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو مجھ کو کہا گیا کہ عباس بن سعدی الجوہری ما مون الرشید کے دوست کے گھر میں جمع ہوتے ہیں اور مجلس لگتی ہے۔ وہاں صلیحہ اور حندہ کے سرگرد ملاد جمع ہوتے ہیں۔ میں جب وہاں گیا تو تمام مشائخ وہاں جمع تھے۔ تو جو ان میرے علاوہ کوئی دوسرا تھا کہ میری عمر تین سال تھی۔ عباس نے کہا تو کون ہے اور کیا

دیکھتا ہے۔ میں نے کہا کہ ایک لڑکا علمِ حدیث اور حدیث کا دلدادہ ہے۔ اس نے مجھ کو کہا تو نے کیا پڑھا ہے۔ میں نے کہا "اقدس" اور "پہلی" اس نے کہا صحیح احاطہ کر کے پڑھی ہیں۔ میں نے کہا ہاں انہوں نے مجھ سے کتاب "پہلی" کا ایک مشکل مسئلہ چھ لیا اس کی تفسیر ان اور انی میں تھی جو میرے نتیجے میں تھے جس نے جواب دیا وہ بہت صحیح ہوئے انہوں نے کہا یہ جواب تم کو کس نے سکھایا میں نے کہا میں نے اپنی عقل سے جواب دیا ہے مجھ کو کسی نے نہیں سکھایا ہے۔ یہ جواب اور اس کے علاوہ بھی میرے پاس اور انی میں موجود ہیں اس نے کہا لاؤ وہ جب انہوں نے کتاب دیکھی تو پریشان ہو گئے۔ ان کے سامنے جوڑے تھے ان میں سے کسی کو انہوں نے کہا لاؤ کر لیا۔ وہ جب لائی گئی تو انہوں نے جب اس کے اوپر جوڑ دیکھا تو اس کو صحیح حال میں پایا۔ پھر اس کو کھولا اور اس نے ایک کاپی نکالی اور میرے اور انی کے ساتھ اس کا تھیل کرنے لگے تو ان کے کاپی کا کلام میرے اور انی سے بھڑتہ جیب کے ساتھ تھا اور معنی ایک ہی تھا انہوں نے کہا کہ میں کتاب "پہلی" سے اس کو وضع کرنا چاہتا تھا۔ جب تم نے کتاب میرے سامنے رکھی تھی تو میں نے خیال کیا کہ شاید اور انی میری کتاب سے چوری کے گئے ہیں۔ اب بات واضح ہو گئی ہے کہ الفاظ مختلف اور معنی ایک ہے۔ انہوں نے میرے لئے ایک غیر نصب کرنے کا حکم دیا اور ایک سنہری کمر بند مجھ کو پہنا دی اس رات وہ اس قسم کام سے فارغ ہو گئے اور مجھ کو سامان کے پاس لے گئے اور مجھ کو اس کے ساتھ لا زمہ بننے کا حکم دیا اور میرے لئے مستقل رزق اور مہمانی کے سامان کے چاری کرنے کے کارخانہ صادر کر دیا۔

بدن کے کپڑے فروخت کر کے کتاب خریدنا:

(۲۷۷) ادارے استاد محمد کثرت ادب شیخ محمد رافع لطیف رحمہ اللہ کی کتاب "اعلام العلماء بتاريخ طلب الصفا" میں طلب کے علاوہ شیخ احمد انصار (ولادت ۱۱۹۱ھ وفات ۱۲۷۱ھ رحمہ اللہ) کے احوال میں آیا ہے۔

کہ شیخ علاء الدین محمد قاسم انصار ملوی شہسب تھے۔ حنفی فقیر، ہوسنی، علم فرائض کے ماہر، نقوی تھے۔ بہت سے حافظ تھے کہ انہوں نے کتاب "معجم البیرواح" بہت تھوڑے عرصہ میں

حفظ کر لی تھی۔ مظلعل اور ریاضی کی مشکلات کو حل کرنے والے تھے۔ تعلیمات اور طب میں بھی اچھی وسوسہ تھی۔ وہ اللہ کی نشانی تھے علم و ذہانت اور قوت حافظہ میں کن یوں کو جمع کرنے اور انہوں کے انتخاب کے دلدادہ تھے۔

شیخ بکری الکاتب نے ان کی سوانح میں لکھا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کتابوں کو جمع کرنا پسند فرماتے۔ ان کے دونوں بھائیوں کی قیمت ان کے مرنے کے بعد چالیس ہزار تک پہنچی جبکہ وہ نہایت کم قیمت پر فروخت کئے گئے تھے۔ کتابیں بیع کرنے ان کو اتنا شوق تھا اور انی محبت تھی کہ ہم نے سنا کہ ایک مرتبہ انہوں نے دیکھا کہ ایک کتاب فروخت ہو رہی ہے اور ان کے پاس ایک درگم بھی نہیں ہے انہوں نے جو کپڑے پہنے تھے ان میں سے کچھ فروخت کر کے اس قیمت پر اسی وقت کتاب خریدی۔

چادر فروخت کر کے کتابیں خریدیں:

(۲۷۸) شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں کہ میں اپنے زمانہ طالب علمی میں نہایت غریب تھا جیسا کہ اکثر علماء علم ہوتے ہیں۔ میں اپنے اس انگ گردان والے نقشہ سے کچھ بچا کر اپنی ضرورت کی کتاب خریدتا یا نقد خریدتا اور یادیں غل میں بچے میں منگن ہوتا۔ ایک دن میرے سامنے چھ تارہ قسم کی کتابیں آئیں جو کہ میرے لئے انتہائی اہمیت کی حامل تھیں۔ مجھ کو ان کے خریدنے کی شدید خواہش تھی لیکن میں سخت محکوم و افلاس کی حالت میں تھا اور میرے پاس ان کے خریدنے کی کوئی سہولت نہ تھی۔ میرے دل کا تعلق اور اضطراب مجھ کو اس کے خریدنے کے لئے پریشان کر رہا تھا۔ میں نے اپنی اون والی چادر جو مجھ کو میرے والد رحمہ اللہ سے میراث میں ملی تھی فروخت کر دی اور یہ کتابیں خرید لیں اور اپنے دل کو مطمئن کر لیا۔ ان کتابوں کو لینے سے مجھ کو اتنی خوشی ہوئی کہ چادر جانے نام نہول گیا۔

میں بھی کبھی کسی کتاب سے ہار سے میں اللہ کے لئے نہ رونا سنا کر اگر فلاں کتاب اللہ نے مجھ کو عطا کر دی تو میں اسے نہتے نکل اور ان کو اس ضمن میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس کو میں یہاں لکھتا ہوں۔

ایک کتاب کے لیے اتنی محنت:

جب میں اپنے طالب علمی کے دوران جامہ ازحر کے کھنڈے اشریہ میں تھا تو مجھ کو میرے شیخ علامہ امام شیخ زاهد انکوشی نے میری کتابوں کے جمع کرنے کے التزام کے دوران ملاطفت قاری رحمانہ کی کتاب ”فتح باب الہدیٰ بشرح کتاب فقہ“ کے خریدنے کی وصیت کی اور مجھ کو بار بار کثرت کے ساتھ اس پر ابھارا اور اس کے خریدنے کی بہت تاکید کی۔ جبکہ بازار کتب کے حصول کی عرصہ کا ان کو علم تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔ اپنے ظاہرہ کے پھر سال تکمیل کے دوران میں بار بار اس کتاب کے بارے میں پوچھا۔ بار بار شکید اس کے لئے چھانٹا۔ مگر مجھ کو کوئی کامیابی نہ ہوئی اور اس کتاب کی کوئی خبر معلوم نہ ہو سکی۔

جب میں اپنے شہر حلب واپس آیا تو میں میرا جس شہر میں بھی جاتا اس کے ہر کتبہ سے اس کتاب کی تلاش کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتا۔ یہ سادات احناف کی کتاب ہے اور حند میں طبع ہو چکی ہے تو میں کتب فروشوں سے حند کے فقہ حنفی کی مطبوعات کے بارے میں پوچھتا تھا یہ اس وجہ سے مجھ کو کچھ کامیابی حاصل ہو جائے۔ لیکن ان لوگوں کو اس کا نام بھی نہیں آتا تھا۔ دشمن میں قدم اور نہیں کتابوں کے جاننے والے کچھ لوگ تھے ان کے پاس قدم اور نہیں کتابوں کے بہت کچھ تھے لیکن ان کے فروخت کرنے میں وہ تھکے دار رہتے تھے۔ انہی میں سے شیخ سید عزت القصبانی اور ان کے والد شیخ محمدی اسطر جیلانی اور سید عبدعزیز تھے۔

میں نے سید عزت القصبانی سے کتاب ”فتح باب الہدیٰ“ کے بارے میں پوچھا کہ یہ حند میں طبع ہو چکی ہے انہوں نے کہا ہاں یہ میرے پاس ہے اور امام شمس کی ”الہدیٰ پر شرف الاعداء“ چھٹھدہ سال ۱۲۹۳ھ میں طبع ہوئی تھی نکال کر لائے۔ یہ بھی ان عہد اور نہیں کتابوں میں تھی جن کی مجھ کو تلاش تھی میں نے یہاں سے خرید لی اور یہ یاد ہو چکی ہے جس تھی اور یہ میری مطلوب کتاب کے علاوہ تھی۔

پھر میں نے شیخ محمدی اسطر جیلانی سے پوچھا اس کتاب کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کتاب وہاں کے شہر قون میں بھی ہے اور یہ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ کبریت احمر سے

بھی نادر الوجود ہے اور یہ کذبہ کی بھرتیوں کا کاروبار کرنے کے باوجود ان کی آخر سے صرف ایک ہی نسخہ گزرا ہے۔ جو انہوں نے علامہ کوثری پر اتنی زیادہ قیمت میں فروخت کر دیا تھا جو کہ غیر معقول تھی اس وقت مجھ کو کچھ علم ہوا کہ کتاب کہاں چھپی ہے۔ لیکن میری طلب آرزو کو زور نہ چکی تھی۔

جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ۱۳۲۷ھ میں مجھے حج کی سعادت کے لئے فرصت عطایت فرمائی اور میں مکہ المکرمہ گیا تو میں نے وہاں کے کتبوں میں پوچھنا شروع کیا کہ ممکن ہے ان شہروں سے ہجرت کرنے والوں میں سے کسی کے پاس مل جائے۔ لیکن مجھ کو کامیابی نہ ہو سکی۔

پھر ان کی کرم فرماری مجھ کو شیخ مصطفیٰ بن محمد الفھکیلی سلاطہ۔ جو ایک معمولی سے بازار میں پرانی کتابیں فروخت کیا کرتے تھے کے پاس لے گئی ان سے میں نے بعض کتب خریدیں اور وہی تادمیہ کا تذکرہ ان کے سامنے کر دیا تو انہوں نے کہا کہ چند نسخہ نقل کتاب میرے پاس تھی۔ میں نے علامہ بخاری کے کتبے سے پرانی کتابوں میں خریدی تھی علامہ شافعیہ کے ایک بخاری عالم پر میں نے بہت متاسب داموں فروخت کر دی تھی۔ میں ان کی بات کی تحدید بن کے لئے تیار نہ تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کتاب کے دو اوصاف بیان کئے جو واقعی ان کی پہچان کا پتہ دے رہی تھیں اور میں وہ کتاب جس جس کے لئے میں زمانہ بھر سے غور کر رہا تھا اور یہی میری محبوب کتاب تھی۔

میں نے ان کو کہا کہ وہ ناشدنی عالم کون ہیں جنہوں نے یہ کتاب خریدی ہے انہوں نے ان کا تذکرہ کیا اور ان کا نام شیخ عطاءتہ اللہ شافعی بتایا میں نے کہا وہ کہاں رہتے ہیں۔ کہاں کام کرتے ہیں اور خلافت کیسے ہو سکتی ہے انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں میں نے کہا کہ میں ان کے بارے میں کیا پوچھوں۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس کا بھی علم نہیں۔ اس وقت میری تادمیہ میں اور اضافہ نہ ہو گیا۔

اس کے بعد میں نے ہر بخاری سے جو سحر احرام یا بیت اللہ شریف میں مجھ کو ملتا شیخ عطاءتہ اللہ کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا اور ان ہمارے اور مرادیں میں میں نے جانا شروع کر دیا جہاں کے بارے میں چند چٹا کہ کوئی بخاری رہتا ہے۔ اس شیخ بخاری کے بارے میں پوچھنے کے لئے یہاں تک کہ کمرہ سے باہر دیہاتوں اور بھٹوں میں مجھ کو جانا پڑا لیکن

میری مطلوب سے دوسری ہی ہوئی تھی اور نہ کہ دوسری تھی ہی بخاری تھے جن کا نام حضرت عطاء تھا میرے مسلسل پوچھنے نے مجھ کو شیخ عبدالحق اور شافعی بخاری گزری سارے کے پاس جہول عذر میں پہنچا دیا ان سے جب میں نے شیخ شافعی کے بارے میں پوچھا تو وہ ان کو پچھانے لگے انہوں نے بتایا کہ ان کا نام میر عطاء ہے شافعی ہے۔ لیکن ان کی ملاقات کی جگہ اور ٹھکانے کا مجھ کو علم نہیں۔ اس وقت اس شیخ جن کے پاس ”فتح باب المصنف“ تھی کے ہٹنے کی تا امید ہی مجھ پر غالب آ گئی۔ میں دوران طواف اندھ بھانڈو تھالی سے سوال کر رہا تھا کہ اے اندھ اس انسان کی طرف میری راہنمائی فرماوے اور کتاب کا حصول میرے لئے آسان فرماوے میں بہت مجرب دعا کرتا رہا اور اللہ ہی میرے دل کی قراری کو جانے لگے۔

ایک دن میں صبح حرام کی توسیع سے پہلے کے باب زیادہ کے بازار میں جا رہا تھا ایک پرانے دھڑکی تا جرتب نے جن کو اب حرب کہا جاتا تھا نے مجھ کو دیکھ لیا۔ اس کا ایک تجارتی مرکز تھا۔ اس نے جب مجھ کو شامی وضع قطع والا دیکھا تو مجھ کو بلایا اور مجھ سے دمشق کے حالی احوال پوچھنے لگا تو میں نے اپنی شدید غواہش کے مطابق ان سے شیخ بخاری کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ یہ میرے پاس والا دیکھا کہ ان کا داماد ہے ان کے بارے میں خوب جانتے ہیں اللہ کی قسم میں شہرت فرحت کی وجہ سے ان کی تعریف نہیں کر سکتا تھا۔

میں جب ان کے داماد کے پاس گیا اور شیخ کے بارے میں پوچھا تو وہ حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ تمہارا ان کے بارے میں پوچھنے اور ملاقات کا کیا واسطہ ہے یہاں تک کہ ایک ہفتہ سے زیادہ مجھ کو اس نے اسی بحث میں پکڑ رکھا اے اللہ اس کو جزائے خیر دے اس کے بعد اس نے میری ان کی طرف راہنمائی کر دی۔ ان کے مسفلہ کا گھر انہوں نے مجھ کو بتا دیا کہ قبوہ المصلیٰ کے پاس ہے۔ میں ان کے پاس کئی مرتبہ دن اور رات میں گیا یہاں تک کہ ان کے ساتھ میری ملاقات ہو گئی انہوں نے وہ کتاب مجھ کو اپنی پسند کی قیمت پر دی۔ میری زندگی کی خوشیوں میں سے یہ سب سے بڑی خوشی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ میں اس کتاب کا ایک جز حقیق کے ساتھ شائع کر رہا ہوں اور اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ باقی اجزاء کی اشاعت کی توفیق بھی مجھ کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے آمین۔

”ساتواں باب“

”مجدد زندگی گزارنے اور ازدیادِ علم کے لئے
شادی کا مشغلہ ترک کرنے کے بیان میں“

مجزوہ زندگی گزارنا

(۲۷۹) شادی اسلام میں ایک مکمل رحمت والی چیز ہے اور اس کو اختیار کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے اور اس امر کا داعی انسانی فطرت میں طبعی طور پر مرکوز ہے فطری داعیہ کی وجہ سے انسان اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی کی حاجات اہل کمال کا یہ ایک انتہائی اہم حصہ ہے۔ انسان کی ذات کی تکمیل اور ان کی نشوونما انواع انسانی اور بلائیں اور جہان کی تعمیر و ترقی کے لئے یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

(۲۸۰) اسلام دین طیف نے بھی اس شخص کے لئے جس کو اپنے ہارے میں گناہ اور زنا میں پڑنے کا اندیشہ ہو۔ شادی کرنے کی سخت تاکید کی ہے۔ بعض فقہاء نے اس کو عبادت کی قسم میں شمار کیا ہے۔ اس لئے کہ نسل صالح کا جو دار و بھاداس پر موقوف اور مرتب ہے۔ اور آہادہ ایجاد سے اسلام قبول کرنا سمجھنا اور اولاد تک پہنچانا بھی اسی سے حلق ہے اور سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ زمین اور جو کچھ اس کے اوپر ہے کے تباہ و اورٹ ہو جائیں گے اور انسان کے سیر و کار و سلوک انسان کی صفت اور پاکدامنی دین کا کمال اور استقرار نفس اور مجموعی پر اس کے پاکیزہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ انسان کی طبعی شوہوت جب غیر شادی شدہ شخص میں بیدار ہو جاتی ہے تو اس کی فکر اور رائے پر نگہ اور متفرق ہو جاتی ہے اور انسان کا نفس اور اس کی آنکھ خلق میں جھکا ہو جاتی ہے اور کبھی انسان چادہ مستقیم سے بھی ہٹ جاتا ہے اور یہ کیفیت اس کو اعانت اور ہلاکت کے گھڑے میں گرنے کے قریب کر دیتی ہے۔

(۲۸۱) کسی وجہ سے شادی ایک مشروع اساسی اور انسانی زندگی کی حاجات اہلہ میں سے ایک علم ہے۔ اس کے بغیر رہنا انسان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ سوائے اس مخلوق کے جو انسان پر غالب اور اس کے دل کا روگ ہو یا کسی مگر انقدر چیز کے ساتھ اس کا ایسا تعلق ہو جو اس کے نفس پر غالب ہو کہ اس کا اس کے ساتھ تعلق شادی کے تعلق سے قائم ہو اور دل و دماغ پر اس کا قبضہ اور تعلق روز بروز بڑھتا جاتا ہو جیسا کہ بعض علماء کا تعلق علم کے ساتھ ہو یا بعض

جوانی کا تعلق جہاد کے ساتھ ہوتا ہے یا بلند صمد اور اولوالعزم لوگوں کی نظر میں بلندی کے حصول کا شوق۔

(۲۸۲) آسانی کے ساتھ ہم اس کا ادراک کر سکتے ہیں کہ مجرد زندگی اختیار کرنا یہ انسانی زندگی کا ایک خف ترین عمل ہے۔ جس سے انسانی روح مفقود ہو سکتی ہے جس کو نفس چاہ ہو سکتا ہے اور اس کو اپنے گناہ سے بچنے کے لئے جس سے کھانے پینے کے لئے معافیٰ خیرانی گھر کی خدمت کی مشقت بھی خود برداشت کرنا پڑتی ہے اور اس کی سب سے بڑی ملاحق ہو جانے کی صورت میں یہ کسی عورت کی مہربانی اور خدمت سے بھی محروم ہوتا ہے اور یہ حجاب سے اس کی خدمت سے بھی محروم ہوئی ہے۔ یہ تہ شدائد و مصائب ہیں جس کو صرف وہ شخص برداشت کر سکتا ہے جس کی نظر میں اس پر صبر آسان ہو علم کے حصول اور شہادت کی کوشش متاثر ہونے سے تو ایسا شخص اس چیز کو ترجیح دیتا ہے جو زیادہ بڑی اور نفع بخش ہو۔ جیسا کہ میں گناہ سے بچنے کے لئے احوال جو کہ بارگاہِ اہلِ رسالت میں علم کے لئے ذکر کروں گا۔

علماء و مجرد زندگی گزارنے پر کیوں آمادہ ہوتے:

(۲۸۳) علماء کے اس باب سے متعلق احوال نقل کرنے سے پہلے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ انھما کے ساتھ اس سبب کی طرف اشارہ کروں جس نے ان علماء کو مجرد زندگی گزارنے پر آمادہ کیا۔ جیسا کہ کوشاوی کے احکام اور اس کی فضیلت، مجرد زندگی کے فطرت اور مشکلات کا علم تھا اور بالخصوص کوئی ایسی مرتبہ نص بھی وارد نہیں ہے۔ مجرد زندگی گزارنے پر آمادہ کرے یا اس کی تاکید ہو یا نہ ہو کوئی چیز ہے جس نے ان کو مجرد زندگی گزارنے پر آمادہ کیا ہے۔ جبکہ وہ احکام نکاح اور اس کی ترغیبات سے ملے نہ تھے بلکہ فقہاء نے اپنی کتب اور فتاویٰ میں اس کی ضرورت کو ثابت کیا ہے۔

علم کے خیر کو شادی پر ترجیح:

(۲۸۴) جو آپ یہ کہ یہ ان علماء کا انفرادی مسئلہ تھا جو انہوں نے اپنی خاص بصیرت سے شادی کے خیر اور علم کے خیر میں سے علم کو اختیار کیا۔ ان کی نظر میں خیر خیرہ زواج پر غالب

تھا۔ تو انہوں نے اپنے ایک مطلوب کو دوسرے مطلوب پر مقدم کیا اور اپنے اس مسئلہ کی طرف لوگوں میں سے کسی کو انہوں نے دعوت نہیں دی اور انہوں نے لوگوں کو یہ کہا کہ علم کے لئے مجرد زندگی شادی سے بہتر ہے اور نہ بھی یہ کہا کہ جو طرز زندگی بتا رہی ہے یہ بہتر ہے قہماری طرز زندگی سے اور انہوں نے بعض حکماء اور فلاسفہ کے مذہب کو بھی اختیار نہیں کیا کہ اولاً ایک گناہ اور جہاد کا باعث ہے۔ ابنِ خلدون نے "وفیات الاعیان" میں ایہو العلاء و احمد بن عبد اللہ الملحی شاعر لفظی۔ مشہور فلسفی کے احوال میں لکھا ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر یہ شعر لکھا جائے۔

هذا جناہ ابی علی "وما جیت علی احد"

یہ میر سے والدہ نے مجھ پر جہاد کی اور میں نے کسی پر جہاد نہیں کی۔

یہ شعر حکماء کے اعتقاد سے متعلق ہے نہ کہ جسے کہیں کی کسب کی ایجاد اور اس عالم کی طرف اس کا انحراف اس کے حق میں جہادیت ہے بلکہ یہ اس پر زیادتی ہے اس لئے کہ یہ اس کو حوادث اور آفات کے سامنے چیل کرتا ہے۔

لیکن حکماء و حاشا علماء امت ان باتوں سے بچنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ترک زواج کا مسئلہ انفرادی طور پر صرف اپنے لئے اختیار کیا اور مجرد زندگی کے مشکلات اور شرور سے حفاظت ان کے لئے واجب کوئی غرض نہیں اور اللہ بکانتہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ ایمان اور علم کی وجہ سے ان آفات سے محفوظ رکھا۔

علم کا تعلق ان کی جسم میں بمنزلہ روح کے تھا:

(۲۸۵) زواج کا دوسرہ جو فطرت انسانی میں مرکوز ہونے کے باوجود ان کا اس مجردی

زندگی پر آمادہ ہونا صرف علم کے زیادہ کرنے کا شوق تھا۔ ان کی بہتیں اس کے ساتھ محبت و عشق۔ حصولِ زوجہ و شرع و دین کے انداز میں متعلق تھی۔ علم نے ان کے ہاں یہ مقام حاصل کر لیا تھا جیسا مقام روح کا جسم میں ہوتا ہے یا جیسا کہ پانی بر درخت میں یا ہوا کا انسانی زندگی میں کہ کسی میں بھی ان چیزوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کی استطاعت نہیں ہوتی اور علم کا

مشافہ میں آپ مرد میں پیدا ہوئے پھر بغداد آئے اور اسی کو اپنا مسکن بنایا اور وہیں سارا
عہد بیٹ کیا بغداد اور دوسری جگہوں کے کثیر شیوخ سے آپ نے استفادہ بیٹ کیا ان کے شیوخ
میں حماد بن زید عبداللہ بن ابی ہریرہ عبدالرحمن بن محمد بن مالک بن انس ابو بکر بن عیاض
فضیل بن عیاض وغیرہ شامل ہیں۔

اکابر انہر کی ایک جماعت نے ان سے سماع کیا۔ ان میں امام احمد بن حنبل، ابو یوسف
الحارثی، زہیر بن حرب، سہیل بن مسلم، عباس بن عبدالمعز، محمد بن حاتم وغیرہ حضرات شامل ہیں
انہوں نے عہد بیٹ کی ساری پھر عہد بیٹ پر حلیٰ مخرج و تعدیل کی توثیق و تصدیق کی
پھر اس کے بعد لوگوں سے کثارت لکھی اعتبار کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور عہد بیٹ بیان میں
کی۔ زہد تقویٰ اور سادہ عبادت میں یکساں درکار ہو گئے ان کی عبادت زہد احکام اسلامی کی
پابندی ان پر سختی سے عمل اور ان کے دروغ کے کئی کثارت شامل ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ
آپ کھانا کس چیز کے ساتھ کھاتے ہیں تو فرمایا کہ میں عافیت کو یاد کرتے ہوں ان کو اپنا سامان بنالیت
ہوں۔ آپ نے بے درگس عمر پائی اور ۲۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

احمد بن حاکم ان کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دروغ کے بابت ایک مسئلہ
پوچھا گیا تو فرمایا۔ واستغفر اللہ مجھ کو دروغ کے بارے میں بات کرنا زہیب نہیں دیتا جبکہ میں
بغداد کا اناج کھاتا ہوں اور بشر بن الحارث ہوتے تو وہ اس قائل تھے کہ تم کو جواب دیتے۔ وہ
بغداد اور عراق کے دیہاتوں کا اناج نہیں کھاتا کرتے۔ حسن بن محمد بن امین کہتے ہیں کہ میں
نے احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر بشر کی استغفار کی امید کم نہ ہوتی تو ہم بالکل بیکار
ہوتے۔

حسن بن لیث راوی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کو کہا گیا کہ بشر بن الحارث آپ سے
پاس آتا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ شیخ کو تکلیف مت دو ہم ان کے پاس جانے کے زیادہ عقدار
ہیں۔ ابو بکر المروزی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ کو بشر بن الحارث کا ذکر کرتے ہوئے سنا کہ
انہیں ایک انس وجہت ہے۔ حالانکہ میں نے بھی ان سے بات نہیں کی۔

عبداللہ بن عیاض کہتے ہیں کہ امام احمد صرف ان کی مجلس میں بیٹھے اور ان کا ذکر اور مجلس کی

خوشبو سمجھتے پر انکا کیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے کہ بشر نے جو راست اختیار کیا اس پر حاوی ہو گئے اس
لئے کہ وہ تھا جیسے ابو عبداللہ رحمہ اللہ تھے عیالدار شخص تھا کی طرح نہیں ہو سکتا اگر میری یہ حالت ہوتی
تو میں ہرگز پرہیز کرتا کہ میں کیا کھا رہا ہوں اگر لوگ شادی کرتا چھوڑ دوں تو میں دشمن کا دفاع
کرے گا کیونکہ باپ کے سامنے رہتا ہوں باپ کو گھر بند کرنا اور باپ سے روٹی طلب کرنا یہ اس
کام سے بہتر ہے۔ اس کے ساتھ تہجد کی گزارنے والا عابد کہاں مل سکتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو جب ان کے موت کی خبر ہوئی تو فرمایا اللہ ان پر رحم فرمائے
خود فوت ہو گئے محمد بن یحییٰ سوانی نے حاکم بن حنبل کے پنا کوئی نظیر نہیں چھوڑا اگر یہ شادی کر لیتے
تو ان معاملہ مکمل ہو جاتا اور اپنے پنا بدلنا چھوڑ کر نہ جاتے۔ محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے
احمد بن حنبل کو کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص کے
بارے میں میں نے کہا کہ بشر کے بارے میں۔ فرمایا کہ میرے نزدیک اس کی مثال ایسی ہے
جیسا کہ ایک شخص نے زمین میں نیزہ گاڑ دیا ہو اور پھر اس کی ٹوک پر بیٹھ گیا ہو تو کیا اس نے
کسی دوسرے کے بیٹھنے کے لئے جگہ چھوڑی ہے۔

زہیر بن ابی سلمیٰ کا قول ان پر صادق آتا ہے کہ ان کے بعد ایک قوم نے ان کو پانے کی
سحلی کی۔ لیکن وہ تو ان کو پانے کے لئے ہی ان کے قریب پہنچ گئے اور انہیں پانی تک نہ پرا سکے۔
عبداللہ بن عیاض کہتے ہیں کہ ان کے شاگرد ابو یوسف الحارثی ان کو امام احمد بن حنبل کے ساتھ
تشبیہ دیتے تھے اور ان کی تعریف میں فرماتے کہ بغداد نے ان سے زیادہ کامل عقل اور زبان کی
حفاظت کرنے والا شخص پیدا نہیں کیا۔ ان سے بھی کسی مسلمان کی تعظیم نہیں سنی گئی۔ گویا کہ اس
کے برابر میں عقل ہے مگر ان کی عقل کو عقل بغداد پر تقسیم کر دیا جاتا تو تمام عقل بغداد عقل مند
ہو جاتے اور ان کی عقل میں کوئی کمی نہ آتی۔ لوگ ان کی ایذا کی نشانی کو پچاس سال تک
روایت کرتے رہے۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ بشر بن الحارث اپنے ہم عصروں سے دروغ اور زہد میں
فائق تھے اور ذوق عقل اقسام فضل حسن طریقت استقامت مذہب اور انکس سے بے درشتی میں

منفرد تھے۔ آپ بہت احادیث کو جاننے والے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو روایت کے لئے کھڑا نہیں کیا بلکہ ان سے جو کچھ نقل کیا گیا ہے وہ یہ شکل مذاکرہ ہے۔

حافظ دارقطنی کہتے ہیں کہ بشر بن الحارث زہد کے پہاڑ تھے کچھ حدیث کی روایت کیا کرتے تھے اور بعض مرتبہ جس سے روایت کرتے اس کو آڑا نگاہ میں جاکر دیا کرتے تھے۔

طبيب بغدادی اور حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ جب بشر بن الحارث کا انتقال ہوا تو وہاں بعد ازاں چھوٹے بڑے تمام ان کے جہاز میں جمع ہو گئے۔ ان کی میت صبح کی نماز کے بعد نکالی گئی اور بمشکل عشاء کے بعد قبر تک پہنچی۔ جبکہ وہ بھی قبر میں کے حویل تھے جسے یحییٰ بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے انصر اشجار اور علی بن ابی الدیہ کو بوش کے جہاز سے دیکھا کہ وہ جہاز سے میں بیٹھا تھا کہ کہہ رہے ہیں اللہ کی قسم آج شرف سے پہلے دنیا کا شرف ہے۔ دھمی کہتے ہیں ان کا جہاز بہت بڑا تھا۔ صبح جہاز دکلا گیا مارش کی وجہ سے رات تک قبر تک نہ پہنچا سکے۔

میں نے ان کے احوال کو طول اس لئے دیا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صوتی اور رد ویش ایک دکانہ کی حقوق جوتی ہے میں نے بتا دیا چاہتا ہوں کہ یہ بہت گھٹنہ علماء اور سلا ہوتے ہیں۔

وہ مرجع خلافت تھے:

(۲۹۵) ان مجددین میں امام مجتہد الحاج "مفسر" محدث "فیہ" اصولی "مناظر" قاری "مؤرخ" فقہی "نحوی" "عربی" ادیب "راوی" شاعر "محقق" "محقق" جامع العلوم والفوائد صاحب تصانیف "مجمع" مطلق "امام" ابو جعفر محمد بن جریر طبرسی ہیں۔ جن کی شہرت آفاق تک پہنچی دوران کا نام علی الاطلاق علم منفرد پڑ گیا تھا۔

طبيب البغدادی اور علامہ ابن ابی شیبہ نے ان کی عدم نظیر سوانح لکھی ہے میں ان کے احوال کے ساتھ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ سے نقل کرتا ہوں۔

امام طبرسی طبرستان کے آل شہر میں ۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن

حفظ کیا۔ کتابت حدیث نورانی کی عمر میں شروع کی۔

امام یافعی کی طرف سے انہوں نے طلب علم کا سفر بارہ سال کی عمر ۳۲۶ھ میں کیا جب والد نے ان کو سنہری اجازت دی تھی۔ امام احمد بن حنبل کی وفات کے بعد ۳۲۹ھ میں آئے۔ امام احمد سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی علماء کی ملاقات اور تحصیل علم کے لئے انہوں نے اقامیم اسلام کا طواف کیا۔ آپ نے خراسان عراق شام اور مصر کے پندرہ گاہے پھر ہندو کوٹن دہلیا اور وفات تک جاپان سی قیام فرمایا۔ وہ منصب امامت پر آقا جاز جہولی میں فائز ہو گئے تھے۔ پھر اس میں جانا روزگار امام بن سنے سے نہ ہا نہ مارنے کے باوجود بھی مرتجع خلافت ہیں۔

حافظ ابو بکر الخلیف نے کہا ہے کہ وہ اکثر علماء میں سے ایک تھے۔ ان کے قول پر فیصلہ کیا جاتا تھا اور ان کی رائے کی طرف رجوع کیا جاتا تھا یہودی کی معرفت اور فضل کے انہوں نے ایسا طریق کیا تھا جس میں ان کو کوئی ہم عمر شریک نہ تھا وہ کتاب اللہ کے حافظ اور قرآنوں کے عارف و حکام کے فقیر اور معافی کی سمیرت رکھنے والے تھے صحابہ و تابعین اور بعد میں آنے والوں کے آکاری معرفت رکھنے والے تھے حرام و حلال میں اور لوگوں کے احوال و اخبار کے عارف تھے۔

ان کی مشہور تحریر "جامع البیان عن وجوہ القرآن" ہے اس جیسی تفسیر نہیں لکھی گئی ہے تاریخ میں ان کی مشہور کتاب "تاریخ المرسلین والانبیاء والصلوٰۃ والسلام" ہے اور "تہذیب الآثار" و تحصیل الآثار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "الانباء" ہے میں نے اس باب میں اس کے علاوہ کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ لیکن وہ اس کو عمل نہ کر سکے۔ اصول اور فرائض میں ان کی بہت سی کتب ہیں۔ فقہیہ کے علاوہ اہل اہل میں بھی ان کی کتب ہیں۔ چھ مساک میں ان کا فقہ ہے جو میں نے ان سے حفظ کئے ہیں۔

امام ابو حامد احمد بن محمد الاسفہانی ملکی نے کہا ہے کہ تفسیر ابن جریر کے حصول کے لئے اگر کسی کو ممکن کا سفر کرنا پڑ جائے تو یہ زیادہ نہیں ہے۔ امام ابو بکر بن جریر نے کہا ہے کہ میں نے اس کے اول آفرود دیکھا ہے وہ سنے کو نہیں پڑھتا کہ بن جریر سے بڑا کوئی عالم نظر نہیں آیا۔

خطیب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ابن جریر چالیس سال تک

روزانہ چالیس ورگے کھار کرتے تھے۔ ان کے شاگرد ابو جعفر عبد اللہ بن احمد بن جعفر وافر عالمی نے اپنی کتاب "اصول" میں کہا ہے (یہ امام ابن جریر کی تاریخ کو طے دانی کتاب ہے) کہ ان کے شاگردوں نے ان کی زندگی کے تمام دنوں کا حساب لگا یا بلوٹے۔ وفات تک ۸۶۰ سال کے تھے۔ پھر ان کی زندگی کے ایام پر ان کی مصطفات کے اوراق پر تقسیم کئے۔ تو ہر دن پر چودہ ورق تقسیم ہوئے۔ یہ کسی انسان کے سب میں خالقِ حقیقی کی عبادت کے اخیر ممکن نہیں۔

ان کے شاگرد ابو بکر بن کمال احمد بن کمال الجعفی القاضی ابن جریر کے ساتھی نے کہا مجھ کو ابو جعفر نے کہا کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور لوگوں کو میں نے آٹھ سال کی عمر میں نماز پڑھائی اور نو سال کی عمر میں میں نے کتابت حدیث شروع کی میرے والد نے خواب میں دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ میرے پاس ایک تھیلا ہے اس میں حجر مرمر ہے ہوتے ہیں وہ حجر میں ان کے سامنے بیٹھ کر رہا ہوں مگر نے میرے والد کو کہا کہ اگر یہ بڑا ہو گیا تو دین کی شخصیت کرے گا اور شریعت سے لفظ باتوں کو دور کرے گا تو میرے والد نے تحصیلِ علم میری اعانت کی میں اس وقت بہت چھوٹا تھا۔

مجموعہ بن حمید ہارازی کے ہاں بیٹہ کر لکھا کرتے تھے اور بات میں کئی مرتبہ ہم کو دیکھنے کے لئے لگا کرتے تھے اور جو کچھ ہم لکھتے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور دیکھتے ہوئے کو ہم سے سنتے اور ہم احمد بن حماد والدہ کو لای کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور دینی کی ایک ہستی میں رہتے تھے ان کی کشتی اور ریلی کے درمیان ایک دشت تھا اور ہم جوانوں کی طرح اس میں بھاگتے تاکہ ہم ابن حمید کی مجلس میں پہنچ جائیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابن حمید سے ایک لاکھ سے زائد احادیث لیں۔

ایک سفر میں وہ کوٹھ گئے اور کئی محدثین سے انہوں نے کتابت حدیث کی۔ ان میں ابو کریم محمد بن اعطاء احمد انی ہیں۔ جو بہت سخت حوائی تھے اور کبار محدثین میں سے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں کچھ اصحاب حدیث کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر گیا تو انہوں نے دروازے سے اوپر طاقی سے ہم کو دیکھا۔ اصحاب حدیث ان کے گھر میں داخل ہوئے چاہتے تھے اور خود کر رہے تھے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ مجھ سے کھانا ہوتا ہے میں نے کسی کو یاد ہے تو

ہمارے ساتھی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے پھر انہوں نے میری طرف دیکھا کہ تجھ کو ان کا کچھ لکھا دیا ہے میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا ان کو یاد ہے اس سے پہچیں۔ میں نے بتایا کہ فلاں دن انہوں نے یہ حدیث بیان کی اور فلاں دن یہ بیان کی تھی۔

فرمایا کہ ابو کریم ایک مسئلہ میں غور و خوض کر رہے یہاں تک کہ دو مسلمان کے بی میں ان کو بہت ٹرائ لگا پھر ان کو کہا کہ اندر میرے پاس آ جاؤ یہ اندر گئے وہ ان کی قدر و منزلت کو یاد جو ان کی مصنفی کے جانتے تھے ان کو انہوں نے اپنی احادیث کے ذخیرہ کی سمولت مہیا کی تو دوسرے لوگوں کو بھی سماع کا موقع مل گیا کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابو کریم سے ایک لاکھ احادیث کی سماعت کی پھر حدیث الاسلام بغداد کی طرف واپس آئے۔ وہاں انہوں نے احادیث لکھیں اور ایک حدیث تک وہاں مقیم رہے نقد حاصل کی اور علوم قرآن پڑھے۔ امام شلب سے اشعار کی روایت کی۔ ابو عمر محمد بن عبد اللہ الوائجد کہتے ہیں کہ میں نے شلب کو کہتے ہوئے سنا کہ ابو جعفر طبری نے میرے پاس شعرا کے شعر۔ میرے ہاں لوگوں کے کلام گئے سے بہت طویل زمانہ پہلے پڑھے تھے۔

پھر آپ بغداد چھوڑ کر مصر کے لئے نکل گئے۔ اسی دوران سفر میں آپ نے شام جمس اور سرحدات کے مشائخ سے کتابت حدیث کی پھر آپ ۲۵۳ھ میں شام گئے وہاں جوشیون اور اصل علم تھے ان سے کثرت کے ساتھ کتابت حدیث کی امام شافعی امام مالک اور ابن وہب کے علوم میں۔ پھر آپ شام واپس آ گئے اور ۲۵۶ھ میں واپس مصر لوٹ گئے۔

آپ دنیا دار اصل دنیا سے کنارہ کش تھے اور اپنے آپ کو ان چیزوں سے قنصلوں سے بہت بلند و بالا رکھتے تھے اور آپ اس قدر قوی کی طرح تھے جو قرآن کے علاوہ کسی چیز کو نہ جانتا ہو اور اس محدث کی طرح تھے جو سانسے حدیث کے کسی چیز کو نہ جانتا ہو اور اس صاحب کی طرح تھے جو حساب کے علاوہ کسی چیز کو نہ جانتا ہو آپ عالم باطنیات اور جامع علوم تھے۔ آپ جب ان کی اور دوسروں کی کتابوں کو دیکھیں گے تو آپ ان کی کتابوں کی دوسری کتابوں پر ایک کونہ نقیضت پائیں گے۔

ابو جعفر غایب میں بہت جھگڑا اور ہوشیار تھے۔ باطن میں بہت صاف سحرے تھے۔ ہم

مجلسوں کے ساتھ حسن معاشرت کرنے والے تھے اپنے اصحاب کی خبر گیری رکھنے والے تھے اور تمام احوال میں نہایت ہی مہذب تھے کھانے پینے اور لباس میں اور اپنے احوال نفس کی خاموشیوں میں ایسے ادب والے تھے اپنے بھائی بندوں کے ساتھ کشادہ روی والے تھے اور بعض مرتبہ ان کے ساتھ اچھے کھان کد میں بھی شریک ہوا کرتے تھے کبھی ان کے سامنے اچھے لیٹھے لائے جاتے تو وہ ان کو اس قسم کے امانی میں جاری کرتے جو ان کو سانس اور لطف سے خارج نہ کرتے تھے گو یہ کہ وہ اس میں بھی بچوں کے سچے اور اچھے علم والے تھے۔

جب کبھی ان کو دعوت دینے کے لئے بلایا جاتا تو وہ اس میں کٹ ریف لے جاتے اس دن ان کی وجہ سے وہاں لوگ حاضر ہوتے۔ ان کی کٹ ریف آدنی کی وجہ سے وہ ان شرف والا دن ہوتا اپنے بعض اصحاب کے ساتھ معمر، امیر شریف لے جاتے اور وہاں عاتنا کا دل فرماتے مجلس کے بعد جب وہ اپنے گھر داخل ہوتے تو یہ اصناف میں مشغولیت کے اس انتہائی اہم کام میں مداخلت کی وجہ سے کسی کا نامہ داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوا کرتی تھی۔

ابو بکر بن کاظم نے کہا کہ ابو جعفر ہر علم سے بھر پور تھے وہ افلاک جو اصل علم کے شایان نہ ہوتے وہ ان سے دور رہنے والے تھے وہ ان اخلاق کو پسند نہ کرتے تھے جو برے ہوتے اگرچہ وہ مر جاتے تمام احوال میں سچائی کو پسند فرماتے ابو جعفر کہا کرتے تھے کہ میں نے کبھی بھی حرام یا حلال میں متاثر ہونے کے لئے اپنی سرال نہیں کوئی۔

اسناد گھر داخل نہ کیا کہ ان سے یہ بات بھی متبادل نہیں کہ انہوں نے کبھی اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع کیا ہو وہ اپنے افادہ و استفادہ کے معانی بن کر نہ جانے بعض سخت سے نقل کیا ہے کہ وہ ابو جعفر علی، مصداقہ کے پاس ان کی موت سے تھوڑی دیر قبل موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد وفات ہو گئے تو ان کے سامنے جعفر بن محمد سے ایک دعا کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کاغذ اور روایت منکوا کر اس کو لکھ دیا کہ انہوں نے اس حالت میں بھی تو فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ وہ علم کے امتیاز کو مرے دم تک نہ چھوڑے۔

۲۰ شوال ۳۱۵ھ میں ۸۲۶ برس کی عمر پا کر وفات ہوئے نہ تو ان کے گرد کوئی بیوی تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے علم اور تعلیمات کا ایک ذخیرہ چھوڑا۔ اس دنیا کے ہوتے ہوئے نہ تو

وہ بھلا نہ جاسکتا ہے اور نہ اس سے جہالت برتی جاسکتی ہے ان کی یہ تعلیمات دوروں کی نیک اور صالح اولاد کی طرح ہیں جن کی شکل کی وجہ سے والدین غیر کے ساتھ یاد رکھتے جاتے ہیں بلکہ نسل اور اولاد سے زیادہ یہ ان کی یاد بانی کروا دیتے رہتے ہیں۔

ان کے احوال طویل اس لئے ہوئے کہ صاحب احوال کے محاسن اور اوصاف جن سے وہ متصف تھے بہت زیادہ ہیں۔ ابو اعلیٰ نے کہا کہ میری شاہ صاحب شاہ کی طرح طویل ہو گئی بہت قوی شاہی پست ہوتی ہے۔

فراغتِ علم کے لیے عجوبہ:

(۲۹۹) ابن حجر بن عساکر میں امام ابو بکر محمد بن القاسم بن محمد الازہاری 'مفسر'، 'ربیع' راوی 'حافظ'، 'مجدد'، 'مفتی'، 'محدث' (ولادت ۳۸۸ھ وفات ۴۸۸ھ) ہیں۔ یہ امام اپنی پوری زندگی میں اچھے کسانوں سے پرہیز میں رہے ہیں حالانکہ بادشاہوں کے دسترخوان ان کے سامنے پیش کئے جاتے رہے لیکن یہ اپنی پرہیز پر قائم رہے اور غور و فکر کی قربت سے بچتے رہے جبکہ ان کے گھر داران کے کمرے میں محال اور خوبصورت عورت داخل ہوتی علم کے لئے قراغت پر قائم رہنے کے لئے ایک عجیب تھے۔ حفظہ علم مجرور زندگی اور زہد میں سوائے نہیں تصانیف کے ان کی ان کے بعد کو اولاد اور نسل نہ تھی ان کے دور کا یہاں بڑا سے زائد ہیں اللہ کے لئے ان کا خیر کثیر ہو علم ان کے دل پر کتنا گراں تھا۔

وہ خود اور ادب میں سب سے بڑے عالم تھے اور یہ علوم ان کو سب سے زیادہ یاد تھے۔ اپنے زمانہ کے اند کے جم غفیر سے انہوں سے سنا کر کیا اور اسی کثرت کی وجہ سے ان سے کبھی سنا گیا تھا یہ ہے کہ فاضل دیندار اور بہت بھلائیوں والے اصل حنفی تھے انہوں نے بہت سی کتب علوم القرآن 'غریب اللہ' مشکل اللہ، وقت اور ابتداء میں تصنیف کیں۔

اور جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کو تین لاکھ سے زیادہ اشعار یاد تھے قرآن کریم کے علوم پر یہ اس سے استفادہ کیا کرتے تھے بغیر کتاب کے وہ اپنی یاد سے احادیث کو یاد کرتے تھے ان سے جو کچھ بھی لکھا گیا اس میں ان کی عادت یہی تھی ان کی مصنف اور ان کی کلامی پر مشتمل ہوتی

جیس انھوی نھوی تبار بخئی تفسیری اور اشعار نوادہ پر۔

ایک مرتبہ بتا رہے تھان کے اصحاب ان کی عبادت کے لئے گئے انہوں نے ان کے والد کو دیکھا کہ وہ بہت ہی غلظ اور پریشانی کا مظاہر کر رہے ہیں تو انہوں نے ان کو کھلی دی اور بکر کی عافیت کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میں غلظ اور پریشانی کا مظاہر کیوں نہ کروں کہ یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ سب کچھ اس نے حفظ کیا ہے اور ایک جہی تمام کے بنے ہوئے منہ کی طرف اشارہ کیا جو کہ ہے بھرا ہوا تھا۔

وہ ملت نھو شھر اور تفسیر قرآن کے بہت بڑے حافظ تھے بیان کیا گیا ہے کہ ان کو ایک سو تیس ظہیر استاد کے ساتھ پڑھیں ان کے شاگرد ابو اعلیٰ بن یونس نے کہا کہ ابو بکر بن الانباری حفظ کے معاملہ میں اللہ کی نشانی تھے ان کے شاگرد مشہور ابو ابی الہی القالی کہتے ہیں کہ ابو بکر بن الانباری کو تین لاکھ ایسے اشعار یاد تھے جن کے شاعر قرآن کریم میں موجود تھے۔ وہ بہت ثقہ و پندار اور سچے تھے۔ محمد بن اسحاق اللدیمی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ اپنے والد سے افضل اور زیادہ عالم تھے۔ انھیں ذکی فطین انھیں شریعت والے سراج حفظ تھے اس کے ساتھ ہی وہ نیک اور صلہ میں سے تھے۔ ان سے لغزش نہیں ہوتی تھی حاضر جوابی اور دہانت میں ضرب باطل تھے۔

ابو الحسن العروضی نے بیان کیا ہے کہ ابن الانباری عباسی خلیفہ احمد بن المعتز درامی باللہ کے ہاں آیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک لوہڑی نے ابن الانباری سے ایک خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو مجھے بیت الخلاء جانے کی شدید حاجت ہے اس وقت وہ چلے گئے اور اس سے اگلے دن وہ تعبیر لڑایا کے عالم میں گئے کیونکہ اس دن جب وہ گئے تو انہوں نے کہانی کی تعبیر لڑایا کا مسالہ دیا اور پھر واپس آ گئے۔

عزیز بن محمد اللدیمی کہتے ہیں کہ ان کے بچے شمس حافظ ہونے کے باوجود وہ نہایت ہی متواضع اور زہد تھے۔ ابو الحسن لہذا نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو کہ ابن ان کے مجلس علماء میں حاضر ہوا۔ استاد حدیث میں ایک مہمان تھا انہوں نے کہا کہ جان بکر بکر بیان اور پھر فرمایا جان۔

ابو الحسن کہتے ہیں کہ میں جسے جلالت شان اور عظمت والے سے ایسا وہم ہو جاتا مجھ پر

بہت گراں گذرا میں نے خیال کیا کہ میں اس میں اس کی موافقت کروں جب علماء ختم ہو گئی تو میں علماء کروانے والے کے پاس گیا اور اس وہم کا ذکر کر دیا اور جو کچھ تھا وہ ان کو بتا دیا پھر چلا گیا جب اگلے سال جو مجلس علماء میں آئے تو ابو بکر نے علماء کروانے والے کو کہا کہ عارضہ بین کو بتا دو کہ گذشتہ جمعہ ہم علماء گردارہ تھے تو اس میں جو علماء ہم ہم سے نکھڑا۔ اس نوجوان نے بھی ہم پر ہم کو متنبہ کیا۔ یہ نام اس طرح ہے اور اس نوجوان کو بھی بتا دو کہ پھر جب ہم نے اصلی طرف سے رجعت کی تو ہم نے اسی طرح پایا جس طرح اس نوجوان نے کیا تھا۔

ابو الحسن العروضی نے بیان کیا کہ میں اور ابن الانباری درامی باللہ کے ہاں کھانے پر بیٹھتے تھے۔ ابو بکر نے بار بار پانی کو اپنے کھانے کے پارے میں بتا دیا تھا کہ وہ ان کے لئے اونت کا خشک گوشت بنائے لڑایا کہ ہم نے کھانوں کے مختلف انواع و اقسام تناول کئے اور وہ اسی خشک گوشت کے ساتھ کئے رہے۔ جب ہم فارغ ہو گئے تو محمد بن مسلم کا مولا آیا کیا لیکن انہوں نے اس کو چٹکھا جس میں بھریم تمام وہم و قسم کے بھڑین کپڑوں والے بستر میں سونے کے لئے اٹھے۔ تو ابو بکر اس وہم و کپڑے کے بستر پر نہیں بلکہ اس کے سامنے نیچے سو گئے اور ہم ان بستروں کے اوپر سو گئے اور ضرر کس انہوں نے پانی بھی نہیں پیا۔

جب صبر کے بعد کوفت ہو تو انہوں نے تمام کو کہا کہ اپنا کام کرو۔ غلام منک سے پانی لایا انہوں نے رفق کا شکر ادا کیا چھوڑ دیا مجھ پر یہ معاملہ ختم گراں گذرا اور میں نے امیر المومنین کو دے دے اور ذری۔ انہوں نے مجھ کو اپنی مجلس میں حاضر ہونے کا حکم دیا اور پھر مجھ کو لایا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس شخص نے اپنے منہ کے لئے جو حکام مرتب کیا ہے اس میں حاکم ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ اپنے منہ کے ساتھ حسن معاشرت نہیں کرتا۔ یہ اس کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ کہتے ہیں امیر المومنین نہیں پڑے اور کہا کہ اس میں ایک لذت ہے اب یہ اس کی عادت ہو چکی ہے اور اس کو اس کے ساتھ اہلالت ہو چکی ہے اس کو تکلیف نہیں ہوتی۔

پھر میں نے ان کو کہا کہ ابو بکر تم یہ پانتا کیا شکر کر رہے ہو انہوں نے کہا کہ میں اپنے حفظ اور اپنے آپ کو پانی رکھنا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ لوگ تمہارے پہلے حفظ کو بہت کھینچتے ہیں تم اور کیا حفظ کرنا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ میں تیرے صدوق اور حفظ کرنا چاہتا ہوں محمد بن جعفر انھیں انھوی کہتے ہیں کہ یہ معتز ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی نے حفظ نہیں کی۔

وہ بکر بن ابی اٹھا کر سو گئے۔ پھر کہتے کہ بہت اچھی چیز ہو لیکن تم سے بھی زیادہ پاکیزہ اور

اور اس علم کا حلقہ کرتے جو اللہ نے مجھ کو عطا کیا۔ جب مرض الموت میں بیمار ہوئے۔ تو جس چیز کو دل میں چاہا وہ انہوں نے کھائی اور کہا کہ یہ بھی مرض الموت ہی ہے۔

ایک دن غلام اور کوٹھیاں فروخت کرنے والے دلال کے پاس گئے۔ ایک کوٹھی دیکھی جو خوبصورت اور تمام صفات سے مستحق تھی۔ کہتے ہیں وہ میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں وہیں سے سیدہ حائبرہ امینہ رضی اللہ عنہا کو گھر چلا گیا انہوں نے مجھ کو کہا کہ اس وقت تم کہیں سے آ گئے ہو۔ میں نے ان کو یہ بات بتائی انہوں نے غلام کو حکم دیا وہ گیا اور کوٹھی خرید کر لے آیا اور میرے گھر چھوڑ دی۔ جب میں گھر واپس آیا تو کوٹھی کو وہاں موجود پایا۔ یہ معاملہ کیسے ہوا مجھ کو اس کا علم ہو گیا۔

میں نے اس کو کہا کہ اعتباراً اور ہم تک اور پر والی منزل پر پہنچا اعتباراً ایک شخص سے ہو جاتا ہے اور میں اس مسئلہ کی تلاش جو مجھ پر مشتمل ہو گیا تھا۔ کے لئے بیٹھ گیا لیکن میرا دل علمی طرف پائل نہ لگا۔ تو میں نے غلام کو کہا کہ اس کو پھر دلال کے پاس لے جاؤ۔ اس کی سختی وقت نہیں کہ میں اپنے علم سے اپنا دل اس کی وجہ سے اچانک کروں غلام اس کو پھر دلال کے پاس لے جانے لگا۔ تو اس نے غلام کو کہا کہ ذرا مجھ کو چھوڑ کر میں اس کے ساتھ دو جاؤں تو کروں۔ اس نے مجھ کو کہا کہ آپ صاحب حیثیت اور صاحب عقل شخص ہیں۔ اب جبکہ آپ مجھ کو نکال رہے ہیں اور کوئی گناہ بھی نہیں بتا رہا ہے تو لوگ میرے بارے میں پرہیزگار کریں گے۔ مجھ کو نکالنے سے پہلے میرا عیب بتلاؤ میں نے کہا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں صرف یہ کہ آپ کی وجہ سے میری توجہ علم سے ہٹ گئی ہے اس نے کہا یہ آسان بات ہے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ جب اس بات کا علم ہو گیا تو فرمایا کہ اس شخص سے غلام کو کسی شخص کے بیٹے میں علم کی عطا نہ کرنا مناسب نہیں رحمت اللہ تعالیٰ علیہ۔

میں غلام کو میں ابوعلی کا بچہ ہوں:

(۲۹۷) ابن جریر میں سے ایک اپنے زمانہ کے عربیت کے امام ابوعلی الفراء مہتمم بن

احمر (۱۱۰ و ۱۱۱) کا وفات کے بعد ۳۰۲ھ کو مر گیا تھا۔

آپ کی ولادت ملک فارس کے شہر "کسا" میں ہوئی اس نسبت کی وجہ سے آپ کو فارسی

فکونی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے علم طلب کیا پھر ۳۰۵ھ میں بغداد چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔

پھر وہ مختلف شروں میں گئے۔ ملک شام میں داخل ہوئے۔ طب پڑھیں اور ۳۰۳ھ میں انحران گئے۔ ۳۰۴ھ میں امیر سیف الدولہ بن مران کے پاس تقریباً سات سال رہے۔ مشہور شاعر ابوخلیب جعفی اور ان کے درمیان کی سال جیاس منقہ ہوئے۔ ابن خلایہ کے ساتھ طب میں خصوصیت کی وجہ سے یہ زبائن میں بھی جتا ہوئے یہ عام سیف الدولہ کے فرام اور قرطبہ لوگوں میں سے تھے۔ تو ابوعلی کا بال رہتا نہ کو کارو تھا۔

ابوعلی نے طب شہر چھوڑ دیا اور وہیں فارس آ گئے ۳۰۸ھ میں یہ شیراز شہر میں وارد ہوئے۔ وہیں میں سال رہے اور بادشاہ عضد الدولہ کے پاس آتے جاتے رہے۔ ان کے پاس انہوں نے بڑا مقام پایا ان کو علم جو بحالی عضد الدولہ بادشاہ کیا کرتا تھا کہ میں غم خوش ابوعلی کا بچہ ہوں ابوعلی نے ان کے لئے کتاب "الاصحاح" تصنیف کی اور کتاب "المسند" جب عضد الدولہ نے بغداد پر کنٹرول حاصل کیا تو ابوعلی پھر بغداد آ گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ امام ابوعلی اپنے مشروں میں اور ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتے وقت غلام کی جیاس میں جاتے اور طلبہ کے ساتھ حاضر ہوتے۔ اور میرے پورے مشکل سوالات کا جواب دیتے جو ان کی طرف متوجہ کئے جاتے۔ ان سوالات اور دوسرے مسائل پر انہوں نے بہت کتابیں تصنیف کیں۔ طب شیراز بغداد بصرہ وغیرہ میں کبار علماء سے سوالات پوچھتے گئے تو انہوں نے سائلین کے جواب کے لئے کتابیں تصنیف کیں جس شہر میں کتاب تصنیف کی اسی شہر کی طرف نسبت کی جیسے "المجدایات" "البصریات" "الاصحاحات" "المطیر فی الزیات" وغیرہ۔

اللہ نے ابوعلی کی عمر میں برکت فرمائی تھی آپ تقریباً ۹۰ برس زندہ رہے اور اعلیٰ علم کی خدمت کرتے رہے طبع القرآن اور علوم اضرہ میں انہوں نے اپنی نوٹ کی مکتوباتیں تصنیف کیں شادی نہیں کی اور اپنے پیچھے کسی کو نہیں چھوڑا۔ ان کی اولاد اور نسل وہ کتابیں جس جو ان کے بعد آج تک باقی ہیں یہ تقریباً ۲۰۰ کتابیں ہیں۔

امام ابن جہی امام ابوعلی الفراء کے خاص شاگرد ہیں سے تھے اور ان کے ساتھ اجتہادی عقیدت اور وحدت رکھتے تھے انہوں نے اپنی کتاب میں خوب فی الجرائد کی تعریف کی ان کے علوم اور معارف کے اقتباسات نقل کئے اور انہیں نقل کئے کہ قریب تھا کہ ان کے علم کا احاطہ کر لیتے انہوں نے ان کی مجرور زندگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تقسیم دوا لیل کی وجہ سے تو انہی کا حاصل دوا سیکس کی وجہ سے دوا بیچوں نے خالی رہے۔

معمولی حصہ جس کا حصول ممکن ہو سکے وہ دستبردار نہیں ہوتے۔ پس علم ان کے لئے بھلائی و نفع اور فلاح ہے۔

(۲۸۶) شادی کو اس کے تمام خیر و نفع کے باوجود وہ حضرات اس کو اس شریف مقصد کے حصول میں رکاوٹ سمجھتے ہیں اور اس کو وہ گئے کا طوق اور ہاتھ کی جھکڑی سمجھتے تھے۔ جو ان کے لئے سد راہ بن رہا تھا علم کے لئے چھلانگ سے دور مقصد مزید کے حصول سے اس لئے انہوں نے اپنے حلقہ نفس کو جو کئی اہم مسائل کے ساتھ خاص تھا کو اس چیز پر ترجیح دی جس کا نفع اہم تھا اور یہ کام انہوں نے محض اپنے اجتہاد سے زیادہ قیمت والی چیز پر کیا اور انہوں نے اللہ کی نیا د اور رضا مندی ۱۱۸ راست اختیار کیا۔

شادی متابعتِ علم میں ایک رکاوٹ ہے:

(۲۸۷) ہم میں سے کوئی شخص بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ تعلقات کی کثرت انسان کو جسم کی مشغولیت اور علم کی تحصیل سے نکال دیتی ہے نوجوان دور و زہد قوی ترین مشغول ہیں اگرچہ ہم اس کا اقرار نہ بھی کریں۔ بہت سارے لوگوں کی نظر میں یہ قانع عنِ اعظم ہے یہاں تک کہ بشرطِ عافی رحمہ اللہ نے اس بارے میں ایک مشہور حکم کہا ہے کہ ”علم جو دونوں کی راہوں میں ضائع ہو گیا ہے“ اور یہ موقوف ان الفاظ کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ”علم جو دونوں کی راہوں میں ذبح کیا گیا ہے“ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ بہت سارے اہل علم کو شادی اور شادی کے مشغولیت اور اولاد کی ضروریات کی ذمہ داری نے متابعتِ علم سے روک دیا تو اس توقف کی وجہ سے ان کا علم کمزور ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شادی معنوی اور مادی ذمہ داریوں کی وجہ سے بہت بھاری بوجھ ہوتا ہے اور ان ذمہ داریوں کی وجہ سے یہ بہت سارا وقت علم کا لئے لیتا ہے اور کبھی تو علم کے اوقات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی ذمہ داری جانتے ہیں۔ سہیہ کہ ہر صاحبِ علم شادی شدہ کو یہ بات معلوم ہے کہ وہ علم کی جستجو چاہتا ہے لیکن شادی کی وجہ سے وہ علم کی متابعت سے محروم رہتا ہے۔

”آٹھواں باب“

”مال کثیر اور مملو کات کو تحصیلِ علم اور

ملاقاتِ شیوخ کے لئے خرچ کرنے کے بیان میں“

ان کے میزان میں علم مال پر راجح تھا

(۳۹۸) اس باب کو شدائد پر صبر اور مشقتوں کو برداشت کرنے کا باب سمجھنا چاہیے۔ صبر کہ ہم کو معلوم ہے کہ انسان فطرتی طور پر مال سے محبت رکھتا ہے اور ضرورتوں کو رفع کرنے کی وجہ سے انسان اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جو انسان کے طبیعت کے خالق ہیں فرماتے ہیں۔ "اللہ لیب العلم لشدید" کہ انسان کو مال کی سخت محبت ہے۔ تو اپنے آپ کو مال سے خالی کرنا عبادت اور کرم ہے اس کو خرق کرنا جبکہ نفس مال کے حاصل کرنے اور منع کرنے میں مشقت اٹھاتا ہے تو اکثر لوگوں کو مال خرچ کرنا دشوار ہوتا ہے اور اس سے زیادہ مشقت مشکل راستوں پر اپنے پاؤں سے چل کر جانا ہے اور کئی کئی اوقات بھوک پر صبر کرنا اور طویل زمانہ تک چمچے رہنا اس پر مشتمل ہے۔

مال کی محبت میں سختی اردو اس پر دوازہ رکبتیں ہیں اور کتنے آباء و اجداد بھائی اور بھینیں دور دور قریب کے رشتہ دار قتل کئے چاہتے ہیں۔ مال کی محبت قرابت اور محبت پر سرکشی کر کے غالب آ گیا۔ انسان مال کو اپنے قریبی محبوب پر ترجیح دیتا ہے یہی اور انسانی کی بات تو دور کی رہی۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ مال کا فراق نفس کے لئے باعث مشقت ہوتا ہے اور مال کی محبت دل میں ہوتی ہے۔

خرق اور رکعت کے ساتھ مال سے دستبردار ہونا ہر ایک کے لئے آسان نہیں ہوتا اور ہر انسان میں اس کی استطاعت بھی نہیں ہوتی۔ کتنے ایسے انسان ہیں جن کو غیر کے امور میں مال خرچ کرنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے انہی کو طیب کہتے ہیں۔ ہر شخص اچھا کام کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہر کرنے والا اس کا ختم ہوتا ہے۔

مال جیسا کہ کہا جاتا ہے روح کا ساتھی ہے تو اس کا خرق کرنا اس وجہ سے علماء کے حق میں شدائد کے زمرہ میں آتا ہے۔ اگرچہ جن علماء نے خرق کیا انہوں نے اس کو باغی بلکا سمجھ کر خرچ کیا۔ جبکہ قیمت میں ان کو علم حاصل ہوا اور یہ خرق کرنا مال کی کرم صحت کی وجہ سے اور زندگی میں نفع کی جگہ واقع ہونے سے جہالت کی بنیاد پر نہ تھا اور نہ یہ کہ مال کی محبت ان کے دل

میں نہجی بلکہ یہ بال کا خرچ ان کی نظر میں علم کے زیادہ قیمتی ہونے کی وجہ سے تھا۔ اور علم ان کی نظر میں زیادہ عزت والا تھا۔ ان کے حیران میں ہم عمل طور پر بال سے زیادہ راجح تھا۔

خزانوں کو کتابوں سے تعمیر کریں:

(۳۹۹) علماء کی زندگی کے اس گوشے کے ذکر کرنے میں بالہ اعلیٰ کے لئے ایک بھرپور نمونہ ہے اور اس میں ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے حاذیت کا عنصر ہے کہ اپنے نفس کو زیادہ علم کے ساتھ حرمین کرنے کے لئے وہ کلامات اور فیاضی سے بال خرچ کریں اور اپنے خزانوں کو کتابوں سے تعمیر کریں۔ اس لئے کہ نفس انسانی اگلی خبر سننے سے اچھا ہوتا ہے اور مرغوب و پسندیدہ خبر کے سننے سے نفس انسانی میں انبساط اور طرب پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ اس کا وقوع کا پند روزگار و نشاط ہے۔ سنے جیسا کہ تبار سے طار و سلف رحمہ اللہ تھے۔

اور جس شخص پر مطلوب کی عظمت ظاہر ہو جائے وہ اس کے حصول کے لئے ہر مرغوب کو خرچ کرتا ہے۔ امام ابن مطہم انھوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس نے علم کے لئے تکلیف برداشت کی وہ اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ جو مسیحاؤں کو پیغام نکاح دیتا ہے وہ خرچ برداشت کرتا ہے۔

امام فقیہ ابن حزم فطاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے پاس موجود اشیاء میں علم کو سب سے زیادہ قدر و منزلت والا نہ سمجھے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس پر مٹی ڈال دی جائے۔

امام یحییٰ بن معین کا علم کے حصول پر خرچ:

(۴۰۰) قاضی محمد سلیمان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”حسن الاخلاق اعلیٰ“ میں ذکر کیا ہے کہ امام یحییٰ بن معین کے والد معین عبداللہ بن مالک سے کسی شخص نے پھر ”ارنی“ کے خراج پر مقرر کئے گئے۔ جب وہ فوت ہوئے تو اپنے بیٹے یحییٰ کے لئے ایک لاکھ پچاس ہزار درہم چھوڑ گئے۔ امام یحییٰ نے یہ تمام رقم تحصیل علم پر خرچ کی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس پینے کے لئے جو تازہ پانی

امام ربیعہ الرائی کا سن گھڑت واقعہ:

قاضی محمد سلیمان نے اس کے بعد کہا کہ اس سے بڑی بات وہ ہے جو امام مالک کے شیخ ربیعہ الرائی جلیل اللہ رہا یہی کی والدہ نے کی۔ اس خاتون نے اپنے بیٹے کی تعلیم پر تیس ہزار دینار خرچ کئے۔ جو کہ ان کے شوہر آل سند کے مولیٰ فروغ نے ان کے پاس چھوڑے تھے اور خود جہاد کے لئے چلے گئے تھے۔ وہ جب واپس لوٹے تھے جب ان کے صاحبزادے میں مردانگی اور شجاعت حمل ہوئی تھی اور نوپا کہ اس کی والدہ نے ان کے لئے یہ دونوں چیزیں تھیں خرچہ کی تھیں اس کے والد کے مال سے جو وہ اس کی والدہ کے پاس چھوڑ کر گئے تھے۔ اس شخص نے بھی عورت کی اس کا کردہ کی کو قابل تحریف اور منافع بخش سمجھا۔

اس قصہ میں ایک عمدہ لطیفہ ہے جس کو لطیف نے ”تاریخ بغداد“ اور ابن خلکان نے ”وفیات الاعیان“ میں ذکر کیا ہے کہ ربیعہ کے والد فروغ بن غلامیہ کے دور میں خراسان کی فوج میں گئے اور بعد اس وقت مال کے پیادہ میں ملے۔ تھے انہوں نے اپنی بیوی ام البرہیدہ کے پاس تیس ہزار دینار چھوڑے فروغ تین سال کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے۔ یہ گھوڑے پر سوار تھے اور نیزہ دان کے ہاتھ میں تھا ”یہ گھوڑے سے اترے اور نیزہ سے دروازے کو دھکیلا اور بیسٹا دے باز نکلے اور کہا اسے اللہ کے دشمن کو میرے گھر پر حملہ کرتا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں پھر فروغ نے کہا اسے اللہ کے دشمن تو میرے گھر اور گھر میں داخل ہوا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تھم تھم کھائے گئے۔ یہاں تک کہ چڑی بھی بیچ ہو گئے یہ خبر امام مالک اور دوسرے مشائخ کو بھی ہوئی وہ بھی رو بہید کی ادھوا کو آئے جب وہ لوگ بھی پہنچے تو شوہر ہوا گیا اور ہر ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ بادشاہ کے دربار میں حاضر کے بغیر تھکو نہ چھوڑوں گا جبکہ انہوں نے امام مالک کو دیکھا تو سب خاموش ہو گئے۔

امام مالک نے کہا شیخ آپ اس گھر کے ملازم کسی گھر کی طلب ہے انہوں نے کہا یہ میرا گھر ہے اور میں فروغ مولیٰ آل سند رہوں عورت نے جب یہ بات سنی تو باہر نکل کر کہا کہ یہ میرے شوہر ہیں اور یہ ان کا چہرہ ہے۔ جب یہ جادے تھے تو میں ملے تھی۔ دونوں نے

معاذ کیا اور تمام روئے لگ پر سے فروغ اپنے گھر داخل ہوئے۔ پھر کہا کہ کیا یہ میرا بیٹا ہے۔
یہی نے کہا ہاں! پھر اس سے کہا کہ میرے پاس تو یہ چار ہزار درہم ہیں میں تمہارے پاس جو
مال چھوڑ کر گیا تھا وہ لاکھ اس کے کہا کہ مال تو میں نے زمین میں دفن کیا ہے۔ اس کو چند دن
بعد نکالوں گی۔

پھر ابید کل کر مسجد میں چلے گئے۔ امام مالکؒ حنین بن زید وغیرہ اشرف مدینہ ان کے
حلقہ درس میں آئے۔ لوگوں نے چاروں طرف سے رہید کو گھیر لیا۔ ان کی والدہ نے اپنے شوہر
فروغ کو کہا کہ چاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھ کر آؤ۔ جب انہوں نے
وہاں ایک عظیم الشان حلقہ کو دیکھا تو یہ بھی اس حلقہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ یہ عقداں کے
بیٹے، ابید کا تھا، رہید نے سر جھکایا ہوا تھا وہ اس کے والدہ نے اس کو نہیں دیکھا اس نے لمبی ٹوپی
جائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے والد کو شک رہا تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص کون ہے ان کو کہا گیا کہ
یہ رہید بن ابی عبد الرحمن ہیں۔

انہوں نے کہا بے شک اللہ نے میرے بیٹے کو بڑا مقام سعادت فرمایا ہے پھر گھر واپس آ
کر یہی کو کہا کہ میں نے میرے بیٹے کو ایسی حالت میں دیکھا کہ جس حالت میں کسی دوسرے
فقیر اور عالم کو نہیں دیکھا تو رہید کی والدہ نے کہا کہ اب تم کو کیا چیز چاہیے تمہیں بڑا درجہ یا
مقام دوسرے جس پر تمہارا بیٹا ہے انہوں نے کہا کہ میں مقام دوسرے اس نے کہا کہ میں نے مال اس
پر خرچ کیا انہوں نے کہا اللہ کی قسم تم مال کو نہ مانیں گے۔

(۳۰۱) عبداللہ بن کتبہؒ کہتے ہیں کہ جبہ میں سے پہلی مرتبہ یہ قصہ معلوم ہوا تو مجھ کو بہت اچھا
لگا پھر مجھ کو اس کی صحت پر شک ہونے لگا جبہ میں سے اس کی تحقیق کی تو کوئی واضح ثبوت نہ مل
سکا پھر میں نے مشہور ہندو عالم دھرم داسؒ کی کتاب ”تاریخ اسلام و طبقات المشاہیر
و الاعلام“ میں دیکھا کہ انہوں نے ریحہ اترائیؒ کی سوانح میں اس واقعہ کے وضع و کذب سے
پر وہ اٹھایا ہے۔

”ابولہ“ کے مصنف احمد بن محمد بن ابی یزید نے کہا کہ اس واقعہ میں کلام کیا گیا
ہے۔ ہم کو یحییٰ بن ابی طالب نے بیان کیا کہ انکو محمدؐ اوصحاب بن عطا نے کہا کہ مجھ کو مشہور

ہر نے بیان کیا کہ ”فروغ رہید کے والد لشکر میں خراسان گئے۔“ حافظہ دھرم نے پورا
واقعہ نقل کرنے کے بعد کہا کہ عجیب حکایت ہے اور اس کے جھوٹ ہونے کی کئی وجوہات
ہیں۔

ایک وجہ یہ ہے کہ رہید کا ستائیس سال کی عمر اس کوئی حلقہ نہیں تھا۔ بلکہ اس وقت رہید کا
کوئی حلقہ ہی نہیں تھا اس وقت تو شیخؒ اپنے کلام عالم سلیمان بن زیاد وغیرہ فقہاء مسند مروجہ
تھے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب رہید ستائیس سال کے تھے تو امام مالکؒ اس وقت دواہو پہنچے
ہوئے تھے۔ یاد رہی وہی اس کے بعد ہوئے۔

تیسری وجہ یہ کہ کسی کو بڑا درجہ اس وقت لوگوں میں نہیں تھا۔ اس کا رواج منصور کے
زمانہ میں ہوا۔ میرا خیال ہے کہ رہید نے یہ ٹوپی نہیں پہنی ہوگی اور اگر پہنی بھی ہو تو آخری
عمر میں جب ان کی عمر ستر برس کی ہوئی جو ابی میں نہیں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ستائیس سالوں کے افراد بات کے لئے بڑا درجہ یا اس سے کچھ
زیر درجہ کو کافی تھی۔ امام دھرم کا کلام مکمل ہو گیا۔ میں نے یہ واقعہ حدیث کے لئے نقل کیا کیونکہ
انکو لوگوں کو پہنچانے کا ہائی ہے۔ جیسا کہ حاضری ابن خلدون اور قاضی محمد سلیمان وغیرہ کو بھی ہے
اور موجودہ زمانہ کے بعض معاصرین کو بھی پہنچانے کا ہے۔

(۳۰۲) پھر علامہ شیخ محمد ابنیؒ نے حنفی کے نقاد کا جو انہوں نے امام سعفیؒ کی کتاب
”الارباب“ پر نقل کیا ہے۔ مجھ کو علم انہوں نے خطیب بغدادیؒ کی نقل کردہ اساتذہ سے یہ وہ
واقعہ ہے خطیب نے تو اساتذہ نقل کر کے اس پر چون نہیں کی جلد سوت لیا ہے۔ انہوں نے صحیح
اختلاف تک پہنچایا ہے اسلئے کہ بعض تحقیق یافتہ اس اساتذہ میں موجود ہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ نے
سعفیؒ سے ان کا کلام بھی امام ابی محمدؒ سے صحیح ہے۔ حافظہ احمد سعفیؒ نے اس
کی طرف اشارہ ”اصل“ سے حذف سے مانی بیان کیا گیا ہے سے کیا ہے۔ اس طرح سے سیف کے
ساتھ نقل کرنا بیش بہا بلکہ بطلان ہوتا ہے۔ لیکن اسے کچھ پہنچنے میں اور غافل ہے نہ رہتے
ہیں۔

الذی علیہ تشریف لائے تو امام احمد ان کے لئے کفر سے جو گھبرائے کو توبہ ہوا انہوں نے اپنی اولاد اور اصحاب کو کہا کہ ذی علی کے پاس جا کر اس سے علم لکھو ابو بکر بن ابی داؤد نے کہا کہ یہ امیر المؤمنین علی اللہ ہیٹھے۔

مسکین بن مسکین بن سفیان کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ الذہلی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عین سطر کے اور میں نے فضیل علم ہائیک لاکھ پچاس ہزار درہم خرچ کئے۔ میں مصر و یا تو شیر کے دروازے کے سامنے یحییٰ القطان کا جنازہ دیا یحییٰ القطان رحمہ اللہ کی وفات صفر ۱۹۵ھ میں ہوئی۔

(۳۱۳) دھمی کی "خاکہ فی اللہ" میں امام محمد بن حجر (متوفی ۷۲۵ھ) کی سوانح میں ابو الذہبی الکبیر ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن حجر الجرجانی "صاحب المسند" کے الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن حجر ثقہ ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ میں نے ستر لاکھ اور میرے ساتھ امام احمد کے شاگرد امام فقیر ابو یعقوب اسحاق بن منصور المروزی المعروف اسحاق الکلوچ تھے۔ میرے پاس نوے ۹۰ ہزار درہم تھے۔ اسحاق میرے لئے احادیث لکھا کرتے تھے اور ہر شہر میں شادی کیا کرتے تھے اور میں ان کا ہر ادائیگہ کرتا تھا۔ مصر کے حیدر کے شہر قلاہ میں ابن حجر نے اقامت اختیار کی اور وہیں فوت ہوئے۔

تین ملکہ سوا علم کے لیے خرچ کرنا:

(۳۱۵) امام دھمی کی "بیہ اعلام المصنفین" میں امام یعقوب بن شیبہ سندہ کی المصنفی المجلد اولیٰ و ثانیہ ۱۸۰۰ وفات ۷۵۰ھ میں ہے۔ ابن سوانح میں ہے: یحییٰ القطان رحمتہ اللہ علیہ الکبیر المصنف المسند الکبیر المصنف المجلدین ان کی سنیہ کی تین جلدیں مکمل ہوئیں۔ اگر ان کی مسانید مکمل ہو جائیں تو ایک سو چلارہم میں ہوئیں یہ سب سے پہلے صحابی کی مکمل سیرت کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر ان کی مروی احادیث کا ذکر کرتے ہیں اور مطلق احادیث کا ذکر کرتے ہیں اور ہال بہت کرتے ہیں اور جن واقعہ میں کرتے ہیں۔ مفید نتیجہ

اور شافعی ائمہ ان سے نکاح کرتے ہیں۔ مگر دیکھئے ۱۱۰۰ استاذ نہیں۔

امام ابو الحسن النضر اقلیٰ نے فرمایا کہ یعقوب بن شیبہ کی کتاب تمام پر لکھی ہوئی تھی بھی اس کا نقل کرتا اور جب ہے یعنی اگر کسی غیر مستحب جگہ پر بھی یہ کتاب لکھی ہوئی ہو تو پھر بھی اس کا نقل کرنا واجب ہے اس کو چھوڑنا نہیں جائے گا اور کوئی بھی شخص جان کا کٹنا نہیں۔

خطیب نے کہا ہے کہ انہوں نے مسند ابو یزید کے ایک نسخہ کا مصر میں مشاہدہ کیا ہے جو ۱۱۰۰ھ پر منقول تھا۔ دھمی نے مسند مرقہ۔ مسند ابن مسعود مسند عبد اللہ مسند عباس مسند قتیبہ بن خروان اور بعض سوادی کی مسانید کا مشاہدہ کیا اور پانچ جلدوں میں مسند علی کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔

خطیب کہتے ہیں کہ مجھ کو زہری نے بیان کیا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ یعقوب بن شیبہ کے گھر پر چالیس لحاف تھے۔ یہ لحاف انہوں نے لکھے والوں کے لئے رکھے تھے جو ان کے مصنف کی تحویں کیا کرتے تھے۔ اور اس پر انہوں نے ہر ہزار درہم خرچ کئے تھے دھمی نے کہا ہے کہ یعقوب بہت مال والے صاحب صحت و حرمت تھے۔ انہوں نے اپنے پوتے کو کہا کہ جب میری ولادت ہوئی تھی تو میرے والدین نے میرے لئے تین مٹکے سونے کے ہر کردہ لئے تھے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ ان کی عمر بمیں ہوئی اور وہ تمام مٹکے ہارواور پختا بھی ہو گئے تھے۔

تین لاکھ درہم خرچ کرنا:

(۳۱۶) حافظ ابو نعیم اصفہانی کی کتاب "ذکر اخبار اصفہانی" میں ابو جعفر المدنی احمد بن محمد بن محمد بن رحم (متوفی ۷۷۵ھ) کے احوال میں آیا ہے کہ انہوں نے شام مصر عراق میں کتابت کی اور مسند کی تصنیف کی۔

ابو محمد بن حیان کہتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ بن مندہ نے کہا کہ ہمارے ملک میں چالیس سال کے عمر میں ان سے زیادہ ثقہ شخص نے حدیث بیان نہیں کی یہ بہت مال والے اور صاحب جائیداد تھے اور اصفہان میں ان سے زیادہ احادیث جاننے والا کوئی نہ تھا۔ صحاح کے اصول اور بہت سی کتب کے مصنف تھے۔ اس پر انہوں نے تقریباً تین لاکھ درہم خرچ کئے۔ بہت مسند اور احادیث ۱۱۰۰ لے گئے۔ ان کی کتب سے قریب ۱۰۰۰ کتابیں گم ہوئی تھیں۔ پھر وہ کتاب ان کو واپس لوٹائی

گئی لیکن انہوں نے پھر اس کی روایت کرنا چھوڑ دی تھی اس احتیاط کی وجہ سے کسی مصنف نے اس میں تصرف نہ کیا ہے۔

(۳۱۷) قاض عیاض کی "ترتيب المدارك" میں ابو ذر کا بیٹا بنی مر بن یوسف بن عامر الکلبی الاندلسی (ولادت ۲۱۳ھ وفات ۲۸۹ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔

کما ذی اہل جہان میں سے تھے قرطبہ میں بچے کے زمانے میں کنوٹ اختیار کی اور آخر میں نوے کو طعن پایا۔ وہیں ان کی قبر ہے۔ ان صاحب وغیرہ سے علم حاصل کیا اور مصر میں ان کے تلمیذ بنی مر بن عامر سے سنا کیا ان کے وہب بن القاسم اور اصحاب کے اصحاب سے بھی سنا کیا۔

قاز میں ابو مصعب ازہری انصاری مرزوق بن کاسب احمد بن عمران الانطلس وغیرہ سے بھی سنا کیا اور ان سے ان کے بھائی محمد ابو بکر بن علی بن ابو الصرب محمد بن یوسف ابو العباس ابیانی اور احمد بن خالد الاندلسی نے فقہ حاصل کی۔ ان کے وقت میں سطرطہ انجلی کی طرف کیا جاتا تھا ابو الصرب نے کہا ہے کہ آپ فقہ میں امام شافعی انصاری تھے فقہ اور آثار میں آپ کثیر و کثرت تھے ابی مرویات کو سطرطہ میں رکھنے والے ان مرویات کی کتب کے عالم ان پر شدید اتفاق اور ان کی تصحیح کرنے والے تھے ان سطرطہ میں سے تھے۔ محمد بن کعبہ اصحاب میں ان کا شمار ہوتا تھا انہی سے فقہ حاصل کی اور سطرطہ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

کتاب میں نہ ملنے کی وجہ سے زمین فروخت کر کے سفر کرتا:

(۳۱۸) تاریخ السیاح کی "طبقات الشافعیہ" انگریزی میں فقہیہ حافظہ محدث امام ابو محمد عبدان بن محمد بن یحییٰ المرزوقی جن کا زہد اور حافظہ شرب الخلیل تھا (ولادت ۲۲۲ھ وفات ۲۹۳ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔

ابو سعد بن اصبغی نے کہا کہ "عبدان" وہ شخص ہیں جنہوں نے خزانہ میں احمد بن سہاء کے بعد امام شافعی کے مذہب کو اجاگر کیا۔ احمد بن سہاء نے رجب مروی سے مصر سے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتابیں خزانہ کے رکھے اور لوگوں کو تعجب میں مبتلا کیا ان میں سے بعض نے عبدان کی

کتب دیکھیں وہ ان کو لکھتا چاہتے تھے لیکن احمد بن سہاء نے ان کو اس سے منع کر دیا تو انہوں نے مزید ہمتی "جو جہاد" میں اپنی زمین فروخت کی اور مصر چلے گئے۔ وہاں وہ رطل اور دیگر اصحاب شوافع سے ملے اور ان کی کتابوں کو انہوں نے نقل کیا۔ فقہاء اور مشائخ میں ایسے لوگوں سے میں بنی سے دوسرے نہ مل سکے اور ان سے کتابیں نقل کیں۔ پھر شام اور عراق کی طرف سطرطہ اہل مصر سے انہوں نے کتابیں لکھیں اور مزید واپس آئے۔

احمد بن سہاء کو سطرطہ کرنے اور صابر کہا دینے کے لئے آئے اور ان کو کتابیں نہ دینے پر معذرت بھی کرنے کے لئے۔ تو عبدان نے ان کو کہا کہ معذرت نہ کریں بلکہ آپ نے تو مجھ پر اس بارے میں احسان کیا۔ اگر آپ مجھ کو کتابیں دے دیجئے تو میں انہی پر انکشاف کر لینا پھر میں مصر نہ جا سکتا اور اصحاب امام شافعی سے مل سکتا اس پر احمد بن سہاء خوش ہو گئے۔

لکھائی کی دس ہزار درہم اجرت:

(۳۱۹) دہمی کی "تذکرۃ الحفاظ" حافظہ مستند ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن یحییٰ بن الصریس انجلی ایرانی کتاب "فہام القرآن" کے مصنف (ولادت ۲۰۰ھ وفات ۲۹۳ھ رحمہ اللہ) کے تذکرے میں آیا ہے۔

بعض علماء نے کہا کہ کیم نے محمد بن یوسف کو کہتے ہوئے سنا کہ آخری مرتبہ جب میں مصر آیا تو میں نے صرف لکھنے والوں کو دس ہزار درہم اجرت دلائی۔

اسی ہزار درہم آٹھ تھوٹوں پر خرچ کرتا:

(۳۲۰) دہمی نے "معرفۃ القراء الکبار" میں ابو بکر اصبغی محمد بن عبد الرحیم اپنے زمانہ کے شیخ القراء (متوفی ۲۹۹ھ رحمہ اللہ) کی سوانح میں آیا ہے۔

عبد الباقی بن یحییٰ بن اصفغی نے کہا کہ محمد بن عبد الرحیم نے کہا کہ میں نے اصبغی سے مصر کا سطرطہ میرے پاس ہی ۸۰ ہزار درہم تھے جو میں نے آٹھ تھوٹوں پر خرچ کئے۔ یعنی ایک قرآن کے شیخ سے ایک مرتبہ فہم کیا پھر دوسرے قرآن کے شیخ سے اس طریقہ پر فہم کیا اور اسی ۸۰ ہزار درہم خرچ کئے۔

(۳۲۱) قطیب کی "تاریخ بغداد" اور سمعانی کی "الانساب" میں ابو بکر بن جعفر بن یحییٰ بن عمرو القصری بغدادی (متوفی ۳۲۹ھ مرصاد) کی سوانح میں آیا ہے۔

قصری، قصر بن یحییٰ، جو بغداد کی علمی داری میں ہے کی نسبت کی وجہ سے "ابن یحییٰ بغدادی" تھے پھر قصر بن یحییٰ آئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ اس کی طرف ان کی نسبت کی گئی۔ ابو الحسن الدار قطنی نے ان سے روایت کی کہ ابن یحییٰ نے کہا کہ میں نے بغداد میں لوہاروں کا چوڑہ تین ہزار دینار میں فروخت کیا اور یہ تمام رقم حدیث پر خرچ کی۔

فقراء و طلبہ پر خرچ کرنا

(۳۲۲) قطبی کی "انباء الرعاة علی انباء الخفا" میں ابن الکونی علی بن محمد بن ابو اسدی باغوی الملقب بالکونی (ولادت ۲۵۴ھ وفات ۳۳۹ھ مرصاد) کی سوانح میں آیا ہے۔ کہ وہ عالم صحیح الخفا روایت کرنے والے کتابوں کو جمع کرنے والے صادق الزویلج گیری بحث کرنے والے ابو العباس ثعلب کے خاص اصحاب میں سے تھے۔

ان کے والد کو فہ کے مالدار لوگوں میں سے تھے۔ ان کا یہ بیٹا ابتداء سے علم میں مشغول ہو گیا۔ جب ان کے والد فوت ہوئے تو پچاس ہزار دینار سے زیادہ چھوڑ کر گئے۔ انہوں نے وہ تمام طلب علم اور کتب کی خریداری کتابوں کے لکھنے لکھانے پر صرف کئے۔ اس مال سے ایک اچھا خاصہ مدرسہ انہوں نے حجاج طالب علموں پر بھی خرچ کیا۔ ان کا گھر فقراء و طلبہ میں گھرا ہوا تھا اور یہ فراوانی سے ان پر خرچ کرتے۔

ان کی کتابیں انتہائی شاندار اور صاف ستھری ہیں، کچھ اس زمانہ میں موجود ہیں جب ان کو دیکھا جاتا ہے تو وہ ان کی بیداری بحث اور رغبت پر دلالت کرتے ہیں۔ انہوں نے ہر فن کی کتاب کے لئے کتب خانہ میں جگہ مخصوص کی تھی اور ہر کتاب کی ابتداء میں علامت لکھی ہوتی ہے کہ کب وقت ضرورت اس کو لیا جائے اور ضرورت ختم ہو جانے کے بعد اس کو اسی جگہ کی طرف لوٹا دیا جائے۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے یہ ان کا کتابخانہ افضل ہے۔

فوائد علم کی تلاش نے ان کو تصنیف کا سواکھ نہیں دیا ان کی ایک ہی تصنیف "معانی اشعر و اشعار العلماء فی ذلک" دیکھی گئی ہے۔

طلبہ علم کے لیے صدقات جاریہ:

(۳۲۳) "ذکر الخفا" میں حافظ قلیہ نام محدث بغدادی علی بن احمد بن علی ابو اسحاق البخاری المصنوع (ولادت ۲۹۰ھ وفات ۳۵۱ھ مرصاد) کی سوانح میں آیا ہے۔ وہ علم کا مستقر اور روایت کے مستند تھے۔ طلبہ علم حدیث کے لئے ان کے کدے عراق اور

جنتان میں صدقات جاری تھے۔

حاکم کہتے ہیں کہ درج نے عکدہ المنکر مد میں دارالمنہاجہ میں جرار دینار میں خرید لیا تھا۔ خطیب کہتے ہیں کہ درج نے اپنی تصنیف ”السنہ الکبیر“ ابن علقمہ کے پاس نظر ثانی کے لئے بھیجی اور درویشوں کے درمیان ایک دینار کھانا دینے سے کہتے ہیں کہ مجھے درج اپنے گھر لے گیا اور مجھے ایک چھوٹا مال کا جو دار سے ڈھکا ہوا تھا دکھایا اور کہا کہ جتنا چاہو لے لو میں نے ان کا شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ مجھ کو ضرورت نہیں۔

جو ایک رات میں فقیہ ہونا چاہے

(۳۲۳) ”تذکرۃ الحفاظ“ میں حافظ امام ابو محمد بن عبد اللہ بن زکریا الشیبانی الجوزی اہل بصرہ کے تالیفات پر کتاب ”الصحیح المصحح علی صحیح مسلم“ کے مصنف (ولادت ۳۰۶ھ وفات ۳۸۸ھ) کی سوانح میں آیا ہے۔

کہ جب انہوں نے ”المدون“ کتاب کی تشریح اور اختصار میں کتاب بھی تو اس کا نام ”التقریب“ رکھا طلبہ نے اس کتاب کو مناظرہ میں استعمال کیا اور اس سے نسخہ حاصل کیا۔ جب انہوں نے اس کتاب کی تالیف مکمل کی تو اس کا ایک نسخہ صفحہ شریف میں بھی داخل ہوا۔

عبدالحق بن محمد بن بardon احمی القرظی اہل بصرہ۔ مصنف فقہی اور عالم تھے۔ ان کی وفات ۳۶۶ھ میں اسکندریہ میں ہوئی۔ انہوں نے مصنف سے اس کے بعد سفر نہیں کیا۔ جب انہوں نے یہ کتاب دیکھی پڑھی اور ان کے جو اقوال اس میں داخل کئے گئے تھے وہ دیکھتے تو انہوں نے اس کتاب کو چھوٹا سمجھا اور اس کو خریدنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ان کے پاس قیمت پوری نہ ہوئی۔ تو انہوں نے گھر کا سامان فروخت کر کے کتاب خریدی اس کے بعد کتاب زیادہ مہنگی ہو گئی اور لوگوں نے کتاب کی طرف رجعت کی۔

فقیہ ابو الولید بن عثام بن احمد کہا کرتے تھے کہ جو ایک رات میں فقیہ ہونا چاہے اس کو بڑی لمبی کتاب پڑھنی چاہئے۔

میرے لیے زندگی کا ایک لمحہ ضائع کرنا جائز نہیں۔

(۳۲۴) حافظ ابن رجب کی ”ذیل طبقات الصحابہ“ میں امام ابو الوفاء علی بن مقبل اصفہانی اہل مدینہ کا ذکر ہے کہ وہ اصفہانی صاحب علم تھے ان کا اسلام کے سربراہ آوردہ دنیا کے ممتاز ترین عالمی نوع انسان کے ذہین ترین انسان (ولادت ۳۰۳ھ وفات ۳۵۳ھ) مدینہ کی سوانح میں آیا ہے۔

کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے جائز نہیں کہ میں زندگی کا ایک لمحہ ضائع کروں جب تک میری زبان خدا کو مدناظرہ سے منگب نہ ہو جائے اور میری نگاہ مطالعہ سے معطل نہ ہو جائے۔ رات کی تاریکی میں جب میں راحت کر رہا ہوں ہوں۔ اس وقت بھی اپنی فکر کو میں کام میں لاتا ہوں اور اس وقت اٹھتا ہوں جب میرے دل میں وہ چیز جو مجھ کو محسوس ہوتی ہے مختصر ہو جائے۔ میں اسی ۸۰ سال کا ہو کر بھی اپنے دل میں علم کی حرص زیادہ پاتا ہوں اس سے جو میرے دل میں جس سال کی عمر میں تھی۔ میں اٹھاتی کوشش سے اپنے کمانے کے وقت کو کم کرتا ہوں اور میں شک و دقت کو سوسے پانی کے ساتھ مقلی سے بچنے کا رتبہ دیتا ہوں۔ دینی پر کیونکہ ان دونوں میں چھانے کا فرق ہے تاکہ مطالعہ کے لئے زیادہ وقت نکل آئے یا ایسا فائدہ لکھ لوں جس کو میں کمانے میں نہیں پاسکتا عقائد کے نزدیک اب جبار عیب سے اہم حاصل کرنے والی چیز وقت ہے۔ اس میں فرمت کا قیمت سمجھنا چاہئے اس لیے کہ نہ سارا ہاں زیادہ ہیں اور وقت تجوی سے گزر جاتا ہے ان کے شاگردوں کے شاگرد بھی ان الجوزی کہتے ہیں کہ ابن مقبل ہمیشہ علم کے ساتھ مشغول رہے اگلے تھے۔ ان کے خیالات مسطر تھے وہ دقائق اور فواضل سے بحث کیا کرتے تھے انہوں نے اپنی کتاب ”الفتون“ کو اپنے مسطر خیالات اور واقعات کا مناسط بنایا ہے۔

حافظ ابن رجب نے کہا ہے کہ ابن مقبل کی مختلف علوم و فنون میں تقریباً جس تصانیف ہیں۔ سب سے بڑی تصنیف ان کی کتاب ”الفتون“ ہے یہ بہت بڑی کتاب ہے اور اس میں بہت سارے فوائد ہیں وخطا تقریر فقہ اصول الدین ”خوخلت“ شعر تاریخ حکایات اور

اس میں ان کے مناظرے اور وہ مجلس بھی ہیں جو مستند نویس اور ان کے خیالات اور نتائج فکر بھی درج ہیں۔

حافظ احمی نے کہا دنیا میں اس سے بڑی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ کچھ ایسے شخص نے یہ بات بتائی جس نے چار سو سے اوپر والی کوئی جلد دیکھی ہے حافظ ابن رجب کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی آٹھ سو جلد ہیں۔

حافظ ابن رجب نے قاضی نقیہؒ، خطیبیؒ، ابو محمد عبد اللہ بن المبارک الشافعی المعروف ابن ہمال (متوفی ۵۹۸ھ در حرا) کے احوال میں لکھا ہے کہ ان کی عمر ۶۰ برس سے زیادہ تھی۔ ابو نصر لامی سے انہوں نے حدیث پر بھی اہم الواقعہ مانع عقل اور ابو سعید ادرانی سے فقہ حاصل کی۔ یہ شافعی اور مشعلی مسلک کے اکابرین کے ساتھ ملتے تھے کسی نے ان کو انہی عقل کی کتابوں کے خریدنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے اپنی تعلیمت میں جو کچھ فروخت کر دیا اور کتاب ”الفتاویٰ“ اور کتاب ”المعول“ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیں۔ یہ اہل سنت میں بہتر تھے رحمت اللہ تعالیٰ علیہ۔

عبد الفتاح کہتے ہیں کہ اللہ کے لئے اس فقیر کی فکر خیر ہو سکے چیز نے ان کو خرچہ کے امور میں اتنا فقیر کر دیا۔ انہوں نے وہ چیز فروخت کی جو ان کو غریب ہونے والی تھی۔ اس چیز کے بدلے جس کا اجر بیٹھ جاتی اور باقی رہنے والا تھا اللہ ان کے ساتھ احسان والا معاملہ فرمائے اور ان سے راضی ہو جائے۔

ایک کتاب کے لیے گھر فروخت کرنا:

(۳۷۷) حافظ ابن رجب کی کتاب ”ذیل طبقات النحباء“ میں امام نحویؒ القوی مسٹر مرقیؒ محدث ادیب ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن الخطابؒ المستطیٰ ”ابن عبد الوالی“ (ولادت ۴۹۲ھ ولادت ۵۹۹ھ در حرا) کی سوانح میں آیا ہے۔

ابن النجار نے کہا کہ کوئی بھی اہل علم اور اصحاب حدیث میں سے فوت نہیں ہوا مگر اس نے ان کی تمام کتابیں خریدیں میں نے اصول الشافعیؒ ان کے پاس سے حاصل کی ان کا تصیغ

طرح کی کتابوں سے خالی نہ ہوا تھا۔

ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک دن ایک کتاب پانچ سو درہم میں خریدی۔ لیکن ان کے پاس کوئی پینہ نہ تھی۔ انہوں نے اس سے تین دن کی مہلت طلب کی پھر پانچ سو درہم میں اپنا گھر اس کتاب فروش پر فروخت کر دیا جب وہ چار ہو گئے تو کتابوں کے وقف پر انہوں نے گواہ بنائے ان میں اکثر کتابیں مشرقی ہو کر ہزاروں میں فروخت کر دی گئیں تمام کتابوں کا ایک مقرر پانچ سو درہم میں بٹا دیا گیا جو انہوں نے بٹا دیا ماحولیت کے لئے وقف کر دیا تھا۔

مرنے کے بعد بھی کتابوں سے مشغولیت:

(۳۷۸) احمی کی ”سیر اعلام النبلاء“ اور تذکرۃ النحباء“ میں اور حافظ ابن رجب کی ”ذیل طبقات النحباء اور باقیات نحوی کی“ ”تلمذ وادب“ میں ابو العلاء یحییٰ بن احمد بن مسلم القضاہ قاضی محدث حافظ نقیہؒ المستطیٰ ”ادیب القوی“ مورخ کتاب رجال از بعد شیخ محمد ان (ولادت ۳۸۹ھ و وفات ۵۹۹ھ در حرا) کی سوانح میں آیا ہے۔

آپ ہمہ ان میں پیدا ہوئے وہاں کے تہذیب و علم حاصل کیا۔ پھر چار مرتبہ بغداد کا سفر کیا وہاں علماء کی بڑی تعداد سے ملاقات کیا۔ پھر بغداد ان وہاں آئے وہاں ایک کتب خانہ اور ایک کتاب خانہ کا نظریں قائم کیا اور اپنی تمام کتابیں اس میں وقف کر دیں اپنے بہت سے اصول اور معتبر خطوط کی حرا اور بڑی کتابیں حاصل کیں آپ اپنے اہل زمانہ پر کثرت ملاقات اور اپنے ملاقات سے استفادہ حاصل اور اچھی کتابیں اور لکھے ہوئے پر اتفاق میں ملاقات تھے۔ اسلئے کہ آپ نے جو کچھ لکھا وہ سب اور حافظہ نوا تھا۔

مال کی محبت سے آپ عظیم تھے۔ مال آپ کی نظر میں بے وقعت چیز تھی۔ آپ خاندانی عاجز تھے۔ لیکن یہ بات میں جو نہ تھا ملاقات و فروخت کر کے علم پر صرف کر دیا آپ نے پچھل بہت سارے یہاں تک کہ آپ نے بغداد اور اصفہان کا سفر پیدل کیا اپنی کتابیں اپنی چپہ پر لٹا رہے۔ آپ کو پچھل چلنے میں شجاعت تو دینی تھی۔ ایک دن میں آپ تیس تیس فرسخ چل لیا کرتے تھے۔ ہر سفر میں سے آپ نے اور سفر نہ پایا تھا۔ فرماتے تھے کہ میں بغداد کی

مساجد میں رات گزار رہی تھی کہ کچھ عرصے کے بعد کہا کہ آؤ۔

امام غلام بن مظفر اعلیٰ کہتے ہیں کہ بعد ازاں میں ابن الجوزی کی کتاب میں فروخت ہو گئی تھی۔ حافظہ ابوالعلاء احمد ان کی دو بائیں شریف لے آئے کتابوں کی ایک قسم کے ساتھ دینار کی ہوئی تھی انہوں نے وہ لے لیں اور دوسری بھرتا تک رقم ادا کرنے کے لئے بھرتا طلب کی۔ حافظہ وہاں سے نکل کر احمد ان کے دست پر ہوئے وہاں کچھ کتابوں نے اپنے گھر کی بولی لگائی جب ساتھ دینار تک ہوئی کچھ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ دے دو لوگوں نے کہا یہ ساتھ سے زیادہ میں فروخت ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اسی میں دے دو آپ نے ساتھ دینار لے لئے اور واپس بغداد آ گئے اور وہ رقم ادا کر دی۔ آپ کی حالت کا ایک مدت تک کسی کو علم نہ ہو سکا۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ کو فوت ہونے کے بعد خوب میں دیکھا گیا کہ آپ ایک ایسے شہر میں ہیں جس کی دیوار یہ کتابوں کی ہیں اور آپ کے ارد گرد بھی بے حد حساب کتاب ہیں اور آپ مطالعہ میں مشغول ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ کتابیں کیسی ہیں فرمایا کہ میں نے اللہ سے سوال کیا تھا کہ جس چیز کے ساتھ میں دنیا میں مشغول تھا یہاں بھی مجھے کو وہی مشغولیت نصیب فرما تو اللہ نے مجھ کو وہی مشغولیت نصیب فرمادی۔

ان کی طرف ملا، نے مشرق و مغرب سے سفر کیا آپ کے نقصان اور علوم کثیرہ کی شہرت آفاق میں ہوئی۔

"سورن کا چنانچہ وطن میں ہوا اور ہوا مشرق و مغرب میں اڑی"

مغرب اقصیٰ سے ایک شخص نے ان کی طرف سفر کیا اور ایک وقت قہید سے میں ان کی خدمت کی اور سفر میں ان کو جو مصائب و شدائد پیش آئے وہ بیان کئے اور یہ کہ ان کی طرف آنے میں ان کا ایک سال پیدل چلتا چلا۔

معنی الہک علیٰ ضرب ومن بعد تمن کلن ذارحہ فی العلم والسند

ترجمہ: آپ کی طرف اور اور نزدیک سے ہر اس شخص نے سفر کیا جس کو علم اور سند میں رغبت تھی۔

حسب الاذخ معانک الکرم وقد کلت وکلتہ فی العبط والسند

یہاں تک انہوں نے آگے قدم نہ بڑھایا اور ان کی رہائش گاہ میں اپنی سواریاں بٹھادیں جبکہ سواریاں وسیع زمین اور پہاڑوں پر چھٹنے کی وجہ سے تھک چکی تھیں۔

وما اتاح بمضی غیر کم احد "الا ونودی عا بالمرع من احد" تمہاری منزل کے علاوہ جس سے بھی نہیں چلاؤ اس کو نہیں آواز آئی کہ وہ آئے نہ میں پر اور کوئی سوچو نہیں۔

وقد قصد تک من اقصیٰ البحار "ما ابھی سواک لوحی الواحد الصمد"

میں نے اقصیٰ مغرب سے تمہارا ارادہ کیا۔ میں اللہ واحد و صمد کی وحی کے علم کے لئے آپ کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتا۔

وما اعتصبت سوی وجلی واحدا "وقد غیث عن الصبر الایجاد" میں سوائے اپنے پاؤں کے سفر میں کسی چیز پر سوار نہیں ہوا اور میں قوی انہی سے بنے ہوا تھا۔

وهذا رحلة بکر کشف لها عن ساق ذی عز مات غیر متند "یہ اپنی نوعیت کا پہلا سفر ہے جس کے لئے میں نے اپنی تمام مالی ٹانگ اٹھائی بلکہ ری کے ساتھ باندھے۔

عبدہ لم تکن لیدی طلب "وحطوۃ لم تکن فی ظاہر الیاد" ایسی مقامات کہ مجھ سے پہلے کسی طالب کے حصر میں نہیں آئی اور یہاں حصر ہے جو اپنی باندہ میں بھی لگی نہ ہوگا۔

هل کان فیلک حبر افہ وجلی "توسار مدۃ حول سیر مجتہد" کیا آپ سے پہلے کوئی ایسا عالم ہوا ہے جس کا کسی شخص نے قہد کیا ہو اور

ایک سال شفقت والا سڑ گیا ہو۔

ابا الصلاه - لندیک . الحکل النک فی " الفصن العراق مقیم
منه فی بئد "

اسکا اعلیٰ تیر سے پاس سب کچھ ہے آسمانی ارق کے ایک شہر میں مقیم ہے۔
وقد فسلک ذکرو فی البلاد کما " فاصت فواہر روض
للنعمان ندی "

اور تیرا ذکر وہ مقام ملک میں اس طرح پھیلا ہے جیسے باغ کے پھولوں کی
خوشبو اور بادلوں کی نمی۔

(۳۲۹) امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ " لکۃ الکبد فی تصیحہ الولد " میں اپنے
صاحبزادے کو اپنے بیٹے اور ابتدائی حالات کے بارے میں فرمایا
میرے بیٹے جان لو کہ میرا والد بہت مالدار تھا وہ ہزاروں کے حساب سے مال چھوڑ کر
مئے گئے تھے۔ جب میں بالغ ہوا تو لوگوں نے مجھ کو بیس دینار اور دو گھر دے کر یہ تیرے والد کا
ترکہ ہے۔ میں نے بیس دینار پر علم کی کتابیں خریدیں اور دو بیس گھروں کو فروخت کر کے اس
رقم کو طلب علم پر خرچ کر دیا۔ میرے پاس اس مال میں سے کچھ نہیں بچا " تیرا والد بھی طلب علم
میں ذلیل نہیں ہوا اور نہ کسی اور مصروف طرح شہروں میں پھرنے کے لئے لگا اور نہ کسی کسی
سے کچھ طلب کرنے کے لئے رات بوجھا اقامہ اور صحیح طریقہ سے برابر چل رہے ہیں۔

"ومن یقلی اللہ یجعل لہ مغرباً ویرزقہ من حیث لا یحسب"

اسے میرے بیٹے طلب دینا اور مال دینا کے سامنے ذلیل ہونے سے اپنے آپ کو بچاؤ
اپنی عزت دہا کر لو بچاؤ قناعت اختیار کر دینا چاہئے جو شخص روٹی اور لو بچاؤ قناعت کر سکتا ہو
اس کو کوئی غلام نہیں جاسکتا۔ میں کبھی کسی اس حال میں نہ شام کرتا ہوں کہ میرے پاس کھانے
کو کوئی چیز نہ ہوتی تھی مجھ کو اللہ نے کبھی کسی غلوں کے سامنے ذلیل نہیں کیا۔ میری آبروی
حفاظت کے لئے میرا رزق میری طرف چلا آتا تھا۔ اگر میں اپنے احوال کی وضاحت کروں تو
شرح طویل ہو جائے گی اور اب جو میری حالت ہے وہ تمہارے سامنے ہے تم دیکھ رہے ہو۔

مولانا عالم میرٹھی

(۳۳۰) مجدد الف ثانی کہتے ہیں کہ جب میں دوسری مرتبہ ۱۰۳۸ھ میں حج کی سعادت
سے شرف ہوا تو اس کے ابتداء میں ہی میں علامہ ہمدانی نقشبوی حنفی رحمہ اللہ کی کتاب
" الاصولۃ الفصولۃ للأصولۃ العشرۃ الیکاملۃ " کی سعادت سے فارغ ہو چکا تھا۔ میں
سنے اس پر تعجیلات کی تھیں اور اس کی تحقیق کی تھی۔ میں اس کے بعض حصے اپنے مجلس القدر
شیخ مدینہ سے لئے حد یاد کر گیا تھا۔

ان میں ہمارے شیخ علامہ محدث فقیہ مجدد عالم میرٹھی حنفی صاحب مدنی رحمہ اللہ بھی
شامل تھے میں ان کے گھر کی طرف ان کی زیارت کے قصد سے گیا ان کو ایک ناکارہ کر دینے
والا مرض لاحق تھا جس کی وجہ سے دو ہسپتال سوا لینے ہوئے تھے اور اس مرض کی وجہ
سے وہ مطالعہ کرنے سے بھی قاصر رہے تھے علم کی پیاس اپنی مرضی سے نہیں بجھا سکتے تھے میں
نے " الاصولۃ الفصولۃ " کا ایک نسخہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔

انہوں نے مجھ کو کمر جا کیا۔ میری تعریف کی اور کتاب قبول فرمائی اور فرمایا کہ جب یہ
کتاب مدینہ منورہ آئی تھی تو میں نے خرید لی تھی اور میری حالت جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ مجھ
میں مصلحہ اور بے ہوشی کی قدرت نہیں۔ لیکن میں نے اس کو خریدتے وقت یہ ارادہ کیا تھا کہ میں
اپنی اولاد اور اعلیٰ خاندان کے لئے میراث میں علم کی کتابیں چھوڑ کر جاؤں یہ ان کے لئے مال
کی میراث سے بہتر ہوگا یہ لکھ میرے نزدیک بہت قیمتی فکر تھا اور اس میں میرے لئے بہت
مہنت تھی۔ میں نے اس سے بہت استفادہ کیا۔ اس کی وجہ سے شیخ رحمہ اللہ مجھ کو یاد آ گئے۔ شیخ
۱۳۸۹ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۳۱) جن حضرات نے حقیقت میں یہ کتاب مطالعہ کی تو اس کی اہمیت اور سیرت میں کیا ہے
یہ خود جو میں نے پیش کیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ علم اور کتب علم پر مال بیکار خرچ
کرنے کے حقد میں کے سامنے واقعات ہیں جو کہ مدد و حساب سے زیادہ ہیں۔

میرا مقصد علم اور بہت کچھ حاصل کرنا ہے جس کو اللہ نے ہمالیہ سے نوازا ہے اور وہ علم کے لئے ہاتھ کھلا دے اور تحصیلِ علم کتبِ آلاتِ علم کے لئے بھی ہاتھ کھلا دے۔ اس لئے کہ یہ ہمیشہ کے لئے یادگار ہیں اور یہ ایک بلندِ فکر ہے۔ اللہ ہماری طرف سے ہمارے ان روحانی آباء و اجداد کو جزا، خیرِ عاقبت فرمائے۔ جنہوں نے کتب اور تصنیف جمع فرمائے اور جو چھ انہوں نے خرچ کیا اللہ ان کو اس کا بہتر بدلہ عاقبت فرمائے اور اپنی جوارِ رحمت میں جنتِ عیم میں جگہ عاقبت فرمائے۔ جو انہوں نے اپنے سے پہلے بھیجا اور جو انہوں نے نقل کیا۔

”امام ابراہیم الحارثی البغدادی رحمہ اللہ کے احوال“

(۳۳۴) خطیبِ بغدادی نے ”سوانح بغداد“ اور ابنِ بیہقی نے ”طبقات الکناہ“ اور جمال الدین القسطلی نے ”انباء الروافد“ میں اور حسن النخعی نے ”طبقات الکناہ“ میں ابراہیم بن اسحاق الحارثی (ولادت ۱۹۵ھ و ۷۱۱ء بغداد میں) کی سوانح میں آیا ہے کہ دو زعماءِ فاضلہ و عابدت میں امام تھے۔

خطیب نے کہا کہ وہ علم میں امام تھے زعماء میں سردار تھے فقہ کے عارف تھے احکام کی بصیرت رکھتے والے تھے زعماء کے حافظِ عقل کی تیز کرنے والے ادب کے متولیِ الفت کے جاس تھے۔ آپ نے غریب اللہ و عفتِ عظیم کی اور دوسری بہت سی کتب۔

ابراہیم الحارثی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی عمر کے تیس سال دوروں پر گزارے مگر میری والدہ یا عمیرہ دو لے آئیں تو میں کھالیتا اور نہ اگلی رات تک بھوکا پیاسا رہتا اور عمر کے تیس سال میں نے دن رات ایک روٹی پر گزارے مگر میری یا بیٹی لے آتی تو کھالیتا اور نہ اگلے دن تک بھوکا پیاسا رہتا۔

اور اب میں آجی روٹی کھاتا ہوں اور کھجور اگر برتی ہو تو چودہ عدد اور اگر گھلیا ہو تو میں سے کچھ زیادہ کھالیتا ہوں میری بیٹی یا بیوی کو کئی تہی میری بیوی ایک مہینہ اس کے ساتھ رہی تھی۔ اس مہینہ میں میرا خرچ ایک درہم اور اڑھائی دانق ہوا میں تمام کیا اور دن کے لئے دو دانق پر صاف فرما دیا۔ تو اس طرح چار سے رمضان میں میرا خرچ ایک درہم اور ساڑھے چار دانق ہوا۔ ابو القاسم کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم الحارثی کو کہتے ہوئے سنا کہ آج کے کھانوں میں سے ہم کسی چیز کو نہیں جانتے تھے۔ میں رات کو کھڑا تھا۔ میری والدہ میرے لئے یا تو دینیں بھون کر سامان تیار کرتی یا کھنڈیاں سامان کا سامان یا صوفی کا سامان۔

ابو علی النیاط کہتے ہیں کہ میں ایک دن ابراہیم الحارثی کے پاس ان کے گھر کے دروازے کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب کوئی آئی تو انہوں نے مجھ کو کہا کہ ابو علی اپنے کام یا چائے میرے پاس تو ایک صوفی تھی جس کے پتے میں نے رات کو کھائے تھے اور چرب کھائوں گا۔

(۳۳۳) پھر خلیفہ بغدادی نے اپنی سند جو احمد بن سلمان انشاء جو حضرت ثور سادات حاکمہ حضرت عین سے تھے اور فقہاء و مشاکرین میں سے تھے کے حوالے سے کہا کہ احمد بن سلمان انشاء و انجلی نے کہا کہ ایک دن میں شوق و شغلی کا انتہا کو پہنچ گیا تو میں ابراہیم انحرانی کے پاس گیا تا کہ اپنی حالت ان کے سامنے بیان کروں۔ انہوں نے مجھ کو کہا کہ تم میں غمگینی نہیں پیدا ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ خدا کو نے واسطے اللہ تعالیٰ ہیں۔ مجھ پر ایک مرتبہ ایسی بھی آئی کہ کمر والوں کے پاس کچھ بھی کھائے کو نہ رہا۔ میری بیوی نے مجھ کو کہا کہ میں اور آپ تو صبر کر لیں گے لیکن ان دو بچوں کا ہم کیا کریں گے۔ ٹھیک چیز پر ہم صبر کرتے ہیں تو صبر نہیں کریں گے۔ تم اپنی کچھ کتابیں لادو تاکہ ہم ان کو فروخت کر دیں یا بنیں رکھ دیں اور اس سے کچھ وصفت حاصل کریں۔ میں نے غل کی یاد میرے نفس سے کتاب کے معاملہ میں بیکوئی کی۔ میں نے ان کو کہا کہ بچوں کے لئے کچھ قرض لے لو اور اگلے ایک دو رات کے لئے مجھ کو کتابوں کے بارے میں مہلت دے دو۔

میرے گھر کے ولیز پر ایک کرہ تھا اس میں میری کتابیں تھیں جس میں چندہ میں لکھتا اور نظر جانی کیا کرتا تھا جب رات ہوئی تو کسی نے دروازہ کھٹکتا میں نے کہا کہ کون ہو کہا کہ بڑی ہوں۔ میں نے کہا کہ اندر آ جاؤ اس نے کہا چراغ بجاؤ تاکہ میں اندر دھول جو جاؤں میں نے چراغ پر کوئی چیز رکھ دی اور اس کو کہا کہ آ جاؤ و ولیز سے داخل ہوا اور ایک بڑا تھیلہ اندر رکھ دیا اور کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کے لئے کچھ کھانا وغیرہ تیار کیا تھا۔ ہم نے چاہا کہ اس میں تمہارا اور تمہارے بچوں کا بھی کچھ حصہ ہو جائے اور یہ ایک دوسری چیز ہے اور ایک دوسرا بڑا تھیلہ ایک کونہ میں رکھ دیا اور کہا اس کو اپنی ضروریات میں صرف کر لینا اس میں غصہ کو نہیں جانتا تھا وہ یہ چیزیں چھوڑ کر چلا گیا۔

میں نے بیوی کو جا کر کہا کہ چراغ جلاؤ۔ وہ چراغ جلا کر لائی تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک قیمتی رو مال کا تھیلہ تھا۔ اس کے پچاس تہہ تھے اور ہر ایک تہہ کے اندر مختلف انواع و اقسام کے کھانے تھے۔ اس تھیلے کے پاس ایک بوٹھا جس میں ایک ہزار روپیہ تھے۔ میں نے بیوی کو کہا کہ بچوں کو چکا چودہ کھانا کھائیں۔ صبح ہم نے اپنا قرض بھی اسی مال سے ادا کر دیا۔

کہتے ہیں کہ خراسان سے حجاج کرام کے آنے کا وقت تھا۔ میں اسی رات کی صبح اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص وہاں کے پاس خراسانی کا ٹکڑا ایک بوٹھا جو دروازہ پر لادے چلا آ رہا تھا اور ابراہیم انحرانی کے گھر کا پتہ پوچھ رہا تھا۔ جب میرے پاس پہنچا تو میں نے کہا کہ میں ابراہیم انحرانی ہوں اونٹ کے دونوں بوجھ اس نے وہاں اللہ کے اور کہا کہ خراسان سے ایک شخص نے تمہارے لئے بھیجے ہیں۔ میں نے کہا کہس نے بھیجے ہیں اس نے کہا کہ انہوں نے مجھ کو قسم دی ہے کہ ان کا نام بتاؤں گا۔ میں نے وہ کاغذ لے لئے اور بھیجے والے اور اٹھانے والے کے لئے دعا کی۔

احمد بن سلمان انشاء کہتے ہیں میں ابراہیم انحرانی کے ہاں سے اللہ کرنا ام احمد کی قبر پر گیا۔ قبر کی زیارت سے واپسی پر میں حضرت کی جانب چار ہاتھ کا ہارے پڑوس کی ایک بوڑھی مجھ کو ملی اس نے کہا احمد آپ کیوں مقوم ہیں۔ میں نے ان کو بات بتائی۔ اس نے کہا کہ میری والدہ نے عمر نے سے پہلے مجھ کو تین سو درہم تھے اور مجھ کو کہا تھا کہ یہ تم اپنے پاس پوشیدہ رکھو اور جب دیکھو کہ میرا چنانچہ اور غمگین ہے تو یہ اس کو دے دو۔ تم میرے ساتھ آؤ تاکہ میں تم کو دے دوں۔ میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے وہ رقم مجھ کو دے دی۔

ایک روٹی میں بھی صدقہ:

(۳۳۴) احمد بن سلمان انشاء رحمہ اللہ بروایت خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ روزے رکھا کرتے تھے اور رات کو صرف ایک روٹی سے اظفار کیا کرتے تھے اور ہر روٹی سے ایک لقر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ جب جمعہ کی رات ہوتی تو وہ ٹمک تلے کھایا کرتے تھے اور اس دن اپنی روٹی صدقہ کر لیا کرتے تھے۔

روٹی ٹمک کے ساتھ دستیاب آنے پر ہزار روپیہ دار درگاہ:

(۳۳۵) خلیفہ بغدادی ابو القاسم بن الجلی سے نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم انحرانی ایسے بیمار ہو گئے کہ موت کے قریب ہو گئے۔ میں ایک دن ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ ابو القاسم میں اپنی بیٹی کے ساتھ ایک بڑے مسئلے میں الجھا ہوا تھا پھر اس کو کہا کہ اللہ کر اپنے بچا

کے پاس آ جاؤ وہ آگئی۔ اس نے اپنے چہرے پر چادر اُبل رکھی تھی۔ ابراہیم نے کہا کہ یہ آپ کے بچا جان ہیں ان سے بات کریں۔ اس نے مجھ کو کہا بچا جان ہم بڑی دلچسپی میں چڑے ہوئے ہیں۔ نہ دینا اور نہ آخرت! صبح گزرا مگر نہ بیت چکا ہے کہ ہم کو کھانے کے لئے سوائے خشک روٹی اور نمک کے اور کچھ میسر نہیں اور اس کو دیکھ کر مجھے بھی نہیں ہوتا۔ کل مستعد ہانڈ نے ایک شیش میں جڑا دینا دیکھا ہے۔ وہ انہوں نے ٹکس لئے اور ان لحاظ کی طرف سے اتنی رقم آئی تو انہوں نے وہ بھی قبول نہیں کی اور چار پڑے ہوئے ہیں۔

ابراہیم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بیٹی تم فقیر سے روٹی ہواؤں نے کہا ہاں! پھر کہا کہ اس کنارہ کی طرف دیکھو اس نے دیکھا وہاں کتابیں پڑی ہوئی تھیں کہا کہ یہاں تاراج کی بارہ ہزار جڑا ہیں۔ جو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں۔ جب میں مر جاؤں تو روزانہ ایک جزو بھی رقم نکال کر ایک درہم میں بھی فروخت کرو تو تمہارے پاس بارہ ہزار درہم ہو جائیں گے اور جس کے پاس بارہ ہزار درہم ہوں وہ فقیر نہیں ہوتا۔

خلیب نے اپنی سند کے ساتھ اور ابن الجوزی نے "سابق الامم" میں اپنی ابو عمران الاشیب کی سند سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ابراہیم الخزاز سے کہا کہ تم نے اتنی کتابیں کس طرح جمع کیں۔ تو وہ ذرا غصہ سے آئے اور کہا کہ اپنا گوشت اور خون بچو نہ کہ مجھ کو اتنی کتابیں جمع کرنے پر قدرت حاصل ہوئی۔

عالم کی عظمت کتاب میں ہے:

(۳۳۶) عبدالفتاح کہتے ہیں کہ جب ہم کو عربی کا کتاب کے ساتھ تعلق معلوم ہو گیا کہ انہوں نے کس طرح گوشت اور خون بچو نہ کہ مجھ کو اتنی کتابیں جمع کرنے پر قدرت حاصل ہوئی۔ تو یہ بات کیسے معقول ہو سکتی ہے کہ وہ بیوی کی یہ بات مان لیں کہ تم اپنی کتابوں سے کچھ لے آؤ تاکہ ہم ان کو فروخت کر لیں۔ یا رہن رکھ لیں۔ عالم کی کتابیں اس کا وہ دوست ہیں جس کی وجہ سے یہ زندہ رہتا ہے۔ عالم اپنے کپڑے تو فروخت کر سکتا ہے۔ لیکن کتاب فروخت نہیں کر سکتا۔ دھڑی نے اپنی کتاب "نوافل النعم" میں کہا ہے کہ جی عظمت اس کی جیب میں اور عالم کی عظمت اس کی

کتاب میں ہوتی ہے۔

عورت کی نظر میں کتاب ایک نقصان دینے والی سوکن ہوتی ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کو فروخت کیا جائے اور مگر سے نکالا جائے اور علماء کی نظر میں کتاب بھائی اور مددگار کی طرح ہوتی ہے۔ اگر ان کو خدا ہی ہو جائے تو وہ بھوک پیاس اور برہنہ رہتا تو برداشت کر لیتے ہیں۔ لیکن کتاب کا فراقی اور کتاب کے نکلنے کو برداشت نہیں کر سکتے۔

"المحبوب من الدنيا كالماء" دنیا میں میری محبوب تو کتاب ہی ہے۔

”حافظ محمد طاہر المقدسی کے احوال“

(۳۳۷) حافظ محمد بن جواد بن محمد بن طاہر المقدسی (ولادت ۱۲۳۵ھ بیت المقدس میں وفات ۱۲۸۰ھ سے واپس پر ۱۲۵۵ھ بغداد میں) کے بارے میں ان کی اپنی کتاب ”المجمع بین رجال النجفین“ میں اور حافظ دہلوی کی ”تذکرۃ الحفاظ“ میں اور ابن حجر مکی کی ”لسان المیزان“ میں آیا ہے۔

سعائی کہتے ہیں کہ میں نے بعض مشائخ سے سنا ہے کہ محمد بن طاہر ایک رات میں تقریباً ستر و فرسخ (ایک فرسخ تقریباً پانچ کلومیٹر) اور ہمیشہ میں اور رات میں جس فرسخ چلا کرتے تھے۔ یہ روایت مذہب رکھتے تھے یعنی غازی مذہب والے تھے۔ طلب علم کے لئے کثیر سفر کرنے والوں میں سے ہیں اور سفر کرنے میں بہت قوی تھے۔ ہمیشہ بہت بیجا سفر کرتے اور عمر بھر کے لئے۔

مصر شام کے سرحدات شام حجاز جرہ عراق فارس فرسان اسکندریہ نجف بیت المقدس دمشق حلب کربلا بغداد اصفہان جرجان آذربائیجان مرو میں آپ نے سارا حدیث کیا۔ میرا گمان نہیں کہ اپنے زمانہ میں ان جیسے سرگسی کے لئے ہوں۔ جنہوں نے اپنے ہاتھ سے بہت سی کتب بڑی بڑی مصنفات مسانید اور مستخرجات لکھے۔

حافظ دہلوی اور ابن حجر دونوں نے اپنی اپنی کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ اور ”لسان المیزان“ میں کہا ہے کہ انہوں نے اپنے شہر کے فقیر غریبوں میں روزانہ دواوری کی دوسروں سے سنا کیا اور بغداد میں ابو جعفر اصفہانی اور ابن اصفہان اور دونوں کے طبقے کے لوگوں سے سنا کیا۔ مکہ میں سعد بن علی الزہدانی۔ حرم بن عبد الرحمن الاصفہانی اور حنیف بن اظہر کے ساتھ رہے اور حدیث تصوف میں ان سے تفریح کی۔ مصر میں ابو اسحاق النجاشی اسکندریہ میں حسین بن عبد الرحمن البصری کوئی شخصیت میں علی بن الحسن بن محمد اللہ اور اسے اور ان کے والد محمد بن محمد اللہ سے اور احمد بن محمد الوشاء سے بھیجی بن حماد سے زہد اور کمال شہر سے سنا گیا۔

دمشق میں ابو القاسم بن ابی الطاہر طلب میں حسن بن علی جریرہ میں عبد الوہاب بن محمد

النجفی وجہ میں حسین بن سعد بن شاذل میں علی بن عبد اللہ الباقی اصفہان میں عبد الوہاب بن مند و اور ایک جماعت سے فیثا پور میں فضل بن محبوب سے ابو بکر بن خلف اور ان کے ہم طبقہ سے بغداد میں محمد بن ابی اسود القاری وغیرہ سے جرجان میں اسماعیل بن سعد سے آمد میں قاسم بن احمد اصفہانی الخیاط سے ابن جنس ابن صاحب سے سنا حدیث کیا۔

اشتر آباد میں علی بن عبد الملک البغلی حلال الخمار کے شاعر سے بولشک میں عبد الرحمن بن محمد بن عقیق سے البصرہ میں عبد الملک بن عقیق سے وینور میں احمد بن یحییٰ بن حماد سے ابو بکر بن لال سے رلی میں اسماعیل بن علی الخلیف ابوزکریا الخوکی کے شاگرد سے نرخیس میں محمد بن عبد الملک بن اظہر سے شیراز میں علی بن محمد اشرفی سے سنا گیا۔

قزوین میں محمد بن ابراہیم النخعی سے کوفہ میں ابو القاسم حسین بن محمد سے موصل میں حمید بن احمد البصری سے مرو میں محمد بن الحسن کرمان میں محمد بن حمید الحاکم زوروز میں حسن بن محمد اصفہانی تہران میں محمد بن عبد اللہ القاسمی حمزہ ان میں عبد الوہاب بن علی البصری حدیث میں طر آلودیشی واسطہ میں صدوق بن محمد التوسی ساوہ میں محمد بن احمد الکافعی اسد آباد میں علی بن الحسن النخعی۔

اعاد میں ابو الحسن الخلیفہ اسفرین میں عبد الملک بن احمد البغدلی آمل طبرستان میں فضل بن احمد البصری احوال میں محمد بن محمد بن کمال بن اسام میں ابو الفضل اصفہانی یزدجرد میں حسن بن احمد البغلی سے سنا گیا۔

ان چالیس شہروں میں انہوں نے سارا حدیث کیا۔ کچھ شہروں کا تذکرہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔ حافظ اصفہانی کہتے ہیں کہ میں نے حافظ محمد بن طاہر المقدسی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے صحیح بخاری مسلم ابوداؤد سات مرتبہ اجرت پر لکھی۔ سنن ابن ماجہ میں دس مرتبہ لکھی رلی میں جو حنفی کتابت کی دو لکھ ہے۔

چہ شباب میں خون آتا:

محمد بن طاہر کہتے ہیں کہ طلب حدیث کی مشقت کی وجہ سے دوسرے چہ شباب میں خون

آیا۔ ایک مرتبہ بعد اوس اور ایک مرتبہ جس میں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ پہری گری میں نہیں گئے پاؤں چمٹا رہا جس کی وجہ سے گھوڑے میں مرض لاحق ہوا طلبِ حدیث کے لئے میں بھی بھی کسی سواری پر سوار نہیں ہوا اس لئے ایک مرتبہ جسے میں اپنی کتابیں اپنی چیزیں ملا کر لیا تاکہ شہر سے دوسرے شہر تک۔ یہاں تک کہ میں نے شہر کو ملن پایا۔ طالبِ علمی کے زمانہ میں میں نے کبھی سوال نہیں کیا جو کچھ بغیر سوال کے آجاسی پر گزارہ کرتا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عوس سے اصفہان تک کا سفر حدیث ابو زہرہ جس کی تخریج امام مسلم نے کی کے لئے کیا بعض سفر کرنے والوں نے رات کا ذکر کیا جب صبح ہوئی تو میں نے اپنی سواری تیار کی اور اصفہان کی طرف چل نکلا۔ میں نے سفر کا سامان اس وقت کھولا جب میں شہر ابو زہرہ کے پاس پہنچ گیا۔

میں نے ان پر حدیث کی قرأت کی جو ان کے والد نے ابو بکر حفصہ انہوں نے ابو زہرہ سے نقل کی تھی ابو زہرہ نے تین روایاں اور دو عدد دے چاہیں اس رات گھوڑے کھانے کے لئے کچھ نہ ملا اور نہ اس کے علاوہ میرے پاس گزارہ کی کچھ اور چیزیں پھر میں نے اپنے مقصد کے حصول تک ان کی خدمت کو لازم پکڑا پھر میں بعد اوس کے لئے نکلا اور جب میں اصفہان پہنچا تو دولت ہو چکے تھے حضرت اللہ تعالیٰ علیہ۔

میں مصر میں ابو اسحاق انصاری کو ایک جزہ سنایا کہ تھا۔ میرے پاس ایک دن میرے شہر بیت المقدس کا ایک شخص آیا۔ اس نے راز دارانی کے ساتھ میرے ساتھ گیا کہ جس دن ترک بیت المقدس میں داخل ہوئے اور لوگوں کو قتل کیا اس دن تہجد ابھائی شام پہنچا تھا۔ میں پڑھنے میں لگ گیا۔ لیکن مجھ سے پڑائیں جا رہا تھا۔ اس اسحاق نے مجھ کو کہا کہ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ کچھ نہیں خبر ہے انہوں نے کہا نہیں ضرور پتا چلے گا کہ اس شخص نے تم کو کیا کیا میں نے بات بتادی انہوں نے کہا کہ کتنے عرصہ تک تم نے بھائی کو کوئیں دیکھا میں نے کہا کہ دو سال سے انہوں نے کہا کہ پھر جا کیوں نہیں۔

میں نے کہا کہ جزہ پڑا کر لوں انہوں نے کہا اسے اعادہ دے کے پڑھنے والو تم کو کتنی وحش ہے بس اب گھس ختم ہوئی ہے۔ انہوں نے درود شریف "وصلی اللہ علیہ وسلم" پڑھا اور چلے گئے۔

تینتیس میں ابو محمد اللہ اور ان کے ہم عصر حضرات کے پاس ایک حدیث تک میں رہا کچھ پر

گلی آئی اور ایک درم کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ تھا اس دن گھوڑوں کی بھی ضرورت تھی اور گھیسے کے لئے کاغذ کی بھی میں اس تردد میں تھا کہ اگر میں نے کھانا کھالیا تو گھیسے کے لئے کاغذ نہیں لے سکوں گا اور اگر کاغذ لے لیا تو کھانا نہیں کھا سکوں گا اس شخص ویش میں تین دن راتیں گزار گئیں اور میں نے کچھ نہ کھایا نہ پیتے دن صبح میں نے اپنے نفس کو کہا کہ اگر تیرے پاس کاغذ ہو اور تو جو کاغذ کاغذ پر کچھ نہیں لکھ سکا میں نے وہ درم منہ میں رکھ لیا اور کھانا کھانے کے لئے نکل گیا میں وہ درم ہی نکل گیا اس حرکت کی وجہ سے میری نفسی چھوٹ گئی میں نہیں رہا تھا کہ باہر بن خطاب کچھ مل سکے۔ انہوں نے میرے بیٹے کا سبب پوچھا۔ میں نے کہا کہ کچھ نہیں۔ اس نے بہت محنت حاجت کی نور طلاق کی قسم دے کر مجھ کو کہا کہ ضرور پتا چلے گا میں نے ان کو یہ قصہ بتایا انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو مختلف قسم کا کھانا کھلایا جب ہم دونوں ظہر کی نماز کے لئے نکلے تو تیس کے امیر کا کوئیں جبران تھا دس کے نام سے مشہور تھا ان سے ملا انہیں نے ان سے میرے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ یہ وہ ہیں اس نے کہا کہ امیر تینتیس نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں روزانہ تم کو دس درم جس کی قیمت چوتھائی دینا رہے پہنچاؤں لیکن مجھ سے بھول ہو گئی ہے میں بروقت پہنچا نہ سکا۔ اس نے تین سو درم لئے اور میرے پاس آ گیا اور کہا اللہ نے رزق آسان کر دیا ہے جو صاحبِ نفس ہے اور مجھ کو سارا قصہ بتایا۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ کے پاس رہیں۔ میرے یہاں سے جانے کے بعد تک جب میں اکیلا ہوں گا اپنے اس اجتماع کی حالت پر رہیں گے۔ اس کے بعد میرا شام کی طرف سفر کرتے وقت تک وہ یہ مقدار مجھ کو دیا کرتے تھے۔

(۳۳۸) اس کے بعد تیسرے ایسے حضرات کے احوال دیئے گئے جاتے ہیں جنہوں نے علاوہ مشائخ کے ساتھ طاقات کے لئے دنیا کے مختلف شہروں کے چکر اس زمانہ میں اپنے قدموں پر لگائے جس زمانہ میں نہ گزراؤں نہیں نہ ہوائی جہاز نہ بحری جہاز اور نہ ریل گاڑی۔ انہوں نے پیول دیا کہ سڑکیا شیخ سے علم حاصل کیا اپنے اوقات کو کام میں لگایا۔ یہ تین حضرات (۱) شرق کے محدث (۲) مغرب کے گاڑی (۳) اور شام کے محدث ہیں۔

”مشرق کے محدث“

(۳۳۹) حافظ دھمی نے ”تذکرۃ الافاضلین“ اور ”سیر اعلام النبلاء“ میں کہا ہے کہ حافظ امام علامہ محدث ابو حامد محمد بن حبان النسخی اہل سنتی صاحب تصانیف (۱۰۷۰ھ تا ۱۱۲۰ھ وفات ۳۵۲ھ) ہیں۔

انہوں نے نسائی حسن بن سلیمان ابو یعلیٰ الموصلی ابو بکر بن حمزہ اور مصر سے لے کر خراسان تک اساتذہ حضرات سے سماع کیا جن کی تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔

آپ سرحد کے کاظمی بنے آپ فقید دین حافظ حدیث و علم کا مجموعہ علم اور فنون علم کے عالم تھے۔ آپ ایک عقل مند شخص تھے فقہ حدیث لغت اور حدیث میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ طویل ترین سفر کے بعد آپ اپنے شہر نسف کی طرف ۳۵۲ھ میں واپس آئے اور وہیں سکونت اختیار کی اور تقریباً ساٹھ سال تک وہیں تصنیف کیں ان کی طرف ان کی کتب کے سماع کے لئے سفر ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب ”الانواع والاصناف“ میں کہا ہے کہ ہم نے تقریباً دو ہزار سے زائد شیوخ سے لکھا ہے دھمی کہتے ہیں کہ بیسیں اس قسم کی کوئی چاہیں۔ جبکہ اس پر فقہ عربیت لفظی اور کثیر تصانیف مستند ہیں۔

علامہ یاقوت الحموی نے ”معجم البلدان“ میں ”نسف“ کے بارے میں کہا کہ نسف ضمر کے ساتھ جحزان، خزیمین، خمرات، اب افغانستان اور میرا خیال ہے کہ کہل کی مملعداری میں ہے یہ شہر کرم خوار یا اشریت شہروں اور باغات و اشجار سے مگر وافرانی ظاہر ہے۔ اس علاقہ نے بڑے سرکردہ فضلاء پیدا کئے انہی میں سے امام ابو حامد محمد بن حبان النسخی علامہ فاضل ہیں۔ متون اور اسانید کے عالم تھے انہوں نے انکی تخریج کی جس سے دوسرے لوگ عاجز تھے۔ جو شخص بھی ان کی تصانیف میں انصاف کے ساتھ خود بخود غرض کر لے تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص بزرگ معلوم ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ”اسماء النسخ علی القاسم والافاضل“ میں کہا ہے کہ میں نے شافعی اور اسکندر یہ کے مابین تقریباً دو ہزار شیوخ سے علوم لکھے ہیں۔

انہوں نے شافعی اور اسکندر یہ کے درمیان سفر کئے اور ان کے علماء اور عالی اسانید پائیں نقد

اللہ حدیث اور معانی حدیث میں خود بخود کمال علم انہوں نے امام لا نکر ابو بکر بن حمزہ سے حاصل کیا یہ ان کی مجلس میں رہے ان سے محدث حاصل کیا۔ ان کی تصانیف اصحاب حدیث کے لئے ایک سرمایہ ہے لیکن نادر الوجود ہیں۔

انہوں نے اپنے شہر نسف میں ابو احمد اسحاق بن ابی الیم القاضی ابو الحسن محمد بن عبد اللہ بن النجید اہل سنتی شہر افامہ ابو بکر محمد بن عثمان بن سعد الدارمی شہرہ میں ابو عبد اللہ اور ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن محمود بن سلیمان السعدی ابو یزید محمد بن یحییٰ بن خالد المدنی نسف میں ابو یعلیٰ حسین بن محمد بن مصعب النخعی اور ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن قرقل الخورقانی سے سماع کیا۔

داراء النضر کے حلقہ مقام میں ابو حفص عمر بن محمد بن یحییٰ السعدی اہل نسف میں ابو العباس حسن بن سلیمان اہل بانی اور محمد بن عمر بن یوسف اور محمد بن محمود بن عدی البلنوی میں اور خیشا پور میں ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابی الیم السراج النسخی اور ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن شیر ذیہ الازدی اور افریانی میں ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن اسحاق الادریانی سے سماع کیا۔

حرجان میں عمران بن موسیٰ بن عاصم اور احمد بن محمد بن عبد الکریم الوزان سے روایت میں ابو القاسم عباس بن الفضل بن عاذل اصفہانی اور علی بن الحسن بن مسلم ارازی سے الکفرج میں ابو القاسم احمد بن محمد بن محمد بن اسحاق الامصنہانی سے سماع کیا۔

حکمر کرم میں ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن موسیٰ ابو الیعلیٰ المعروف عبدان قاضی حوازی نسف میں احمد بن محمد بن یحییٰ بن زبیر الحافظ سے حوازی میں ابو العباس محمد بن یعقوب الخطیب سے انکس میں ابو یعلیٰ محمد بن زبیر اور حسین بن محمد بن نظام سے سماع کیا۔ بصرہ میں ابو غلیف فضل بن وکباب اہل بانی اور ابو یحییٰ ذکریان بن یحییٰ السیسی اور ابو سعید انکریم بن عمر الخاطی سے واسط میں ابو محمد جعفر بن احمد بن یحییٰ بن سنان الحفان اور غیل بن محمد الواسطی اہل بخت جیم بن المنصور سے نعم الصلح میں ابو عبد اللہ بن قطب بن مرزوق الصلحی سے واسط کے دیہات شہر سانس میں غلام بن محمد خالد الواسطی سے سماع حاصل کیا۔

بعد ازاں ابو العباس حامد بن محمد بن شیبہ النخعی سے اور ابو احمد الصمیم بن حمد وری سے

”ابوالقاسم الہندی المقرئ المغربی رحمہ اللہ کے احوال“

(۳۴۰) حافظ دہلوی نے ”معرفت القرآن“ الکبار علی طبقات والاعصار میں اور امام المقرئ عارفہ ابن جزری نے ”غایۃ النفع فی طبقات المقرّاء“ میں ابوالقاسم الہندی المہسکری المقرئ المشرقی (ولادت ۳۹۵ھ وفات ۴۵۹ھ) مشرق اقصیٰ نیشاپور میں ہوئی ”رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ کے احوال میں لکھا ہے۔

دہلوی نے کہا کہ ابوالقاسم الہندی بڑے معلم اور زیادہ سفر کرنے والے تھے مشہور عالم و قاری ہیں۔ یہ ایک ہیں جنہوں نے طلب قرأت کے لئے دنیا کا سفر کیا۔ ان کا نام جہت بن علی بن جبارہ المہسکری ہے ہمسکری مغرب میں ایک چھوٹا سا دیہات ہے۔ اقصیٰ مغرب سے انہوں نے ترکی کا سفر کیا۔ جو اقصیٰ مشرق میں ہے ان کا یہ سفر ۳۵۵ھ وراں کے بعد کا ہے۔ نقاش کے شاگرد ابوالقاسم الرضی سے انہوں نے پڑھایا ان کے بڑے شیوخ میں سے ہیں۔ دمشق میں صومانی اور اسماعیل بن عمرو بن راشد اہل آوارہ ایک جماعت سے پڑھا مصر میں مہدی بن طرہ اور حسن بن محمد بن ابراہیم المالکی ”اروض“ کے معتقد اور تاج الامراء بن علی المصیری اور ابو ایوب اطہر بن علی النواصلی اور محمد بن الحسن الکافز دہلی سے پڑھا۔

ابن الجوزی نے کہا کہ انہوں نے شہداء کے چکر طلب قرأت میں لگائے۔ اس امت میں دوسرا کوئی ایسا شخص مجھ کو معلوم نہیں جس نے طلب قرأت کے لئے اتنے سفر کئے ہوں اور شاید انہوں جس نے اتنے شیوخ سے ملاقات کی ہو انہوں نے اپنی کتاب ”اکمال فی التقرأت“ میں کہا ہے کہ میں نے تین سو پچاس (۳۵۵) شیوخ سے ملاقات کی ہے۔ مغرب کے آخری کنارے سے لے کر قزاقستان کے دروازے دیکھیں یا چین بحر میں۔ اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ اس راستہ میں مجھ سے کوئی آگے ہے تو میں اس تک جانے کا قصد بھی کر لیتا۔

میں کہتا ہوں کہ طلب علم میں ان سادات کی ہمتیں اس طرح کی تھیں۔ ابراہیم بن ماکولا نے کہا کہ میں نے علم کو پڑھانے کے تمام کام اور فرائض کو بھی سمجھے تھے۔ وزیر نظام الملک نے ان کا تقرر نیشاپور کے دربار میں کر دیا۔ کئی سال انہوں نے وہاں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ نحو صرف

علم قرأت میں یہ بہت فائق تھے۔ یہ ابوالقاسم القشیری کی مجلس میں حاضر رہے دیکھتے اور ان سے اصول پڑھتے اور قشیری خود قرأت کے مسائل میں ان سے استفادہ اور مراجعت کرتے ان کی قشیری کی مجلس میں حاضر ۳۵۵ھ سے لے کر وفات تک رہے۔

انہوں نے اپنی کتاب ”اکمال“ میں اپنے قرأت کے شیوخ کا ذکر کیا جن کی تعداد ۴۲۰ ہے حروف جمعہ کی ترتیب سے ملاحظہ فرمائیں۔

ابراہیم بن احمد فارابی، ابراہیم بن خلیفہ، عبد اللہ ادنیٰ، احمد بن رجاہ، اسحاق بن احمد بن بلصر، عبد اللہ ادنیٰ واسطہ کے احمد بن عفان، مصر کے احمد بن علی باہم، اسکندریہ کے احمد بن علی، حمدان کے احمد بن الفضل، الباطر کاٹی اور احمد بن لال، مصر کے احمد بن شمس اور احمد بن محمد الخلیفہ النواصی ہیں۔

اور احمد بن محمد بن احمد بن الفتح القرظی، احمد بن محمد اعدادی، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن ابی فیم، الاصہبانی، نور الدین بن محمد بن یحییٰ بن عمرو، طبرستان کے احمد بن المالکی، سرقد کے احمد الشکاکی اور احمد بن سرقد، اسماعیل بن الفیہ، حلب کے اسماعیل بن الطبر، آرسوف کے اسماعیل بن علیان، قیروان کے اسماعیل بن عمرو اللہ قادیں۔

صیدا میں اسماعیل القشیری اور جامع بن الخضر، بصرہ میں حمید الشمرستانی اور جعیث بن عبد اللہ بن جرجان، حسان کیہ، مصر میں حسن بن علی بن ابراہیم المالکی، دمشق میں حسن بن علی بن ابراہیم، حمص و حوازی، کوفہ میں حسن بن علی القاسمی، اور حسن بن شیش سے، صافا رقیین میں حسین بن منصور سے، رافضیہ میں حسین بن مسلم بن الکاتب سے، دیر عاقول میں حسین سے، قرآن میں حمزہ بن علی، اترپردہ سے اور صیدا میں فخر بن احمد سے، قاس میں خلف اللہ بن علی، اسی سے سامان کیا۔

صویر میں سلیم بن سلام سے، قدس میں سعید بن سعادہ سے، سرقد میں سمعان قادی نے، حران صدقہ بن محمد بن امام الحامی سے، حاذق میں عبد اللہ بن اقصیٰ، عبد الرحمن بن احمد، ابو الفضل الرزازی، عبد الرحمن بن علی، نقوری اور عبد الرحمن اضر، مزان سے، لاذقیہ میں عبد السلام بن اللہ زب، عبد الوہید بن ریش، عبد الحمید، عبد الوہید بن ابی رما، عبد اللہ بن الجوی، عبد اللہ بن یحییٰ

”حافظ ابوالقاسم بن عساکر الدمشقی رحمہ اللہ کے احوال“

(۳۴) وہ امام حافظ محدث زماں ابوالقاسم علی بن یحییٰ بن عساکر رحمہ اللہ تھے ان کی ولادت ۳۹۹ھ دمشق میں ہوئی اور ۵۷۵ھ میں وہیں فوت ہوئے انہوں نے دمشق اور شام کی تاریخ اسی ۸۰ جلدوں میں تحریر کی۔ یہ ان کے دیگر عظیم الشان اور کثیر تصانیف کے علاوہ ہے۔ یہ امام اپنے اوقات کے ایک لکھ کا خیال کیا کرتے تھے انہوں نے اسلامی کتابوں کا تاج و خیرہ فراہم کیا کہ آج بڑے بڑے علمی مراکز اس کے شائع کرنے سے عاجز ہیں جبکہ انہوں نے عباس کی کتابت کی اور اپنے قلم اور ہاتھ سے اس کی تالیف کی، تخریج، تصحیح بھی خود ہی کی، اصولِ بیع کے احکام کیا اور ان کو منظم و مرتب کیا اور ایک تامل و گواہی ثانی کی طرح لوگوں کے لئے کمال کر لائے، بے شک وہ کمالیات کے گروہ تھے، حافظہ و اخلاق، بہت کو تالیف پر صرف کرتے، دھند زدہ کرنے والی کثیر تالیفات میں وقت کی حفاظت اور اس کو کام میں لانے والے تھے۔

میں ان کے احوال کا مختصر تذکرہ تین کتابوں کے حوالے سے کروں گا۔

(۱) قاضی ابن طلحان نے ”وفیات الامامین“ میں ان کے احوال میں لکھا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں شام کے محدث تھے اور فقہاء و شافعیہ کے سرکردہ افراد میں سے تھے ان پر حدیث کا تکیہ تھا۔ اسی سے انہوں نے شہرت حاصل کی۔ طلب حدیث میں انہوں نے محنت کر کے اکتا ذخیرہ جمع کر لیا تھا جس کا اتفاق کسی دوسرے کو نہ ہوا تھا انہوں نے ستر کے شیروں کی مسافیتیں لے کیں، پندرہ لاکھ مسافیتیں میں حافظ ابوسعید عبدالمکریم ابن اسماعیل کے ہم سفر تھے۔ سماعی نے دارالاسلام بغداد میں جن شیوخ سے ملاقات کی ان کی تعداد سات ہزار تک پہنچتی ہے۔

یہ حافظ تھے زیارت والے تھے انہوں نے حوزہ واسطہ کو فتح کیا بغداد میں شام کیا پھر دمشق واپس آئے پھر خراسان کا سفر کیا، نیشاپور، ہرات، اصفہان اور جہاں میں تخریف لے گئے، کئی مفید کتابیں انہوں نے تصنیف کیں۔ کتابوں کی تخریج کی احادیث پر بہت اچھا حکام کیا کرتے تھے بیع و تالیف میں وہ حاکمیں کرتے تھے۔ خلیفہ بغداد کی تاریخ بغداد کی طرز

پر انہوں نے تاریخ دمشق ۸۰ جلدوں میں تحریر کی اس میں انہوں نے کمالیات جمع کئے ہیں لیکن حجم و وسعت کا قد وہ میں یہ اس سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

ہمارے شیخ حافظ مصر علامہ ذی الدین ابو محمد عبدالمعظم رحمہ اللہ نے جب اس تاریخ کا تذکرہ ہو رہا تھا ہم کو کہا اور ایک جلد بھی اس کی کمال لائے۔ بات اس تاریخ کی عظمت پر طویل ہوئی کہ میرا خیال یہ ہے کہ بعض نے جس دن ہوش منہ لایا وہی دن سے اس نے اس تاریخ کے لکھنے کا عزم کیا ہوگا اور اسی وقت سے اس کا مسودہ جمع کرنا شروع کیا ہوگا ورنہ تدریس میں مشغولیت اور شہرت حاصل کر لینے کے بعد اس قسم کی تصنیف کسی انسان کے بس کی بات نہیں رہتی، بے شک انہوں نے حق بات ہی کہا ہے۔ جس شخص کو اس کتاب کا علم ہو وہ ان کی بات کی حقانیت جانتا ہے۔ ورنہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ اس قسم کی چیز وضع کر سکے اور تاریخ میں انہوں نے جو مسودہ کر لیا ہے وہ مسودہ ہے جس کا انہوں نے اپنے اصول کے مطابق انتخاب کیا اور ظاہر ہے کہ انتخاب کلی مسودوں کے جمع کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ابن عساکر کی تالیفات کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے ایک ان میں ”تاریخ مدینہ دمشق“ ہے جو اسی ۸۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲) حافظ ذہبی نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کہا ہے کہ وہ امام حافظ کبیر۔ محدث شام فخر ابوالقاسم ابن عساکر تاریخ کبیر اور کتب کثیر و کثرت تھے ۳۹۹ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور ۵۷۵ھ میں انہوں نے اپنے بھائی امام عبد اللہ بن عبد اللہ اور اپنے والد کی غمراہی میں شام شروع کیا۔ دمشق کے تمام شیوخ سے سماع کرنے کے بعد ۵۲۵ھ میں انہوں نے وہاں سے کوچ کیا اور بغداد منکھ المکرّم کو کوئی بیضا پور اصفہان، مروہ اور ہرات کے شیوخ سے سماع کیا۔ انہوں نے ”الدر المنثور“ میں تحریر کی یعنی چالیس احادیث چالیس شیروں کے چالیس شیوخ سے جن کے شیوخ کی تعداد میرے کچھ زیادہ ہے جبکہ اسی ۸۰ خواتین بھی ان کے شیوخ میں شامل ہیں، دمشق کی طرف ان کی مرادعت ۵۳۳ھ میں ہوئی۔

عقل کثیر نے ان سے روایت کی ہے ان کے ہم سفر ابوسعید اسماعیلی بھی ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں پھر ذہبی نے ان کی تصانیف گواہی جن کی تعداد پچاس ہے اور

انہوں نے کہا کہ ابن ابی داؤد کی "المعتمد" جس کی سماع انہوں نے انصراف فرمائی ہے اس کی
حقیقت انہوں نے ان کو کہا کہ یہ بیٹان نہ ہو اور نہ بانی ان کو پوری کتاب یا اس کا بعض حصہ سنا دیا
ابن احماد کہتے ہیں کہ شک میرے پیش کو ہوا۔

شیخ علی الدین النووی نے کہا کہ انہی کا لکھا ہوا میں نے نقل کیا کہ وہ حافظہ شام بلکہ حافظہ
الدیناؤ نامہ مطلق ثقہ اور ثبت تھے۔

ان کے صاحبزادے حافظ ابو محمد القاسم نے نقل کیا ہے کہ میرے والد نے بہت سی ایسی
کتبوں کا سماع بھی کیا کہ اس کا ایک نسخہ بھی انہوں نے حاصل نہیں کیا، حافظ ابو علی الوزیری کے
نسخہ پر اعتماد کرتے ہوئے اسلئے کہ جو نسخہ ابن الوزیری حاصل کر لیتے میرے والد وہ حاصل نہ
کرتے اور جو میرے والد حاصل کر لیتے وہ ابن الوزیری حاصل نہ کرتے۔

ایک رات چاند کی روشنی میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ گھٹکھو کرتے ہوئے میں نے ابن
کوساؤد کہہ رہے تھے کہ میں نے کئی سفر کئے لیکن یہ سفر نہ کرنے کے برابر تھے اور میں نے علم
حاصل کیا لیکن نہ کرنے کے برابر ہے، میرا خیال تھا کہ میرا ساتھی ابن الوزیری وہ کتب جن کی میں
نے سماع کی مثل کچھ بخاری اور مسلم اور ترمذی کی کتب اور اجزاء عوامی لے آئیں گے میں سفر وان
کی رہائش گاہ پر گیا اور وہاں میں خیم ہو گیا، پھر مجھے اپنے ایک دوسرے ساتھی جن کو یوسف بن
قارو البیانی کہا جاتا تھا کا انتظار تھا۔ پھر ابوالحسن المرادی کا انتظار ہوا۔ انہوں نے مجھ کو کہا کہ میں
کئی مہرہ و مشق کیا اور پھر اپنے ملک اعلیٰ آ گیا، لیکن ان میں کوئی بھی مدقش نہ آیا، اسلئے اب
مجھ کو تیسرا مدقش کرنا پڑے گا اور مجھ کو بڑی کتب اور اہم اجزاء عوامی حاصل کرنا پڑیں گی۔

کچھ دن گزرے تھے کہ ان کے رفقہ میں سے ایک شخص آئے کسی نے کہا کہ یہ ابوالحسن
المرادی ہیں، میرے والد چلے آئے ان کو اپنے گھر لائے ان کو وہاں ٹھہرایا وہ ہمارے لئے چار
بڑے بڑے نوکر سے کتا ہوں کے بھر ہوئے "آئے" جن میں میرے والد کی مسوعات تھیں
میرے والد اس پر بہت خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا، اللہ نے اس کی مسوعات بغیر مشکل
کے ان کو عطا کر دیں وہ ان مسوعات کی طرف متوجہ ہو گئے ان کا لکھا ہوا اور کھسکا شروع کیا
یہاں تک کہ اپنا مقصود حاصل کر لیا اور جب بھی وہ کسی جگہ کی طرف متوجہ ہوتے تو اسیا لگتا جیسے

ان کو دنیا یا دنیا کی حکومت حاصل ہو گئی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ورحمۃہ۔

(۳۴۲) یہ صفحات یا اقتابات علماء کی تاریخ اور تحصیل علم میں شراکہ کے بارے میں
تھے انہوں نے تحصیل علم میں سختیاں برداشت کیں اور اپنی روح کو تھکا دیا تھا جیسا کہ ہم نے
ملاحظہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس چیز کو حاصل کر لیا جس کی وجہ سے وہ اپنے سے بعد
والوں کے لئے آخر حدیث بن گئے۔

یادداشت

خاتمہ

علماء سابقین اور آج کے اجدادِ حقہ میں کی سیرت کا ایک حصہ یہ بھی ہے اس میں ہم یہ بات معلوم کر سکیں گے کہ ان میں سے کس کی زندگی کبھی تھی کہ کیسے انہوں نے فقر کو ڈھٹا پھوٹا بنایا تھا، بھوک کو لاف بنایا، ان کی خوراک سادہ خشک ہوتی، فاقہ اور عدم دستیابی کی حالت میں اور ظاہر میں ان پر تجل اور فقا ہوتی، خشکات اور سختیوں کو روندتے اور صبر کرتے یہاں تک کہ مہر بھی ان کے سامنے مانہ نہ کیا، یہ سب کچھ علم اور تحصیل علم کے لئے تھا، اپنے دل میں انہوں نے ان سب کچھ کا بدلہ صرف اللہ کی رضا مقرر کی تھی۔ اس حالت میں بھی وہ اللہ کا حمد کرتے اور شکر بجا لاتے یہاں تک کہ وہ اپنے بعد والے اہل علم اور علماء کے لئے نمونہ بن گئے۔ اللہ ان سے راضی ہو جائے۔ اللہ عظم دین اور اسلام کی طرف سے ان کو بہرہ دے۔

وصلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وسلم تسلیماً

بروز جمعہ مورخہ ۲۰۰۰/۱۰/۲۷ مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ بمقت ۱۰۳۰ھ

محمد شریف ہزاروی

AF-289